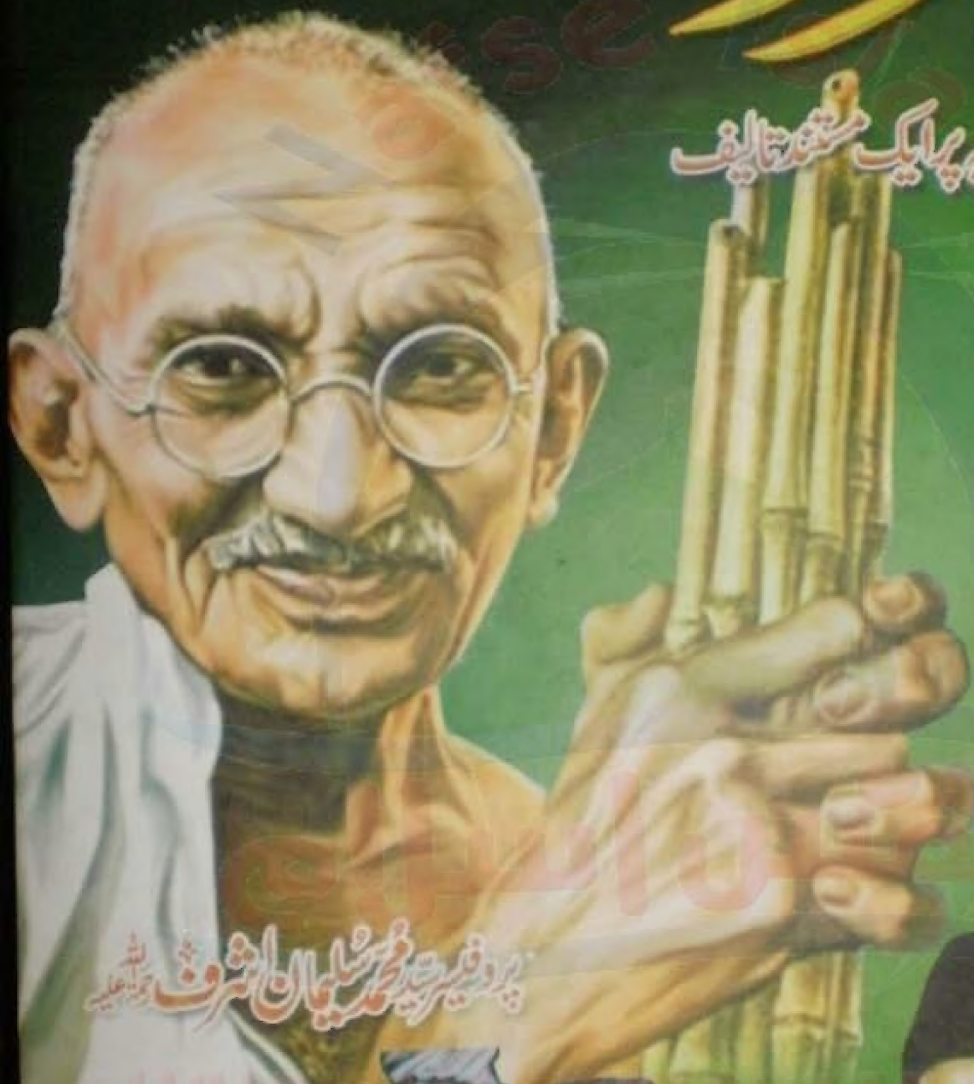


تحریک خلافت و ترک مہالات کے دوران گاندھی کے دجل و غریب کا شکار  
بعض مسلمان قائدین کی کوتاہ بینی اور اس کے مضمرات پر ایک چشم کشا تالیف  
جو مسلمانان ہند کیلئے مٹا نور ثابت ہوئی

# النور

دعویٰ نظریہ پر ایک مستند تالیف



پروفیسر محمد سلیمان اشرف



دوقومی نظریہ ایک مستند تالیف

# النور

پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ

صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اذا لا ینا کنت ناسئ لہو



کتاب	مکتور
تألیف	سید محمد سلیمان اشرف
پاراؤل	۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
طبع جدید	شعبان ۱۳۲۹ھ / اگست ۲۰۰۸ء
	(مع مقدمہ)
صفحات	۳۲۰ صفحات
تعداد	گیارہ سو
مطبع	اصغر پرنٹنگ پریس، لاہور
ناشر	ادارہ پاکستان سٹامپی، ۲/۳ سوڈھیوال کالونی، ملتان روڈ، لاہور۔ ۵۳۵۰۰۰
	فون: ۳۱۳۸۶۳
قیمت	۳۳۰ (تین صد تیس روپے)

### ڈسٹری بیوٹرز

اورینٹل پبلی کیشنز، قریب ٹاور، میلارام، دربار مارکیٹ، گلج بخش روڈ، لاہور

فون: ۳۱۳۵۷۸

خان بک کمانڈی، ۳ کورٹ اسٹریٹ، لوئر مال، لاہور

فون: ۳۲۵۳۶۳

دارالعلوم نعیمیہ، جیگمیر بلاک نمبر ۱۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی

فون: ۶۳۲۲۲۳

NAFSE ISLAM

فہرست

۵

سید نور محمد قادری

مقدمہ

۳۶

قلیوہ الدین خاں

تکمیل مقدمہ

۷۹

سید محمد سلیمان اشرف

الثور

(فہرست اندر ملاحظہ فرمائیں)

نفس اسلام

WWW.NAFSEISLAM.CO



## عکسِ نوا اور

- ۲۶ ۱۔ تاریخی رسالہ 'انفس الفکر فی قربان البقرہ' (۱۴۹۸ھ) از امام احمد رضا،  
مطبوعہ بریلی طبع دوم۔ ۱۹۴۱ء۔ عکس سرورق
- ۲۷ ۲۔ 'انفس الفکر' عکس صفحہ ۱۹ (مراسلہ محررہ مئی ۱۹۱۱ء از مسلم لیگ ضلع بریلی  
برائے استفتاء در مسائلی بندش قربانی گاؤں)
- ۳۳ ۳۔ رسالہ 'الرشاد' (۱۹۲۰ء) مصنفہ پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف،  
مطبوعہ ملی گڑھ۔ عکس سرورق
- ۳۳ ۴۔ حدیث میں تحریف اور الرشاد کا صفحہ ۲۵ کا عکس
- ۳۹ ۵۔ رسالہ 'الحجۃ الموترہ فی آیۃ المہتدہ' (۱۳۳۹ھ) از امام احمد رضا،  
مطبوعہ بریلی ۱۹۴۱ء۔ عکس سرورق
- ۵۰ ۶۔ 'الحجۃ الموترہ' عکس صفحہ ۲ (مراسلہ پروفیسر مولوی حاکم علی،  
اسلامیہ کالج لاہور بابت استفتاء در مسئلہ ترک موالات)
- ۷۹ ۷۔ 'انوار' نسخہ مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ (۱۹۴۱ء)
- ۲۰۸ نقضہ سلطنت عثمانیہ زمانہ عروج (۱۹۰۸ء)
- ۲۰۹ نقضہ سلطنت عثمانیہ دور زوال (۱۹۲۰ء)

## مقدمہ

(۱)

پہلی عالمی جنگ میں ترکی کی عثمانیہ حکومت نے جرمنی کا ساتھ دیا اور المناک شکست سے دو چار ہوئی، عوام پر بے پناہ مصائب ٹونے اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اتحادی، ترکی کے حصے بخرے کر کے مسلمان حکومت کا اس علاقہ سے نام و نشان تک مٹا دیں گے۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء کے آغاز میں بمبئی کے دو مسلمان تاجروں سیٹھ احمد صدیق کھتری اور سیٹھ عمر شیبانی نے تحفظ خلافت، تحفظ لہاکن مقدمہ اور مظلوم ترکوں کی امداد و اعانت کے لئے بمبئی میں ایک مقامی انجمن بنام ”خلافت کمیٹی“ قائم کی۔ اس مختصر سی خلافت کمیٹی کو آل انڈیا سطح پر قائم کرنے کا خیال سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو پیدا ہوا اور انہوں نے اس مقصد کے لئے آل انڈیا مسلم کانفرنس کا اجلاس لکھنؤ میں طلب کیا۔ ع

جناب سردار علی صابر تھی اپنے ایک مضمون ”مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی“ میں فرماتے ہیں:-

”..... حضرت باری میاں کا ایک اور عظیم غیر قافی کارنامہ یہ ہے کہ بمبئی کی چھوٹی سی خلافت کمیٹی کو جو محض ایک مقامی جماعت تھی ”آل انڈیا مجلس خلافت“ کی پر عظمت شکل میں تبدیل کر دیا۔ باری میاں جنگ عظیم کے خاتمے پر ترکوں کے المناک مصائب سے بہت متاثر تھے، انہوں نے مظلوم ترکوں کی حمایت میں آواز بلند کرنے کے لئے پہلے ایک انجمن قائم کرنی چاہی، لیکن جب بمبئی میں چند ہمدردان اسلام نے ”خلافت کمیٹی“ کے نام سے ایک انجمن قائم کر لی تو باری میاں کو یہ نام پسند آیا اور اسے ”آل انڈیا“ بنانے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اس مقصد کے لئے حضرت باری میاں نے مسلم عمائد و اکابر کی ایک کانفرنس لکھنؤ میں طلب کی جس میں شرکت کے لئے ہندوستان کے مختلف حصوں سے نمائندے آئے تھے۔





ایکٹ کی صورت اختیار کی جو شدید مخالفت کے باوجود ۱۸ مارچ ۱۹۱۹ء کو پاس ہو گیا۔“ ۱

اس ایکٹ کے پاس ہوتے ہی ہندوستان میں ہڑتالیں اور مظاہرے شروع ہو گئے، جلسوں اور جلوسوں کا غیر مختتم سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ہندو، مسلمان اور سکھ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ جنرل اوڈوائز نے بے دردی سے اس جلسہ پر فائرنگ کا حکم دیا اور سیکڑوں انسانوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ جلیانوالہ کے سانحہ کے فوراً بعد گورنر پنجاب مائیکل اوڈوائز نے پنجاب میں مارشل لا نافذ کر دیا اور اس مارشل لا میں پنجاب کے شریف اور بے گناہ شہریوں کے ساتھ دنیا کے عیار ترین حکمرانوں نے جو وحشیانہ اور انسانییت سوز سلوک کیا اُس کی ایک جھلک ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے۔

”..... اُس (مائیکل اوڈوائز) نے لاہور، قصور، امرتسر، گجرات، گوجرانوالہ،

شیخوپورہ، لائل پور (فیصل آباد) وغیرہ میں مارشل لا جاری کر کے مظالم کی وہ آگ برساتی جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں صرف ۱۸۵۷ء کا کشت و خون ہی پیش کر سکتا ہے۔ ان مظالم کے ذکر سے سینکڑوں نہیں ہزاروں صفحات سیاہ ہو چکے ہیں۔ چودہ چودہ برس کے بچوں کو گتلی میں باندھ کر کوڑوں سے پیٹا گیا۔ کم از کم بیس کوڑوں کی سزا مقرر تھی۔ حالانکہ بڑے سے بڑے سخت جان کی کھال جیسے (۶) کوڑوں کے بعد ادھر جاتی ہے اور وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ہر ہر محلے سے بچن بچن کر معززین کو گھروں سے نکالا گیا اور برہمن سر برہمن پاتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر بازاروں میں پھرایا گیا تاکہ کھلے ہندو اُن کی تذلیل ہو۔ جو لوگ اپنی قابلیت کی بنا پر آئندہ ہائی کورٹ کے جج اور صوبے کے وزیر بننے والے تھے انہیں گورافوج کے سپاہیوں سے پٹا کر پھانسی کے جرموں کی کوٹھریوں میں بند کیا گیا۔ مئی کی گرمی میں لاہور کے کالجوں کے طلبہ کو حکم دیا گیا کہ اپنے سروں پر اپنے بستر اٹھا کر دن میں چار مرتبہ سولہ میل کا فاصلہ طے کر کے آئیں اور یونین جیک کو سلامی دیں۔ لاہور کے تمام باشندوں کو حکم مل گیا کہ اپنی موٹر کاریں، سائیکلیں، بجلی کے پچھے اور بجلی کے لیپ فوج کے حوالے کر دیں۔ سکول کے بچوں کو ہر روز دھوپ میں کھڑے ہو کر، ایک



فوجی افسر کے سامنے، یہ کہنا پڑتا تھا: ”حضور! ہم نے کوئی قصور نہیں کیا۔ ہماری توجہ! آئندہ بھی ہم سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوگی۔“

ایک پوری برات کو جس میں ڈولہا بھی شامل تھا بلا وجہ پکڑ کر کوڑوں سے پٹوا ڈالا گیا۔ ریل گاڑیوں پر سفر کی ممانعت کر دی گئی اور سوائن لوگوں کے جن کو فوجی حکام پاس عثارت کرتے تھے اور کوئی شخص سفر نہیں کر سکتا تھا۔ عورتوں کی گھلے منہ بے حتی کی گئی۔ ایک گلی مقرر کی گئی جس میں سے ہر شخص کو پیٹ کے بل ریٹکتے ہوئے گزرتا پڑتا تھا۔ اوپر گورافوج کا سپاہی بدوق کا ٹنڈ اس کی پخت پر مارتا تھا۔ شہر کے بعض معزز اور سر پر آوردہ لوگوں کے مکانوں پر مارشل لا کے احکام کے اشتہار چسپاں کر دیے جاتے تھے اور حکم تھا کہ اگر کسی نے اس اشتہار کو پھاڑ دیا تو مالک مکان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ چنانچہ صاحب خانہ کو محض اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے دن بھر اپنے مکان سے باہر دیوار کے قریب کھڑے رہنا پڑتا تھا تاکہ کوئی شخص اشتہار کو ہاتھ نہ لگائے۔ لاہور میں سرفصل حسین، خلیفہ شجاع الدین اور میر تاج الدین جیسے اصحاب کے مکانوں پر بھی اس قسم کے اشتہار چسپاں کئے جاتے تھے اور انہیں تمام دن مکان سے باہر کھڑے رہنے کی ذلت برداشت کرنا پڑتی تھی۔

دیوالی سنگھ کالج کی بیرونی دیوار پر کسی نامعلوم شخص نے ایک اشتہار لگا دیا جس کا مضمون فوجی حکام کے نزدیک قابل اعتراض تھا۔ اس جرم کی پاداش میں کالج کے پرنسپل کو گرفتار کر لیا گیا اور بالآخر اس غریب کوڑھائی سوروپے جرمانہ ادا کر کے رہائی حاصل کرنا پڑی۔

حکم صادر ہو گیا کہ کھانہ کوئی انگریز نظر آئے مقامی باشندوں کا فرض ہے کہ فوجی اتارے سے اتر کر کھڑے ہو جائیں اور جھک کر سلام کریں۔ ایک پچیس فٹ لمبے اور بارہ فٹ چوڑے کمرے کے اندر مٹی کے مینے میں پچیس آدمیوں کو بند کر دیا گیا جہاں وہ ہفتہ بھر مقید رہے اور بول و ہراز کے لئے بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ تصور میں متادی کر دی گئی کہ جو لوگ ۱۰ اپریل ۱۹۱۹ء سے پہلے یا اس تاریخ کے بعد شہر سے باہر چلے گئے تھے اگر چار روز کے اندر واپس نہ آئے تو ان کی

جائیدادیں (جائیدادیں) ضبط کر لی جائیں گی۔

جب فوجی عدالتوں کے سامنے مقدمات پیش ہونے لگے تو صفائی کی طرف سے کسی دکیل کو بھیج دی کرنے کی اجازت نہیں ملتی تھی مضمون کو پھانسی اور عرقید کے علاوہ مشکل ہی سے کوئی اور سزا ملتی تھی۔ قصور میں سنا نہیں آدیموں کو پھانسی اور حیرہ کو عمر قید کی سزا ہوئی۔ گوجرانولہ میں محض اس جرم میں کہ پٹوار خانہ کو آگ لگا دی گئی تھی پانچ آدیموں کو پھانسی اور دس کو محبس دوام کی سزا ہوئی۔ امرتسر میں چونتیس کو پھانسی اور چندرہ کو محبس دوام کی سزا ملی۔ اسی طرح لاہور میں امرتسر ایسے شہروں سے لے کر چھوٹے چھوٹے قصبوں تک میں سزاؤں کی وہ بھر مار ہوئی کہ اس کی مثال پہلے کبھی نہ دیکھی گئی تھی۔ ایک شخص کو محض اس جرم میں کہ اس نے ایک پولیس افسر کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ ”تم ہمارے بھائی ہو ہم تمہارے بھائی ہیں۔ آؤ ہمارے ساتھ مل جاؤ۔“ محبس دوام کی سزا ملی۔“

جلیانوالہ باغ کے قتل عام اور اس کے بعد مارشل لا کے دور میں پبلک کے ساتھ اس سلوک کی وجہ سے پورے ہندوستان میں تمام قوموں (مسلمان، ہندو، سکھ) میں غم و غصہ اور نفرت کی لہر دوڑی ہوئی تھی۔ اسی آثناء میں ترکی کی حکومت نے مسلمانوں کو زیادہ ہی متاثر کر دیا اور انہوں نے تحفظ خلافت اور مظلوم ترک عوام کی امداد کے لئے ”مجلس خلافت“ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۹ء کو کنستونٹینو میں قائم کر لی اور اس پر جلتی کا کام اس ہنگامی معاہدہ صلح نے کیا جو جرمنی اور اس کے حلیفوں کی حکومت کے بعد اتحادیوں نے عارضی طور پر ترکی سے کیا اور اس میں طے پایا۔

۱۔ ترکی اپنی تمام افواج برخواست کر دے گا۔

۲۔ اس کے جنگی جہاز قاصین ضبط کر لیں گے۔

۳۔ ملک کی ریلوں کی گمرانی اور کنٹرول کا اتحادیوں کو حق ہوگا۔

۴۔ ایشیائے کوچک اور عرب میں سرحدوں کے تعین کے علاوہ اندرون ملک کا انتظام ترکی ہی کے اختیار میں ہوگا۔

۱۔ اقبال کے آخری دو سال از حاشیہ حسین داناوی، مطبوعہ آئینہ ادب، لاہور ۱۹۷۸ء، شامت سوم، ص ۱۰۱-۱۰۳

بحوالہ مظلوم، پنجاب کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ (۱۹۲۰ء)

۲۔ علی راوران مرتبہ سید بخش احمد، طبری، مطبوعہ محمد علی اکبر میاں لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۲۳۳



ساتھ جیل خانہ کی آزادی کی حالت اور بنگالی معاہدہ فیصلہ کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کے چاہنے والوں کی مجلسوں میں شامل ذکر حسب اہمیت۔

۱۷ جنوری ۱۹۱۹ء

دہلی میں بھارتی مسلم کانگریس

۲۶ جنوری ۱۹۱۹ء

گولکھ میں بھارتی مسلم کانگریس

۲۲ ستمبر ۱۹۱۹ء

نیشنل مسلم کانگریس

۲۳ نومبر ۱۹۱۹ء

دہلی میں بھارتی مسلم کانگریس

ان میں سے آل انڈیا مسلم کانگریس میں خلافت کمیٹی قائم کی گئی اور دہلی کا جلسہ "خلافت کانفرنس" کے نام سے منعقد ہوا۔ دہلی کے جلسہ سے پہلے مسلمان لیڈروں نے محسوس کیا کہ "اگر ہندو بھائیوں خصوصاً مسز گاندھی کو اعتماد میں لے لیا جائے اور وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں تو ہمارے مطالبات اور پروگرام کو اس سے تقویت ملے گی۔" چنانچہ مسلمان اکابر نے اس سلسلے میں اپنی کوششیں تیز کر دیں۔ قاضی محمد عبدالغفار اپنی تصنیف "حیات اجمل" میں — کانگریس اور خلافت کا اتحاد — کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ

"جب پنجاب کے مظالم کی خونچکاں داستان ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کے دلوں کو بے چین کر رہی تھی اسی زمانہ میں خلافت اور امامین مقدسہ کا مسئلہ بھی مسلمانوں کے لئے سخت تر و کا باعث بن گیا تھا۔ امامین مقدسہ اور خلیفہ کے متعلق برطانوی دوراء کے تمام وعدے جو سنے گئے تھے اور صلح کانفرنس کی جو تہنیں ہندوستان آ رہی تھیں ان سے واضح ہوتا تھا کہ نہ تو ترکوں کے لئے آزادی اور عزت کا کوئی راستہ کھولا رکھا گیا ہے اور نہ جزیرۃ العرب کے متعلق برطانوی حکومت کے وعدوں کے پورا کئے جانے کے کوئی آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اب عام مسلمانوں اور ان کے لیڈروں کو یقین ہو گیا تھا کہ اگر انہیں قربانیوں کی گنجائش تو ان مسائل کا خاتمہ بہت زری طرح ہو گا۔ شوکت علی اور محمد علی جوڑ چھٹ واڈ میں نظر بند تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد بھی حلیقہ تھے۔ مسلمان لیڈروں میں صرف ڈاکٹر انصاری، حکیم صاحب اور مولانا عبدالباقی ہی ایسے تھے جو جہان گاندھی مسلم ملک اور بعض دیگر کے علاوہ ان سے ان مسائل کے متعلق اشعار کر رہے تھے۔ جہان گاندھی اس

ہاتھ پاؤں اٹھائے کہ خلافت کے مسئلہ پر مسلمانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ خلافت ہو۔

مظالم کا جواب اور آزادی دین سب کے لئے ایک ہی مسئلہ ہے۔

مسلمان ممالک اور گاندھی مندیر ہاؤس میں ۱۹۳۳ء اور ۱۹۱۹ء کے بعد خلافت میں مہاتما گاندھی کی سربراہی میں ہندو لیڈر بھی شریک ہوئے۔ مسز فٹس الٹن نے اہم صدارت پر حار اور خطبہ میں ہندوستان کی لیبر مسلم قوم سے تائید حاصل کرنے کی حکمت چلائی۔ دیا۔ کانفرنس کے روزنامہ نشوں میں مشہد مقدس اور دیگر مقامات مقدسہ میں احمدیوں کی زیر دستوں اور مظالم پر احتجاج کیا گیا اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ

۱۔ دو جن مسلح میں شریک نہ ہوں اور اس کے خلاف چلتے کریں۔

ب۔ مسز گاندھی کے مقصد کے مطابق مسلمان حکومت سے مدد نہ کریں۔

ج۔ اگر مسلح کانفرنس کا فیصلہ مسلمانوں کی غلطی کے مطابق نہ ہو تو وہاں سے ہٹ جائیں۔

کا ہدایت کیا جائے۔

۲۔ مسز گاندھی اور ان کے سر سے ہندو لیڈروں کا شکریہ ادا کیا گیا، جنہوں نے

تو ایک خلافت میں مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل منظور کیا تھا۔

یہ تجاویز خلافت کانفرنس منعقد ۳۳ء تو مہر کو منظر کی تئیں اور اس سے الگ دن یعنی

۳۳ نومبر کو مجلس خلافت اور کانگریس کا مشترکہ اجلاس زیر صدارت مسز گاندھی منعقد ہوا جس میں

ممتاز ہندو لیڈر شریک ہوئے۔ "مہاتما گاندھی نے اپنی تقریر میں مسئلہ خلافت کے تمام پہلوؤں پر

ایک بے غرض تقریر کی اور مسلمانوں کو یقین دلایا کہ خلافت کے مسئلہ میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے

ہندو بھائی ہر طرح آمادہ رفاقت ہیں۔ مہاتما گاندھی نے ہندوؤں سے درخواست کی کہ وہ اس

وقت تک جس مسلح میں شریک نہ ہوں جب تک انہیں اس بات کا پورا یقین نہ دیا جائے کہ

مسلمتہ علاقہ کے ہندوؤں سے اور خلافت کے برقرار رکھنے میں مسلمانوں کے ہاتھ کا پورا ہوا تھا

جائے گا۔" ج

(۲)

خلافت کا حلقہ اور مسلمانوں کے لئے ایک ایسا فریضہ کی حیثیت رکھتا ہے جس سے

۱۔ حیاتِ عرب کا فرضِ محمدیہ (الصلوات علیہ وسلم) کا ذکر ہوتا ہے اور اس کا ذکر ۱۹۱۹ء کا ہے۔

۲۔ علی و اس کے پیروں کے لئے (الصلوات علیہ وسلم) کا ذکر ہوتا ہے اور اس کا ذکر ۱۹۱۹ء کا ہے۔

۳۔ حیاتِ عرب کا فرضِ محمدیہ (الصلوات علیہ وسلم) کا ذکر ہوتا ہے اور اس کا ذکر ۱۹۱۹ء کا ہے۔



آگے جانے سے پہلے مناسب ہے کہ اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈال لی جائے کہ "مسلمانوں کے لئے عزت و کرامت کی جگہ اور عظمت کیوں ضروری ہے؟" مولانا سید سلیمان اشرف نے یہ نظر کتاب میں مسئلہ خلافت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پہلی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کو حق سمجھنے والے خاتم النبیین فرما کر ہمیشہ کے لئے نبوت کا دروازہ بند فرما دیا۔ اب کمال قطعی ہے کہ کوئی دوسرا نبی یا رسول ہو۔ اسی طرح شریعت کو خاتم الشرائع اور پرہیزگاروں کے کمال و مقام فرما کر اس سے آگاہ کر دیا کہ قیامت تک یہی شریعت قائم رہے گی کسی نئی شریعت کا نزول نہ ہوگا۔

پس ایک ایسی شریعت جسے قیامت تک دنیا میں قائم رکھنا تھا اس کے لئے اس کی ضرورت تھی کہ اس کا کمال عالم میں جہاں فرزند آدم جتنے ہیں نہ کہ ملک و فرشتہ اس کی حفاظت اس طرح کی جائے کہ مذہب کا بازار سیاست سے قوی کر دیا جائے۔ یہ ایک حقیقت واقعی ہے کہ جو مذہب اپنی حفاظت نہیں کر سکتا یا اپنی مامون رہیگی کے لئے طاقت و انجمن رکھتا اس کا وجود محال ہے عادیہ میں سے ہے ایسا مذہب فلسفہ خیال سے زیادہ مرتب نہیں رکھتا۔ وہ ہاتھ جس میں اخلاق کسے کی کتاب ہو کھوٹا و فاکہہ کل اسی وقت ہوگا جب کہ دوسرے ہاتھ میں فونچکاں ششیر بھی نظر آ رہی ہوں۔ مذہب اسلام پاکیزہ سے پاکیزہ تر اخلاق کی ہمیں تعلیم بھی دیتا ہے اور ہمارے ملک پر قائم پروردگار پرست مذہب ہا یہ خصیاں بھی کرتا ہے، اس کی تبلیغ کے یحییٰ و یس، سیف و سان، سینہ و بصرہ میں کرمیات و حفاظت میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں، حق سلیم کے لئے تذکیر و موعظت ہے اور مشق دین و اعادہ کے لئے تیغ جو ہر دہرہ

آں کہ مکتوبہ آں بہتر و حسن

یہ ما ایں راہ و آں لہ ہم

اسلام کے کھوٹے و مضمون رہنے کے لئے تین اصول قرار دیئے گئے۔ پہلا اصل یہ تھا کہ مسلمانوں کا کوئی مرکز ہونا چاہئے، دوسرا اصل یہ تھا کہ مرکزی مقام کا ایک صدر ہونا چاہئے، تیسرا اصل یہ تھا کہ مرکزی مقام پر ایسی قوت مجتمع رہے کہ کوئی

اسے جھٹکا کرے یا اس کی شان و کرامت کو کم کرے

سے ایسا شیعہ و اہل قرآن کریم  
کا کھوٹا ہوگی، اگر ان کا

تکلف کرے اور کسی دوسری طرح  
ایک اذیت ملے ایک مذہب

بدلتے ہیں مگر اس کا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی ذمہ داری ہے۔

حضرت شہید علیؑ کی مجلس میں حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو نصیب فرمائے اور تم کو نصیب فرمائے۔  
قرار پائے۔ جزیرہ العرب کے شمال سے مرکزی مقام کا استحقاق نصیب فرمایا ہے۔  
پورا کر دیا گیا۔ اس مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام مرکزی کے اندر  
مسلمانوں کے (کی) ہر طرح کی حالتوں کا ماوا اور حصار کے لئے مسلمان مرکزی  
مقام اور اندر مرکزی کے خادمہ بطریق قرار پائے۔

کتاب احادیث و صحیح کے جانتے والوں سے یہ امر بھی نہیں کہ شریعت کی روشنی  
اسی ذات پاک سے تھی، تزکیہ نفس اسی روح پرور کے انکسار قدس سے تھا۔  
میدان جنگ میں وہ سپہ سالار تھا، انتظامات کلی میں ایک بڑا مدد سلطان تھا،  
نظامات باہمی و مناقشات کے فیصلہ میں ایک بے نظیر حاکم عادل تھا۔

غرض کہ مسلمانوں کی کوئی ضرورت و حاجت ایسی نہ تھی، جس میں غلو اپنے  
تعمیر کے کسی اور طرف متوجہ ہوتے۔ جب یہ مجمع الانوار عہد قیام ہو گیا اور تعمیر کے  
اپنی آست سے پردہ کیا تو تعمیر کا وجود کے ارشد علامہ و مہتمم علامہ اربعہ کا زمانہ  
نوبت بہ نوبت اسی جامعیت کے ساتھ آست محمدی کی تکمیل کر رہا۔

ہاں جب بنو امیہ کا عہد آیا تو اس وقت بارگاہ خلافت میں یہ جامعیت باقی نہ  
رہی۔ معاشی خلافت کی بارگاہ میں لے جا کر معاشی امور اہل بیت کے آستانوں پر حاضر  
کرتا تھا اور مسائل شرعیہ کے لئے محدثین و فقہاء کا حلقہ زوریں تھا۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفہ المسلمین کی اطاعت و خدمت اس  
وقت بھی امت مسلمہ نے اپنے اوپر واجب ہی سمجھی جس وقت کہ بارگاہ  
خلافت سے جامعیت مٹ چکی تھی۔ سلطنت ترکی اس وقت تک مسلمانان عالم کی  
طرف سے ان کے سارے لواحق جو تکلیف دہین سے متعلق تھے وہاں آتی تھی ہرگز ہی  
مقام جس کی خدمت فرض نکلا ہے سلطنت ترکی ہی نے اسے اپنے ذمہ لے لیا  
تھا۔ ساری دنیا اپنے قصر و املاک میں رہا اور اس کے تعمیر و ترمیم میں مصروف تھی، لیکن  
سلطنت عثمانیہ کا تاجدار بیت اللہ و بیت الرضوی کی خدمت میں مشغول تھا۔

یہ مسئلہ بالکل قطعی ہے کہ حسب نام امت پر واجب ہے شرائط عام میں تو  
 جیسے کہ مسیحیوں کا کٹاف یا دھابہ تاکہ لیکن حسب نام کے واجب ہونے میں کمی  
 یا بھی المستوف نہیں۔ یعنی قوت دفاعی اس کا ہر وقت موجود رکھنا فرض ہے اس  
 سے کہ کسی کو بھی اعتدال نہیں۔

اسی طرح ایک اور مسئلہ بھی کچھ عجیبہ طاقت بمعنی نہایت ہی جسے لکھتے کہہ رہی  
 کہتے ہیں بعد نام ضمنی یا یہ استقامت حضرت عمر بن عبد العزیز میں پائی گئی۔ ان انھوں  
 نے یہ کہے ہوا جس قدر خلافت بنو امیہ یا بنو عباس میں گزرے ان میں سے کسی کی بھی  
 طاقت لکھتے کہہ رہی کے معنی میں نہ تھی۔ یہ سب اسلام کے (کی) قوت دفاعی تھے،  
 انھیں علیحدہ کر لیا جاتا تھا اور ان کی طاقت جو ضروری سمجھی جاتی تھی وہ شخص اسی وجہ  
 سے کہ خطیر اسلامی کے یہ کاٹاف تھے اور حرمین شریفین کے خادم مرکزی مقام کی  
 سیادت اور خدمت و حفاظت ان سے متعلق تھی۔ جب خلافت عباسیہ کا عہد تمام ہو  
 گیا اور یہ نعمت و سہولت خاندان عثمان میں آئی تو اب مسلمانوں پر ان کی اطاعت  
 واجب ہوئی۔ یہ مسئلہ تو اس قدر ہی ہے کہ اس میں غن و احمات کی گنجائش ہے بلکہ  
 یہ قطعی و یقینی اور ضروریات دین میں سے ہے کہ مسلمانوں پر حرمین شریفین کی  
 خدمت فرض ہے اور انکی قوت کا قائم رکھنا ہر اھل اسلام کو ان مقامات معلومہ  
 سے پہنچ کر سیکے یہ بھی فرض ہے

چنگ پورپ نے حسب کہ اسلام کی قوت دفاعی کو قائم کرو یا تو اب مسلمانوں پر یہ  
 فرض ہو گیا کہ اس قوت کو دہرا کریں۔ یہ ایسا فرض نہیں جو کسی خاص خطہ پر پڑے  
 اسلئے مسلمانوں ہی کا فرض ہے۔ پورپ نے غرضی مصلحت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر کے  
 یہ تو یکہ عام عالم اسلامی میں پیدا کر دی کہ جو مسلمان جہاں گئیں بھی ہے اپنے اس  
 فرض کے (کی) ادا کرتی کے لئے آمادہ ہو جائے۔

اس کے مندرجہ بالا اقتباسات کے ساتھ اگر ہم آغا خان مرحوم اور سید امیر علی مرحوم کے  
 اس مشورہ کو دیکھا جائے کہ انھوں نے تو حریج و مل بھی اور مصلحتات کا موجب ہو گا، جو انہوں نے  
 صحت و اقامت عام کو اس وقت تک واجب سمجھتے تھے کہ ان مصلحتوں کی پامنا مرحوم کی رعایت  
 کے لئے ضروری تھی



کامیاب و کامیابی اور ناکامی اور ہار و ہزیمت کو پہچاننے کے لئے قرآن سے فہم کرانے کے متعلق سوچیں  
 دیکھتے ہیں اور ان کے اس ارادے سے کہ فہم کے مسئلوں میں اختلاف کی نہ ہو مگر حقیقت یہ ہے  
 خدا کے معاملہ سے ہم بھی واضح ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ مسلمانوں کے لئے نہیں تھا۔ یہی الیحد  
 رکھتا تھا، مذکورہ خط ملا خط ہو۔

”پورا انکس لکھی“

”جدید قرآن کے پانے، دوست ہونے کی حیثیت سے اس کی موجودہ اسفکوں  
 کا جو بحیثیت آزاد ملک ہونے کے ہیں پورا احترام کرتے ہوئے ہم آپ کی  
 اجازت سے اسی قومی اتالی کی توجہ اس سبقتی کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں  
 جو سنی مسلمانوں میں خلیفہ المسلمین کی موجودہ غیر یقینی حیثیت کی وجہ سے ہے۔  
 ہمیں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اسلام باوجود ایک زبردست اخلاقی اور انسانی  
 طاقت ہونے کے سنی مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقہ میں اپنا اثر محدود ہے  
 اس کی وجہ غلطی کی عزت و عقلمی میں کی ہے۔ مسئلہ ہم پندرہ سو سال کی طرف خصوصاً  
 اشیاء نہیں کرتے لیکن ان کی صحت سے انکار کرنا کسی کے لئے کی بات نہیں۔

(۱) مسلمانوں کی جماعت میں جیسا کہ قرآنی واضح ہے، پہلی سربراہی ایک شخص ہے جو  
 تمام ممالک (یورپ) کو اسلام کے علاقہ میں جمع رکھتی ہے۔ وہ غلطی پر ماہر کی  
 طاقتوں نے پورے کی تو مسلمانوں کے عالم میں فہم و فہم کی نہ ہو مگر یہ چند ممالک کے  
 مسلمانوں نے ترکوں کی مدد کی اور ان سے ہمدردی ظاہر کی اور یہ سمجھتے تھے کہ ترکوں کی  
 جدوجہد آزادی میں ساتھ دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ انکی اس ہمدردی کے لئے ہمارے  
 ہیں جو عالم اسلام کے اتحاد کا عقیدہ ہے۔ ان سے ان میں ہم مسلمانوں کی جدوجہد  
 میں ان کی مدد کرتے رہے۔ قرآنی اور اخلاقی کی جنگ طریقوں سے بڑھادی مسلمانوں کی  
 ایک جماعت ترکوں کی دشواریوں اور مصیبتوں کو دیکھنے میں گوارہی دینا ہمیں میرے  
 ہے کہ ہمارے مشاہدات و تہنیت آں کتاب کی حکومت ہمدردی سے بنے گی۔ یہاں  
 مسئلہ ہے جس میں ہم تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی رکھیں لیتے ہیں۔

(۲) ہمارے ان جملوں سے یہ نکلے کہ عورتوں کی ہمدردی ہم تمام کے لئے ہے۔ ان کی  
 طاقت اور ان کے اختیار اس میں کوئی کمی ہے۔ یہ ہم سب کے لئے ہے۔ یہاں

تلی دنیا کی مذہب کی سرورانی کو شریعت کے مطابق بدستور رکھا جائے۔ ہماری  
 دلت میں خلیفہ کی عمریم میں کوئی کی یا ترکی کی سیاست میں سے ان کا مکمل اخراج  
 اسلام کے انکار کے مترادف ہے جس کے معنی یہ ہوتے کہ علماء دنیا میں ایک  
 اخلاقی قوت نہ رہے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ ایسی چیز ہے جو نہ تو اعلیٰ قومی آسپلی اور  
 داس کے صدر قاری مصطفیٰ کمال پاشا پند کرتے ہیں۔

(۳) ادارے خلیاں میں خلیفہ المسلمین، اہل سنت و جماعت کے اتحاد کا مظہر ہیں۔  
 یہ حقیقت کہ ترکہ ہیں اور ترکی قوم کے بانی کی اولاد ہیں ترکوں کو اسلامی اقوام  
 میں ایک ممتاز مقام دیتی ہے۔

(۴) پودہ صدر ہیں سے اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ رہا ہے اور ہم اس پر یقین رکھتے  
 ہیں کہ اس مسئلہ پر اجماع امت ہے کہ خلیفہ یعنی نائب الرسول، اہل سنت و جماعت  
 کے امام کے ہیں اور وہ ایک لڑی ہیں جس میں وہ منسلک ہیں۔ مسلمانوں کے دماغ  
 سے یہ سو فیصد خیال بغیر دنیا کے اسلام میں ایک ہنگامہ برپا کئے دور نہیں کیا جاسکتا۔

(۵) پورا انگلی ٹینسی اقامت ہمیں یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ جب خلیفہ کے  
 پاس کوئی دنیاوی اقتدار نہ تھا اس وقت بھی بڑے بڑے بادشاہ اور سرداران سے  
 "طمان" حاصل کرتے تھے۔ یہ فرمان انہیں اس علاقہ پر حکومت کرنے اور امامت  
 کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ اگر دنیا میں اسلام کو بحیثیت ایک عظیم اخلاقی قوت  
 کے باقی رہنا ہے تو خلیفہ کا مرتبہ کسی صورت میں بھی کم نہیں ہونا چاہئے۔

(۶) ان وجوہ کی بنا پر ہم ترکی کے سچے دوست کی حیثیت سے بعد ادب اعلیٰ قومی  
 پارلیمان اور اس کے عظیم اور دور اندیش راہنما سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ  
 خلافت کو آن بنیادوں پر باقی رکھیں جن سے مسلمانوں کو بحروسا اور عزت حاصل  
 ہوگا کہ اسلام کی مذہبی اور اخلاقی بنیادیں استوار ہیں اور اس طرح مملکت ترکی کو  
 خاص قوت اور عزت حاصل ہو۔

ہم ہیں پورا انگلی ٹینسی آپ کے فرماں بردار خادم

(خط) آغا خان (خط) امیر ملی

”انھوں نے اقوامِ سامان اور ملکہ بہن یا اکابر بنی اور ان کے مذاکرے سے مسئلہ خلافت کی بنیاد  
 دی گئی اور یہ ثابت ہو جاتی ہے اور یہ کہ اس مسئلہ پر اس وقت تک اجماع نہیں ہو سکا تھا کہ اس  
 اور دہلیہ بھی جنسی تھے۔ اس لئے دہلیہ کی کوشش سے دہلی اور پاکستان کی اسے چاروں مذاکرہ  
 مقام سے اسے چاروں پر جس کے مسلمانوں کے لئے ایک ایسی مجلس کا قیام کرنا کہ وہ ان کو کیا  
 خلافت کے خلاف اور مسئلہ میں ترکی کی امداد کے لئے اپنی تمام سیاسی برائیوں سے پاک رہے۔ یہاں  
 بنی دہلیہ کی مجلس خلافت مسئلہ میں قائم ہوئی اور دہلی کے اجلاس میں مسئلہ کو جس سے  
 گفت و شنید کے بعد مسلمانوں کے اہم ترین مطالبہ وطنی وطنی اور قیام کے لئے  
 مشرکین ہند کی طرف ہاتھ بڑھا دیا گیا اور اسی اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اگر حکومت  
 مسلمانوں کے مطالبات منظور نہ کرے تو حکومت سے جدا ہونا چاہیے۔“

دہلی اجلاس کے ایک ماہ بعد دسمبر ۱۹۱۹ء میں کانگریس اور مجلس خلافت کا مشترکہ اجلاس  
 امرتسر میں منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ

”مسئلہ خلافت اور جزیرہ العرب کے متعلق مسلمانوں کے مطالبات پیش کرنے کے  
 لئے ہر مرکزی مسلم جماعت ایک وفد انگلستان بھیجا جائے۔ خلافت فنڈ قائم کیا جائے  
 اور اس کے لئے دس لاکھ روپے جمع ہوں۔“

مجذوہ وفد کے انگلستان روانہ ہونے سے قبل ہندو مسلمانوں پر مشترک ایک وفد ۱۹ جنوری  
 ۱۹۲۰ء کو دہلی سے طے کیا کہ وہ مطالبات جو وفد برطانیہ کے وزیر اعظم کے سامنے پیش کرتا چاہتا  
 ہے پہلے ان کے بارے میں دہلی سے ہند سے بات چیت کی جائے اور اس کی اخلاقی اور عمل  
 کی جائے۔ اس وفد میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے۔

- ۱۔ مسٹر گاندھی
- ۲۔ سید محمد جعفر (جانب محمد)
- ۳۔ مولانا شاہ، امیر امرتسر
- ۴۔ مولانا محمد اکرام آزاد
- ۵۔ مفتی کفایت اللہ
- ۶۔ مولانا حسرت موہانی
- ۷۔ مسٹر سید حسین (ایڈیٹر الماراثہ دہلی ۱۹۱۹ء)
- ۸۔ مولانا عبدالہامد فرنگی محل
- ۹۔ حکیم محل علی
- ۱۰۔ ڈاکٹر سیف الدین کمال

یہ علی دہلی ہندوستان میں ۱۹۱۹ء میں منعقد ہوا۔



۱۱۔ ذوالکثریٰ راجہ انصاری

۱۳۔ مولانا عبدالرشید بھٹائی

۱۵۔ مولانا قاضی آبادی

۱۷۔ آغا محمد اشراف قزاقی

۱۲۔ مولانا محمد علی

۱۴۔ سید گلپور احمد

۱۶۔ سید سلیمان ندوی

۱۸۔ رجب صاحب محمود آبادی

وہ سب نے ہم ایک دوسرے کو خوش کیا اس میں سب سے زیادہ کی برکت اور فیض کی  
میت سے سلطان ترکی نہ کہتے پروردگار کی صورت بتائی گئی اور اس پر اعتراض کیا کہ "یہ  
۱۱۶۴ھ میں سے ہے کہ علی اور دینوری میت سے خلافت کا جو مسلسل قائم ہے۔"  
وہ سب نے بھی کہا کہ

"اگر حکومت برطانیہ نے اپنے تمام وعدے حرف بحرف پورے نہ کئے تو اس کو یہاں  
نقص اخلاقی دیا جائے گا کہ جس سے بڑے بڑے ذرخیز علاقے اور عظیم ترین سیاسی سطح  
سے بھی اس کی حمایت نہ ہو سکے گی اور پھر اخلاقی و فاری کی برپائی اس کو اس وجہ سے  
گراں گزرے گی کہ اس کا یہ شایعہ کی قسمی کھل جائے گی جو جناب والا کے خوش راہ  
والہ سرائے نے ترکی کے ساتھ جنگ شروع ہونے پر کیا تھا۔"

والہ سرائے کا جواب یہی کہ تھا اس پر وہ میں شامل حضرات نے ایک بیان شائع کیا کہ  
"اگر معاہدہ صلح کی شرائط مسلمانوں کے مذہب اور جذبات کے خلاف ہو گئی تو  
حکومت برطانیہ کے ساتھ مسلمانوں کی وفاداری اس کا تحمل نہ کر سکے گی۔ اس کے  
بعد یہ مطالبہ کیا کہ لازماً عرب ان حدود کے ساتھ جو اسلامی ریایات کی رو سے  
معتبر ہیں اور اسلام کے مقدس مقامات حیلہ کے اختیار و انتظام میں رہے جائیں  
اور وہ تمام وعدے پورے کئے جائیں جو مسلمانوں سے وزیر اعظم برطانیہ نے کئے  
ہیں۔"

اس کے بعد ملاقات کانگریس کا تیسرا اجلاس فروری ۱۹۲۰ء میں ممبئی میں منعقد ہوا جس میں  
انگلیش نے کوراز سب سے والے گورنر کو کہا کہ اگر وہ اپنے حق منظور اور مطالبات ضابطے کے  
ساتھ متعین نہ کئے گئے اور حکومت برطانیہ کو متنبہ کیا گیا کہ

۱۔ اگر وہ اس میں کسی حد تک گرفتار نہ ہو جس طرح وہ اس میں گرفتار ہو گیا ہے

۲۔ اگر وہ اس میں کسی حد تک گرفتار نہ ہو جس طرح وہ اس میں گرفتار ہو گیا ہے

۳۔ اگر وہ اس میں کسی حد تک گرفتار نہ ہو جس طرح وہ اس میں گرفتار ہو گیا ہے

مسلمانوں میں ہرگز کوئی ایسی کمی تو نہیں ہے کہ صرف مسلمانوں کے مجتہدین فریج  
مذہبی جذبات کو سدھیں پکڑنے کا بلکہ ان جذبات اور عوامی صالحہ کی چوٹی ہے حقیقی اور  
خلاف ورزی ہوگی جو اتحاد کی اور ان کی حلیف و مل کے فوائد و مباحات میں سیاست  
نے اس وقت کے تھے جبکہ وہ مسلمان قوم اور مسلمان سپاہ کی تائید و مدد حاصل کرنا  
چاہتے تھے۔ چنانچہ صرف مسلمانوں ہی کا نہیں ہے بلکہ ملک کی چوری و دزدانہ اور  
وہیں میں ان کے ساتھ شریک ہے۔ اگرچہ وہ مسلمان تھے تو ان کے شرعی اہلئے و عیول

جناح چوتھی کے اہل خانہ کے فیصلے کے مطابق مسلمانوں کا ایک نیا جہود و قدوائے اہل مارچ ۱۹۵۰ء میں انگلستان کے وزیر اعظم لارڈ جانوے سے گفتگو کرنے کے لئے لندن پہنچا۔ امیر و قد مولانا محمد علی جوہر اور باقی ممبران مروج اہل حضرات تھے۔

اسید علیہ السلام خدائی

۱- حسن محمد خاکی

100

وہم شہر قریبی اور

۶۔ عبدالعزیز صاحب مدنی

سوال: عمومی طور پر لڑائی کا باعث اور بے باکی سے وفہ کے مظاہر ت اور طاقت کے مظاہر کیا  
 قدر ویزا اعظم لایزہ ہدایت کے سامنے پیش کئے۔ جن میں وزیر اعظم نے بے کھائی سے پیش آئے انہوں  
 نے تمام احوال اور یقین دہانوں کا پورا پورا حلقہ رکھتے ہوئے بڑی احتیاط سے بے حیائی سے کیا۔

ترکوں کے ساتھ ان سے مختلف اصولوں پر معاملہ نہیں کیا جا سکتا جو مسیحی ممالک کے

ساتھ رہتے گئے ہیں۔ اگر کیا کہہ سکتا ہوں تو یہ کہ میں نے ان کی اصلاحات کو جی بھر

علاقے اس کے قبضے میں نہیں چھوڑے جائیں گے جہت کی نہیں ہیں۔

افند کے ساتھ جو کچھ انگلستان میں ہوا اس سے جو عقیم کے مسئلہ کو بہت ترپاؤ دیا وہ دعائیہ اور  
ذاتی تکیف ہوئی۔ مجلس خلافت کی اوّل پر ۱۹۰۷ء کو "یوم غم" منایا گیا۔ حضرت علامہ  
اقبال اس وفد کے برطانیہ جانے کے حق میں نہیں تھے، اس کی ناکامی پر انہوں نے مندرجہ ذیل

فصل في بيان

1. *البرهان*

[illegible]

اٹھ کر عنوان "ارہوز خلافت" تھے جو اس وقت ہالنگ درمیں شامل ہیں۔

اگر ملک ہاتھوں سے چاہا ہے جانے  
تو اس کام حق سے نہ کر کے وفا کی  
جس تھو کو تہ سے آگیا کیا؟  
علافت کی کرنے کا تو گدالی!  
نریہ میں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے  
مسلمان کو ہے ننگ وہ پادشائی!  
"مرا از قلمن چنان عار ناید  
کہ در دگر اس خواستن موسائی"

ولد ابھی یورپ ہی کا اور وکر با تھا کہ اتحاد یوں کے ٹرانڈے فرانس کے شہر سان برمیو میں  
جمع ہوئے اور فیصلہ کیا کہ سب اہل شراکت پر ترکی سے صلہ کی جائے اور غلیلہ ترکی کو طوعا و کرہا اس  
کار پر ملاقات آمیز معاہدہ پر دستخط کرنے پڑے۔

(۱) سلطان اتھاروں کی حمایت کے ساتھ قسطنطنیہ میں حکومت کرنے لگا۔  
(۲) اتحاد یوں کو یہ حق ہے کہ آفاقوں پر قبضہ کر لیں اور یہ بھی کہ ایشیائی ترکی کے  
کسی حصے پر قابض ہو جائیں۔

(۳) آرمینیا کی ایک نئی دولت (حکومت) قائم کی جائے گی جس میں مصر بھی  
اہل صوبہ داخل ہوں گے۔

شرقی اناطولیہ، مارش روم، وان، تہلس، ہرازدون اور اردو نہان۔ اس دولت  
کی حدود ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مدد سے قائم کی جائیں گی۔

(۴) ترکی عرب کے متعلق اپنے تمام دعوؤں سے دست بردار ہوگا۔  
(۵) شام کی حکمرانری فرانس کو، عراق اور اردن کی برطانیہ کو دی جائے گی۔

یہ سب باتیں کہ معاہدہ اناطولیہ یونان کو غلامیت کیا گیا۔ لے  
یہ دولت آمیز شراکت ابھی ۱۹۲۰ء میں عرب کی فوجیں، لیکن اس معاہدہ پر دستخط سلطان ترکی نے

۱۹۲۰ء جولائی ۲۰، اگست ۱۹۲۰ء کو سہ دستے کے مقام پر کئے اور اس طرح یہ معاہدہ "معاہدہ سیورے"  
کے نام سے مشہور ہوا، جب اس معاہدہ کی تصدیقات اقبارت کے ذریعہ ۱۳۰۱ھ میں کوہندوستان میں

پہنچیں تو مسلمانوں میں غم و غصہ اور اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ اہل جنگ میں  
اس معاہدہ کے تمام مددگارینہ مسلمانوں سے یہ وعدہ کر چکے تھے کہ

"ہم اس لئے نہیں لائے ہیں کہ ترکی کو اس کے دارالسلطنت سے محروم کر

دیں بلکہ عرب اور گنیمت کے لئے یہ معاہدہ صرف ایک حربہ ہے جس سے اس کو ہار دیا جائے۔"



وہیں یا اسے اپنے لئے کو چک اور قہریلوں کی اور غلامیوں سے محروم کر دیتے۔ ہم  
 سلطنت ترکی کے قیام پر (۱۹۲۴ء) کو اس کے دشمن کو اور اس کے دار الحکومت کو تھوڑے  
 نہیں کرتے۔" ۱

"مقام کا بیورو" کی دلچسپی قائم ہونے کے بعد خلافت عثمانیہ کا بھی میں ۱۹۲۰ء  
 ۱۹۲۰ء کو چلے ہوا جس میں ملے پاؤں کے مسلمانوں کے اتحاد کی تکمیل کا واحد اور یہ عدم تعاون  
 ہے۔ مسٹر گاندھی کو تحریک عدم تعاون کا لیڈر قرار دیا گیا۔ تمام تحفے اور خطابات حکومت کو واپس  
 کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔" ۲

تحریک عدم تعاون یا دوسرے لفظوں میں ترک موالات، گاندھی کی راہنمائی میں ۱۹۲۰ء  
 ۱۹۲۰ء کو شروع ہوئی۔ بعد میں مولانا قمرانی بھی پروگرام میں شامل کرتی گئی۔ مسلمانوں کا بائیکاٹ کیا  
 گیا۔ رضا کار بھرتی کئے گئے۔ پرنس آف ویلز کی آمد پر احتجاجی جلوس نکالے گئے۔ پرنس کی  
 گئیں، خطابات اور تحفے واپس کئے گئے، ۱۱ انتخابات کا بائیکاٹ کیا گیا۔ جس میں ۱۹۲۲ء میں  
 قزاق آئے والے "پورا پوری" کے ساتھ کو بہانہ بنا کر اس تحریک کے ایک سینئر مسٹر گاندھی نے ایک  
 جنبش قلم سب کے پر پانی پھیر دیا اور تحریک کو اس وقت بند کرنے کا اعلان کر دیا تب یہ کامیابی  
 سے ہم کنار ہو رہی تھی۔

خلافت عثمانیہ میں قائم ہوئی اور ۱۹۲۴ء میں مسٹر گاندھی کے مذکورہ  
 اعلان کے بعد اس کی سرگرمیاں عملی حتم ہو گئیں، لیکن ۱۰ سالوں میں مصر و مصر کے سب سے بڑے  
 "شاہ طرہ" عیار "بندہ کی اہانت اور مسلمان اکابر کی سادہ لوحی سے جو کچھ مسلمانوں پر بیت گئی وہ  
 ایک دلدوز اور المناک داستان ہے۔ مسلمانوں کے ایک عظیم مذہبی شعار "قرہانی" کو مسلمان  
 لیڈروں کی مدد سے بند کرانے کی کوششیں کی گئیں۔ انھیں مسلمان جبر کر کے جاوے، ۱۹۲۷ء  
 گئے ان کی دولت، عزت، کاموں سب کچھ لیڈروں کی عاقبت کا نتیجہ کی بھینٹ چڑھ گیا۔  
 مسلمانوں کے تعلیمی ادارے جاوے، پادروں نے گئے اور گاندھی کی عاقبت کے ذریعہ اسلام کے اصولوں  
 اور احکام کی قولا و عملا تو جین کی گئی، لیکن اس امر اتفرقی کے دور میں بھی چند مردان حق ایسے موجود تھے

۱۔ مولانا آف دی کونگریس، مولانا اقبال کا یہی کاہنہ ہے کہ اگر محمد بنی، مصلحت و انتہائی کامیابی پاکستان کے لئے۔  
 علی علیہ السلام ۱۹۲۷ء میں محمد

۲۔ گاندھی، ۱۹۲۷ء، ج ۱، ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶،

مستقلوں نے ایلہ و جہاں صحت سے کام لے کر مسلمان لیڈروں اور عوام کو بڑے دور اور سوز سے آگاہ کیا۔ جس راستہ پر آپ چلے ہیں وہ سب کو چھوٹا کر دیتا ہے۔ "گو جاتا ہے۔" سارنگ کا یہ دھوکہ کھیل چکا ہے۔ آئندہ صفحات میں ہم مسئلہ قمر بانی، تعلیم، ہجرت اور اسلامی اصولوں کے نام کے خلاف طاقت پر حملہ و حملہ ورائی دیکھیں گے۔

## مسئلہ قمر بانی

گائے بندہ کے لئے مہربانی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس کے برعکس مسلمان کے لئے اس کی قربانی اور بھڑائی شعلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے جب بھی مسلمان گائے کو ذبح کرتا ہے تو خدا سے کہتا ہے کہ تم میری گائے پر نہیں میرے گائے پر چل رہی ہے اور وہ مسلمان کے خون کا پیمانہ ہے۔ وہ خود کو گائے کی شے کے نام سے پکارتا ہے اور زبردستی، منت، خوشامد اور عیاری اور کادری یعنی برصیہ اور بھالے سے مسلمان کے اس مذہبی شعار کو بند کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے اس سے غرض نہیں کہ گائے بندہ کی دل آزاری کے خیال سے چوراہے پر ذبح کی گئی ہے یا اس کی دل آزاری سے بچنے کے لئے ایک پوشیدہ اور محفوظ جگہ پر کی گئی ہے۔ اسے جب بھی اور جیسے بھی موقع ملتا ہے وہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے۔ مثلاً:

شاہ شجاع الملک اور نیت سنگھ کے مابین جو معاہدہ ۲۵ جون ۱۸۳۸ء کو بمقام شملہ طے پایا اس کی ایک شے یہ بھی تھی کہ

"جن اوقات میں نیت سنگھ اور شاہ شجاع کا لشکر ایک ہی جگہ مقیم ہو وہاں گائے کا ذبح نہ ہائے گی۔" ۱

اس بات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نیت سنگھ نے شاہ شجاع الملک کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر بیچ کاؤ کی مراد میں کی حد کو کاش تک پہنچا دیا۔

اب ان کوششوں کا انحصار ہے ذکر کیا جاتا ہے جو اہل ہندو کی طرف سے اور ان کے ہزاروں ہندو نام نہادوں کے ہاتھ سے جو قسم کے عاقبت کا اثر پیش مسلمان لیڈروں نے تسلیم کیے۔ حالانکہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے لے کر تقابلی پاکستان اور اس کے بعد بھی جاری رکھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ "سرحد جہاد دہلی کو فتح کرنے کا منصوبہ" جلد ۱، صفحہ ۱۸۸، اشاعت ۱۹۷۷ء

۱۹۹۹ء میں وہ لوگوں نے کہا کہ میں نے جلیس و مجلس ایک اصطلاح ہے کہ ہمارے  
فرقہ واصل سے جو تنظیم کے ترجمان سے باب قرون میں قادیانی کے لئے ہمارے اس کی خدمت میں  
روان کیا۔ ملانے لے جن کا فریضہ سیدھے ہی اسلام اور اہل اسلام کی خدمت ہے۔ انہوں نے  
چاک عزائم اور مقام کو ہر آپ کے اور انہوں نے وہاں بھی مستحق تعلقہ سے ثابت کیا کہنا ہے کہ ان کے  
محقق اہل بدو کا اذکار و تشکات اہل اور بے پایہ ہیں۔ ان سلسلے میں ہم ملاحظہ فرمائی جاتی ہیں  
مواہجہ احمد رضا خاں پر لیا جاتی اور مواہجہ احمد رضا علی فرقی علی رشتہ احمد حکیم کے لئے ہے۔ یہ جامع اور  
ملکی ہیں۔ ذیل میں ہم اہل بدو کی طرف سے جاری کئے اور استفادہ مواہجہ احمد رضا علی کے قادیانی کو  
درج کرتے ہیں۔

استفتاء۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و طباطبائی علیہ السلام مسئلہ میں کہ اگر کوئی کوئی ایسا امر ہے جس سے نہ نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے غافل ہو جائے یا اگر کوئی (شخص) مستحق الہدجہ ذیابکر کوئی کہے اس نے از انہی جو دھوکے کا گوشت نہ کھایا ہو، ہر چند کہ اکل (کھانا) اس کا جائز جانتا ہے تو اس کے اسلام میں کوئی (کچھ) فرق نہ آئے گا اور وہ کاش مسلمان رہے گا۔

کا فاضل کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گناہگار ہوتا ہے یا اگر کوئی شخص کا فاضل نہ کرے صرف لجاجت و غرور کا دل سے مشتعل ہو تو وہ گناہگار نہ ہوگا جہاں واجب اس فصل کے ارتکاب سے شور ان فتنہ و فساد اور مفسدی پر ضرر اہل اسلام ہو اور کوئی فائدہ اس فصل پر مرعوب نہ ہو اور مصلحت دینی اہل اسلام بھی نہ ہو تو وہاں جہاں واجب اس فصل سے کوئی باز رہے تو جہاں سبب یہ کہ واجب ایسی حالت میں تقصیر کا مرتکب ہو فتنہ و فساد اور لجاجت اس کا واجب ہے اور قربانی اور شہادت کی بابت سے یا گائے کی یا اونٹ اور بکرا۔

۱- از مرد آذربایجان ۱۳۹۸

ابو داؤد الحاکم المزنی جواب ملا فظہار جومہ ۱۱۹ محمد رضا صاحب رتقہ اللہ علیہ ک الحرف  
ستہ و گیارہ

(الف) اگرچہ باتیں یہیں ایسے نفس (ات) کے لئے لایا ہے اور اب لکھا ہے۔

این اسناد تاریخی مربوط به سال ۱۳۰۵ (۱۳۰۵) و نام آن «اسناد تاریخی» است. (موضوع: اسناد تاریخی)





ہے وہاں جو مسلمان گائے ذبح کرے گا ایسا کھانا کھانے کی طرف منسوب ہو سکتی ہے اور وہ قانوناً جہنم قرار پائے گا ۱۱۔ اس امر کو ہماری شرع منظم بھی رہا نہیں رکھتی اور جہاں قانوناً ممانعت نہیں وہاں اگر کوئی شخص اس بارے میں کھانا کھائے تو جہنم کی جانب سے آگ اور جہنم نہیں کا ہے کہ جہاں ذبح کرنے کی اجازت ہے وہاں بھی ذبح نہیں کرنے دیتے۔ اور اگر ایسا ہی خیال ہندو کے فتنہ و فساد کا شرع ہم پر واجب کرنے کی تو ہر جگہ کے ہندو کو قطعاً اس رسم کے اٹھا دینے کی سبب ملے باوجود آئے گی جہاں چاہیں گے فتنہ و فساد برپا کریں گے اور یہ ہم تنہا شرع ہم پر ترک واجب کرنے کی اور اس کے سوا کھادی جس رسم مذہبی کو چاہیں گے اپنے فتنہ و فساد کی بنا پر بند کرادیں گے۔ بالکل خلاصہ جواب یہ ہے کہ بازار و شارعی عام میں جہاں قانوناً ممانعت ہے وہاں جہالت ذبح کا ذکر محکم ہوتا ہے بلکہ مسلمانوں کو توہین و ذلت کے لئے پیش کرنا ہے کہ شرعاً ہم اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں وہاں سے بھی بازار دینا اور جہنم کی بے جا تہمت بھار کھنے کے لئے ایک قسم اس رسم کو اٹھا دینا ہرگز جائز نہیں۔ ۱۲

یہ بات تو تھی ۱۸۸۰ء کی اب آگے چلئے۔

(۲) ۱۹۱۱ء

۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں ہندوؤں نے ہندوستان سے گڈا کٹھی بند کرانے کے لئے اور ہندو شیش تیز کر دیں۔ گورنمنٹ کو عرضداشت پیش کی کہ گڈا کٹھی سے ہماری دلی آزادی ہوتی ہے اس پر قانوناً پابندی لگائی جائے۔ ان کی اس عرضداشت پر کانگریسی ذہن کے مسلمان لیڈروں نے بھی سر تصدیق جیت کر دی تو آل انڈیا مسلم لیگ کی بریلی شیع کے جاسٹ جیکرزی سید عبدالودود نے ہندوؤں اور مسلمان ٹیٹلسٹ لیڈروں کے مشترکہ ناپاک عزائم کو کام لانے کے لئے مسلم لیگ کی طرف سے ایک اشتکار مرتب کیا اور اعلیٰ درجہ کے لئے ملکہ کرام کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا محمد رضا خاں صاحب مولانا محمد علی صاحب اعظمی مصنف ”جہاد شریعت“ اور مولانا نواب میرزا خاں کی طرف سے ایجنڈا کے مذہبی شعاع کی تائید اور غیروں کے ناپاک منصوبوں کے خلاف زور و اثر لگاتے جاری ہوئے۔ دلی میں مسلم لیگ کا اشتکار مولانا محمد علی کی قیادت میں جاری کیا گیا۔

۱۔ رسالہ مضبوط ہندو، جلد ۱، ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱

الحمد لله

گاوکشی کے معاملہ میں مفصل تحقیقات ہندو نکاح و شہادت

سچی بنام تاریخی

أَنْفِيسُ الْمَلِكِ

قَرْمَ بَارِ الْقَصْدِ

مُصَنَّفٌ

نام بہشت مجددی دولت علی غنی شہزادہ حضرت قاسم علی شاہ احمد رضا خاں صاحب

قادی بکراتی نوادر مستندہ

ایکادمی اشاعت و طباعت مولانا مولوی محمد علی صاحب علی قادری

مطبع الہ سنہ و جماعت بریلی مطبعہ





استغناء۔" کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کل ہندو کی طرف سے لہارت کو شش اس امر کی بوری ہے کہ ہندوستان سے گاندھی کی رسم موقوف کرادی جائے اور اس فرض سے انہوں نے ایک بہت بڑی عرصہ داشت گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لئے تیار کی ہے جس پر کروڑوں باشندگان ہندوستان کے دستخط کرانے چاہے ہیں۔ بعض ماقبالت اندیش (عاقبت ناندیش) مسلمان بھی اس عرصہ داشت پر ہندوؤں کے کہنے سننے سے دستخط کر رہے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ اور اس مذہبی رسم کے جو شعائر اسام میں سے ہے بند کرانے میں مدد دینے والے گناہگار اور عند اللہ مواخذہ دار ہیں یا نہیں؟" ج

جواب اعلیٰ حضرت بریلوی۔ "فی الواقع گاندھی ہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے جس کا حکم ہماری پاک مبارک کتاب کا ام مجید ربہ الہی باب میں متعدد جگہ موجود ہے اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی مسرت میں کوشش اور قانونی آزادی کی بندش نہ کرے گا مگر وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔" ج

(۳) ۱۹۱۳ء

۱۔ شیخ حسین قندھاری نے اخبار "لیڈر" ۵ نومبر ۱۹۱۳ء اور ۵ دسمبر ۱۹۱۳ء میں اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ

"مسلمانوں کو از خود اجودھیا میں گائے کی قربانی بند کر دینی چاہئے کیونکہ اجودھیا ہندوؤں کا مقدس تیرتھ ہے اور وہاں گایوں کے ذبح ہونے سے ان کی سخت دل آزاری ہوتی ہے۔ گائے کے بھائے بکروں کی قربانی کا آسانی سے انتظام کیا جاسکتا ہے اور ایک فنڈ قائم کیا جاسکتا ہے جس سے مسلمانوں کو اس زائد خرچ میں مدد دی جاسکتا ہے جو گایوں کی بھائے بکریوں یا بھیڑوں کی قربانی دینے سے ان کو نہداشت کرنا پڑے گا۔" ج

۲۔ افسانہ قربانی اثر مولانا محمد رضا طبع مطبعہ جامعہ بریلی ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء۔ اشاعت دوم ۱۹۲۱ء۔ افسانہ قربانی اثر مولانا محمد رضا طبع مطبعہ بریلی ۱۹۲۱ء۔ اشاعت دوم ۱۹۲۱ء۔ ۳۔ ہندو مسلم اتحاد پر کلام اصحاب کانگرس کے پاس (۱۹۲۰ء) اور محمد عبدالرحمن طبع مطبعہ نسیم پور بریلی علی گڑھ ۱۹۲۵ء۔ ۴۔ اشاعت دوم ۱۹۲۵ء۔ ۵۔ اشاعت اول ۱۹۲۳ء۔ ۶۔ گوٹ محمد رفیع خاں شروانی (ناشر) کے جنرل میں دہلی کے جنرل مسدود صاحب لاج پور میں (علی گڑھ) میں۔ دیکھئے فہرست ذخیرہ کتب حکیم محمد موسیٰ انصاری ملتان۔ ۷۔ جواب پتھانی انصاری دہلی ۱۹۲۲ء۔ ۸۔ جنرل بریلوی (مکتبہ)

ب۔ مسٹر مظہر الحق نے فرمایا۔

”میں اس امر سے بڑے طور پر متفق ہوں کہ مسلمان کا پورا دھرم اور عبادتیں  
کائنات کی قربانی کرنے سے محذور ہیں۔“ ۱۔

(۳) ۱۹۱۹ء

۲۔ ”قرمچہ (۱۳۳۷ھ) کے موقع پر مولوی فضل الحسن مسرت سہیلی نے خود  
کناں پور جا کر پکوشش کی کہ وہاں کے مسلمان ہندوؤں کی خاطر سے گواہ کی قربانی  
ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں۔“ ۲۔

ب۔ ”دسمبر ۱۹۱۹ء میں آل انڈیا مسلم لیگ نے لاہور میں راجہ غلام غصاری کی اہلی  
اور تحریک سے یہ رولیشن پاس کیا کہ مسلمانوں کو پابندی ہے کہ ہندوؤں کے ہتھیاروں  
کا استعمال کریں اور گائے کی قربانی اور خودکشی کر دیں۔“ ۳۔

(۵) ۱۹۲۰ء

۴۔ خواجہ حسن نظامی نے ”رسالہ ترک گواہ گشتی“ میں لکھا۔ ”ہندو ہمارے چڑھائی ہیں اور گواہ  
گشتی سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے لہذا ہم گائے کی قربانی نہ کریں اور اس کے عوض سہرے  
جانوروں کی قربانی کافی سمجھیں۔“ ۴۔

ب۔ مولانا شاہ ولیخان صاحب پشاور نے گواہ گشتی بند کر کے نذر منوان لکھا کہ  
”میں سلطان کرتا ہوں جیسا کہ میں نے پچھلے سال (یعنی ۱۹۲۰ء میں) کیا تھا کہ ہندو  
بھائیوں کی طرف سے کسی مطالبہ یا مداخلت سے پہلے ہی مسلمانوں کو سبائے گائے  
کے کھریاں اور بھیڑیں قربانی کرنی چاہئیں۔“ ۵۔

ج۔ جناب حکیم امجد علی صاحب نے امرتسر میں اہمیت مسلم لیگ اپنے خطبہ میں  
ارشاد کیا کہ

”گواہ گشتی کا ذکر ہم لوگ غرض سے اشاروں اور استعاروں میں کرتے رہے ہیں

۱۔ ہندو مسلم اتحاد پر لکھا گیا مہاتما گاندھی کے نام (۱۹۲۰ء) اور محمد علی احمد علی (۱۹۲۰ء) میں ۱۲  
ج ایضاً ص ۱۷۰

۲۔ ایضاً ص ۱۷۰ میں ۱۲

۳۔ رسالہ ترک گواہ گشتی اور خواجہ حسن نظامی کے خطبہ میں ۱۲  
۴۔ رسالہ ترک گواہ گشتی اور خواجہ حسن نظامی کے خطبہ میں ۱۲



ہیں، لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ اس مسئلہ کا زیادہ صفائی اور زیادہ وضاحت کے ساتھ دیکر دیکھا جائے تاکہ ہم کسی معقول نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ ہمارے ہندو بھائیوں نے جو طریقے گاؤں کشی کے اندوہ کے اختیار کئے تھے وہ بعض صورتوں میں بہت زیادہ قابل اعتراض تھے اور وہ قدرتی طور پر حصول مہ عا میں ناکامیاب ثابت ہوئے۔ اب کہ ہندو اور مسلمان ایک نئے دور سے گزر رہے (گزر رہے) ہیں اور ان کے اختلافات مٹ سنا کر اتحاد کی صورتیں اختیار کر رہے ہیں۔ ان دونوں قوموں میں اور اپرٹ پیدا ہو گئی ہے جو صرف گاؤں کشی ہی کے مسئلہ کے لئے نہیں بلکہ بہت سے افتدائی مسائل کے حل کرنے کے لئے ایک مضبوط بنیاد کا کام دے گی۔

ہمارے ہندو بھائیوں نے ایک عرصہ سے ہر جگہ اتحاد کا ہاتھ ہماری طرف بڑھانے میں پیش رفت کی ہے جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ اب ہم مسلمان حیثیت ایک شریف قوم کے اس کا جواب سوائے (سوا) اس کے اور کچھ نہیں دے سکتے کہ زیادہ جوش اور سرگرمی کے ساتھ اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھائیں۔ مجھ سے اگر سوال کیا جائے کہ اس مسئلہ کی طرف عملی قدم کس طرح اٹھانا چاہئے تو میں سب سے پہلے یہ مشورہ دوں گا کہ ہندوؤں کے مقدس شہروں سے جیسے کاشی، مایا، ورجیا، اتھرا اور بندراہی ہیں اس کا آغاز کیا جائے اور ان شہروں میں جس قدر جگہ ممکن ہو دوسرے جانوروں کی قربانی کو اختیار کیا جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ دوسرے شہروں میں بھی اس کوشش کا آغاز کیا جائے۔<sup>۱</sup>

اس خطبہ میں حکیم صاحب نے قربانی کی مذہبی حیثیت پر بھی بحث کی ہے اور روادری میں ایک حدیث پاک میں تحریف تک کر گئے۔ مقصد صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ "اسلام میں گائے کی بھالتے حیثیت کی قربانی زیادہ افضل ہے اور یہ کہ اسلامی احکام میں گائے کی قربانی نہیں بھی صراحتاً لازم نہیں ہے۔" ج

حکیم صاحب کے پیش نظر جو حرف تھا اس لحاظ سے ان کی حکمت یہی تقاضا کرتی تھی کہ گائے کی قربانی ترک کرنے پر مسلمانان ہند کو آباد و اوار قائل کیا جائے۔ عرب میں عمومی طور پر بھی

اور نے کی قربانی کا پلن ہے۔ ایک عام مسلمان بھی مالی استعداد رکھتا ہو تو اگر اسے ادا کرنے کی قربانی کو ترجیح دیتا ہے لیکن کم قیمت مسلمانوں کو کم سے قربانی کر کے قربانی کا جو موقع ملتا ہے اسے شخص ہندو کی خواہشوں کے لیے ترک کرنا سیاسی قادیان کی مصلحت تو ہوتا ہے وہ دینی احکام کے مطابق نہیں۔

ہمارے نزدیک ظلم یہ ہوا کہ ہندوؤں کی دل جوئی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد میں تحریف تک کر ڈالی۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

”ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا رايتم هلال ذي الحجة واراد احدكم ان يضحي فليمسك عن شعره واطفاره۔“  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کا ارادہ کرے تو وہ بال  
 کھانا اور ناخن تراشنا بچا دے۔

اب اس میں ”بالشاة“ یعنی بھیر یا بکری کا اضافہ کرنے کی جسارت عظیم صاحب محضیت کو ہرگز زیب نہ دیتا تھا، جس پر مولانا سید سلیمان اشرف تو کہتے ہیں آگئے، چنانچہ انہوں نے صاحب موصوف سے بذریعہ مراسلہ نہایت نیاز مندانہ طور پر سوال کیا کہ حضرت ام سلمہ سے مروی روایت کس کتاب سے آغلیاب نے نقل فرمائی، احرار سے ہوا اب نہ ملے پر مولانا سلیمان اشرف حکیم صاحب کے دولت گدہ پر دہلی پہ نفس نہیں دوسرے جہان سے لیکن ملاقات کی کوشش ہمارا دور نہ ہوئی۔ ازاں بعد سید صاحب نے بعض حضرات اہل علم میں کا حکیم صاحب کے ہاں آنا بھانا تھا ان کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ حدیث شریف میں جو نسخی ہو گئی ہے اس کی تصحیح کی طرف حکیم صاحب کو توجہ دلائیے، لیکن سید سلیمان اشرف صاحب کی یہ کوشش بھی بے اثر رہی۔ مزید برآں مختلف مواقع پر علماء سیاسی سے والفاظ عرض کیا گیا کہ ترک قربانی کا ذکر کیا تو ایک فتنہ منگیر ہے۔ خدارا ہندو کی خاطر مسلمانوں کا گناہ نہ کھولنے۔ ایک حدیث میں اہل و عارف تک کی نوبت آگئی، تین مہینے گزر گئے اور کوئی اعلان نہیں کرتا ہے کہ اصل حدیث میں اللہ شاکس ہے، غلطی سے لکھا گیا ہے۔ الغرض سید صاحب کی ان کوششوں کا حوالہ ملا سسین اتحاد ہندو مسلم پر کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے اعتراض کیا اور مسلسل سنگت اختیار کئے رکھا تو آپ نے مسلمانوں کو اس موقع سے آگاہ

۱۔ از کتاب: از سلیمان اشرف، مطبوعہ مطبعہ اعلیٰ، لاہور، ۱۳۳۵ھ، ص ۲۰  
 ۲۔ جو کہجئے۔ از سلیمان اشرف، مطبوعہ مطبعہ اعلیٰ، لاہور، ۱۳۳۵ھ، ص ۲۰

کرنے کے لیے یہ نظر کتاب "انوار" کی تصنیف سے پہلے رسالہ "الارشاد" لکھا جس میں یہ واضح کیا کہ عمارت سیاسی لیڈر اہل قوم "ہندو مسلم اتحاد" کے خیال کو چمکانے اور بدوہدہ والوں کی دلوں کی دھندلنے کے لئے کئی طریقوں سے آج شیعہ ابراہیمی کو منانے کے لئے کمر بستہ ہو گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ نے ڈاکٹر محمد رفیع ولساری کی تحریک اور حکیم اہمل خاں صاحب کی سعی سے یہ روز و لیون پائس کر دیا کہ "ہمیں ہندوؤں کے جذبات کا خیال کر کے گائے کی قربانی ایک قیم موقوفہ کر دینا چاہئے۔"

اس واقعہ یہ ہے کہ حدیث کی کسی ایک کتاب میں بھی شیعہ کا کلمہ ذکر تک نہیں ہے۔ اس لئے "الارشاد" میں مولانا سید سلیمان اشرف نے مسلم شریف، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، ہامی، ترمذی، ابن ماجہ، احمد بن حنبل میں قربانی سے متعلق روایات کو یکجا کر دیا ہے۔ چنانچہ اس جانب اشارہ کرتے ہوئے "مقام تحریف" کے زیر عنوان فرماتے ہیں:

"مسلم شریف کی ساری روایتیں نقل کر دی گئیں اس میں ہر شخص تلاش کرے

کہ بکری کہاں ہے۔"

آگے چل کر سلیمان اشرف رقمطراز ہیں:

"کتاب عبادت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جس قدر روایتیں بیان

کے قریب غلط و ترک ہوئے ہر کام کرنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ لازمی ہے۔ تاریخ کے اس باب کو ملحوظ کرنے کے لیے یہ باب رسالہ مکتبہ رضویہ لاہور نے ۱۹۸۱ء میں سید نور محمد قادری کے بیانیہ نقطہ کے ساتھ شائع کر دیا تھا۔ علامہ جمیع محمد حسین قریشی امرتسری (۱۹۹۲ء - ۱۹۸۵ء) نے ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی، نومبر ۱۹۸۵ء میں لاشارح سبکی تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں لکھا کہ "مولف (سلیمان اشرف صاحب) اپنے مکتبہ میں پوری طرح کامیاب ہیں۔ ہندوؤں کی آج بھی وہی ہے جو ۲۱-۱۹۸۰ء میں تھا۔ آج بھی مسلمانوں پر وہی ایکنہ بارہ اسلام جاری ہے اور ہماری رہیں کے جب تک کہ مسلمانان عالم یکجہ معنی میں مسلمان بن کر اپنے حقوق و امور عالم سے منہ موڑیں۔ اس رسالے کی وقت پر سے پورے پانچ سو روپے میں چاہئے لیکن ہندو اس کو بے ادبیت نہیں آتے گئے۔"

۱۱۔ اسے مولانا محمد رفیع نے کانگریس قرارداد کی ریٹ زائدہ کرتے ہوئے اہل قرآنی بیادوں کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ "تعمیم کے معانی میں اپنے اور بڑے ہمارے مکتب سے مسئلہ چھپائی اور انوار مکتبہ کی قرارداد میں ایک سے اس قدر زیادتی کے بارہوا کیا حاصل ہوا۔ اب یہ بات کوئی راز نہیں رہی کہ ہماری مراد کے اندر غلط فہمی اور مغربی مراد میں غلط فہمی پر کیا کرنے کے لیے "درا" سرگرم عمل ہے اور بدعت گردی کے لیے طریقہ ہست سے روایت اہل قرآن کو بدوہدہ کر دیا ہے۔ انکو ہم باقر مرحوم نے جی ہی کہا تھا "ہمیں اس بدعت کا بالادین ہونا ہے کہ انی شرک نہیں ہے۔" کیا کام کر کے ہم کہاں کھڑے ہیں؟ (محمد)

ج۔ علامہ نور محمد سلیمان اشرف، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۸۰ء، ص ۲۶



فَاتَّبِعُونِي أَهْدِكُمْ سَبِيلَ

# السلامت کا

نوشتہ

فقیر محمد سلیمان اشرف

باہتمام محمد تقی علی خان مشہور فی

مطبوعہ فضیلتی پبلیکیشنز، کراچی ۱۹۹۲ء  
راہِ آدمی، جہاں ہر سال ہزاروں کتابیں شائع ہوتی ہیں

مذہب کو چھوڑنا اور غیر مفتی بہ قول کو اس المینان و سکون سے بیان کرنا کیسا  
حمایت دین ہے جیسا اس سے قربانی کی اہمیت کم کر کے دکھانا مقصود نہیں ہے  
حیرت افزا ستم تو یہ ہے کہ ایک حدیث حضرت ام سلمہ سے روایت کی جاتی ہے  
اور اس سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ عرب میں بکری کی فتنہ بانی کا رواج تھا  
حدیث پوری نقل نہیں کی گئی اس لئے کہ پھر وہ عا کا ثبات ہونا مشکل تھا خواہم الناس  
بھی گمراہ جاتے کہ یہ الفاظ حدیث نہیں خطیبہ صدارت کی عبارت یہ ہے۔

نقل کردہ حدیث  
کی حیثیت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مرايتو هلال ذی الحجۃ ف  
اراد احدکم ان یضی بالنشأۃ فلیزحل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلا یہ شاد فرما کر یہ تمہاری جانی کا چاند ہو گا وہ تم میں ہو گا کوئی بکری کی خیرانی کی پہچان  
اس جیسے سے صاف علم ہر علم پر ہوتا ہے کہ وہ جس بھی الموم بکری کی خیرانی کا دلائل بنا

یہ حدیث جلیل بخیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جماعت کثیر محدثین میں مروی ہے لیکن کسی روایت میں لفظ بالمشاہدہ یعنی بکوری کا نہیں پایا جاتا۔

۱) روایت صحیح مسلم امام مسلم صحیح مسلم شریف میں اسی حدیث طویل کے لئے ایک باب منفرد کرتے ہیں۔

باب فی من وصل علیہ عشر ذی الحجۃ من مرید القصبة ان یأخذ  
من شعره اقلقارہ شیئاً یعنی اس باب میں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ عشر ذی الحجہ  
جو کہ ایسے شخص کوٹ جو قربانی دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس سے قربانی دینے سے  
قبل یا بعد تراشا اور مطلق بنا کر دیا جائے۔

اس میں کوئی تخصیص گائے اونٹ اور بھیڑ بکری کی نہیں صاحب قربانی یعنی

کی گئی ہیں تو اس سب کو بھی نے جمع کر دیا۔ لیکن کلمہ "لا الہ الا اللہ" یعنی ہماری بڑا نصیب  
 صاحب کے خطبہ صدارت میں ایمان، اہل اور داعیہ اور یہاں ہے اس کا کسے نام  
 نہیں۔ ۱

مذکورہ رسالہ میں ص ۷۰ (۷۱) سے زائد اعلیٰ فتوحات قائم کر کے مولانا سید ابان العارف نے  
 عقلی اور عقلی دلائل سے طلال جانوروں (کا سے سمیت) کے ذریعہ قربانی کو کہا ہے طول اسلوبی سے  
 ثابت کر دکھایا ہے اور ذرا کا ذرا کے خلاف ہندوؤں کے مسلمانوں پر مقام بھی کھول کھول کر بیان  
 کیے ہیں اور خود ہندوؤں کی مقدس کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ ان میں ذرا کا ذرا کے خلاف کوئی عقلم نہیں،  
 بلکہ مہد قدیم میں خود ہندو ذرا کا ذرا کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ "الارشاد" ۳۳۹ اور ۱۹۴۰ء میں  
 مطبع انشی بیٹ علی گڑھ اور مطبع قادم التعليم لاہور سے یکے بعد دیگرے طبع ہو کر مولانا سید سلیمان  
 اشرف نے مسلمان ہند کی راہنمائی کے لئے "الارشاد" کے کم و بیش تین ہزار نسخے اپنی جیب خاص  
 سے لیڈوان قوم کے علاوہ مختلف شہروں اور قصبات تک میں ملت تقسیم کئے۔ یہ تالیف جہاں مولانا  
 کی ایک اعلیٰ علمی کاوش ہے وہیں اس بزرگ اور پُر آشوب دور میں ہندو کے دامن ترویج کے اسیر علماء  
 کی جانب سے شعائر اسلام سے دوگردانی کی مہم کے تار و پود کھینچنے کے لئے اور اسلامی احکام  
 واضح کرنے میں مددگار ثابت ہوئی۔ ان مساعی سے اس طرح ہندوستان میں مسلمانوں کا یہ دینی  
 رکن اور عظیم شعائر ذرا کا ذرا جسے اہل ہندو نے گاؤں گلی کا نام نہ دیا تھا، مصون و محفوظ ہو گیا  
 اور پھر تقسیم بر عظیم پاک و ہند کے زمانہ تک یہ قدر شاہراہ۔



## تکمیل مقدمہ

ظہور الدین خاں امرتسری

پہلی مرتبہ سید محمد سلیمان اشرف علیہ الرحمہ (۱۸۷۸ء-۱۹۳۹ء) کا رسالہ "الترشاد" جو ۱۹۲۰ء میں  
 نئی دہلی اور لاہور سے شائع ہوا تھا، پاکستان میں پہلی بار ۱۹۸۱ء میں سید نور محمد قادری مرحوم (۱۳/۱۳  
 ۱۹۳۵ء-۱۵/۱۰/۱۹۹۹ء) کے "تراثِ نقد و بیباچہ" کے ساتھ طبع ہوا تو قادری صاحب موصوف نے  
 "بیباچہ" کے قلم میں یہ نوید سنائی کہ مکتبہ رضویہ، لاہور جناب سید سلیمان اشرف کی ایک اور تالیف  
 اور بہت جلد شائع کر دیا ہے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ ۱۹۶۸ء کے لگ بھگ قاضی  
 مہدائے کوکب مرحوم (م- ۱۹/۱۰/۱۹۷۸ء) بھی "نقد و بیباچہ" پاکستان کی گم شدہ کڑیاں (یا  
 تحریک پاکستان کا ایک فراموش شدہ باب) کے عنوان سے شائع کرنے کا عزم کر چکے تھے۔  
 "نقد و بیباچہ" کے بعد قادری صاحب مرحوم نے "نقد و بیباچہ" کا مقدمہ لکھنا شروع کر دیا، اس سلسلہ میں  
 راقم حریف ۱۹۸۳ء میں ان کے دیانت کدو پر بھی حاضر ہوا جو ضلع منڈی بہاؤ الدین کے ایک دور  
 افتادہ گاؤں چک ۱۵۵ میں واقع ہے۔ یہاں پر آپ کا کتب خانہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ عظیم  
 کی گرنکس پر قادری صاحب کی گہری غرضی۔ اور کے "مقدمہ" کے زیرِ نظر صفحات قادری صاحب  
 کی موضوع پر گرفت اور نظریہ پاکستان کے ساتھ ان کی اثاث و اسٹیج پر دلیل ہیں۔ مگر افسوس خالق  
 حقیقی کے ہر سے نے انہیں تکمیل کا ہر کی مہلت نہ دی۔

"نقد و بیباچہ" کی اشاعت کی مزید تاخیر سے بچنے کے لئے حضرت مولانا حکیم محمد موسیٰ صاحب

نے جہاں بقیہ موقی مرحوم کی کتاب دیوت دار میں موجود تھی اور چھاپی گئی۔ وہی تھانہ دفتر کے ہیڈ کوارٹر کے ساتھ شائع  
 ہوا جس میں "نقد و بیباچہ" کے بعض مواد بات چیت کے تحت مختلف طرف سے "نقد و بیباچہ" کا تذکرہ لے گا۔ چنانچہ کلمات  
 مذکورہ سے حسبِ اہلیج ہادی، مسم کے ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۹۹۵ء اور ۲۰۰۳ء میں لکھے ہیں:-

"دیوت دار میں موجود تھی اور چھاپی گئی۔ آپ کا تحریر کردہ مقدمہ چھاپا گیا ہے۔ یہ مثال  
 بہت اچھا ہے۔ آپ نے جہاں میں اشرف علیہ الرحمہ کی کتاب "نقد و بیباچہ" کے مواد بات  
 چیت کے ساتھ موجود ہے اور وہاں کے لیے قلم لکھنے کی ضرورت تھی اس لیے افسوس مولانا  
 ابراہیم کی ان ملامت کے باوجود جہاں سے اس صاحب کی کتاب "نقد و بیباچہ" کے لیے

اور قسری مرحوم، "مفتوحہ" (م۔ ۱۹۵۹ء) نے یہ اس کے دلی تھی کہ "مقدمہ" کے انہی صفحات کو قادی صاحب کا تحریر کیا نہیں اور کتاب شائع کر دیں۔ یہی وہ ہے کہ "مقدمہ" پہلی جلد ۲۱۰-۱۹۵۰ء میں پیش آنے والے دیگر مسائل جیسے تعلیم، ہجرت اور ہندو مسلم کا تعلق کی خاطر اسلامی نظام اور اصولوں کی خلاف ورزیاں کا ذکر قادی صاحب کے "مقدمہ" میں آ گیا۔

کاش قادی صاحب اس مقدمہ کی تکمیل کر پاتے اور جلد فوراً کاغذ انہی کے قلم سے ہوتا، لیکن یہ جواب ممکن نہیں رہا۔ اب یہی راہ عمل باقی رہ جاتی ہے کہ ضروری حیوانات مثلاً تعلیم، ہجرت وغیرہ پر دستیاب مواد کی روشنی میں کچھ عرض کیا جائے۔ قادی صاحب مرحوم کے مقدمہ میں کوئی بیوند لگا کر اس کے ضمن کو کہنے کی بجائے "تکمیلی مقدمہ" کے عنوان سے رقم الخروف اپنی ہی کوشش کر رہا ہے۔ امید ہے قارئین محترم میری کہانگی اور غور و یوں سے مدد گز فرمائیں گے۔

گزشتہ صفحات میں قادی صاحب مرحوم کے قلم سے اگرچہ مسئلہ قربانی (جسے ہندو کا آگنی کا نام دیتا ہے) کا ذکر آچکا۔ اس دور کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر علامہ حسین ذوالفقار (م۔ ۲۰۰۷ء) نے بھی اپنی تالیف "مولانا ظفر علی خاں، حیات و خدمات و آثار" میں مسز گاندھی کی کتاب "م تلاش حق" کے حوالے سے "گنوار کھٹا" کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ خلافت کمیٹی کے اجلاس دہلی منعقدہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۹ء کی ایک نشست کی صدارت گاندھی جی نے کی تھی۔ اس اجلاس میں سوائی شرودھانند اور کچھ اور ہندو رہنما بھی شریک تھے۔ حذکرہ اجلاس میں مسلمان لیڈروں اور علماء کی "فراخندی" کا ذکر کرتے ہوئے گاندھی جی "م تلاش حق" میں لکھتے ہیں۔ "مولانا عبدالباری صاحب نے اپنی تقریر میں کہا: "خواہ ہندو ہماری مدد کریں خواہ نہ کریں، مسلمانوں کو اپنے رہبرین وطن کے جذبات کا لحاظ کر کے کاؤٹھنی ترک کر دینا چاہئے" اور ایک زمانے میں واقعی یہ حالت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان کاؤٹھنی پائفل موقوف کر دیں گے۔" اس دور کے جیسی شاہد اور تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی (م۔ ۱۹۷۰ء) فرماتے ہیں:

"علی برادران اور مسلم زعماء نے اپنے وطن کے اتحاد کی خاطر اس زمانہ میں

جو رواداریاں برتیں وہ اپنی حدود سے بھی تجاوز نہ ہوئی تھیں۔ انھوں نے وہیہ طریقہ کر کے گاندھی جی کی ایذا ریزی پر کالی تلی۔ مجھے یاد ہے کہ اگوست ۱۹۴۷ء کے چوتھے دن اس کے

۱. "مولانا ظفر علی خاں، حیات و خدمات و آثار" پروفیسر علامہ حسین ذوالفقار، لاہور۔ سب سے پہلی جلد، ص ۱۹۵-۱۹۶  
۲. دہلی، ۱۹۱۹ء، ۲۳ نومبر "م تلاش حق" جلد ۱، ص ۱۹۵-۱۹۶۔ علامہ حسین ذوالفقار، دہلی، ۱۹۷۰ء

من ارادت اس وقت ہوئے۔

اسلام آباد میں لاہوری اور گاندھی جی کا ٹھکانہ تھا۔

یہ پیرلو، مولانا صاحب تھے۔ ۱۹۱۴ء اور ۱۹۲۰ء کے ترک دور میں مسز گاندھی نے صرف مسلمانوں کی بلکہ مسلم علماء کی بھی قیادت کی، سب نے آنکھیں بند کر کے ان کی عزت کی اور اس طرف سے داخل ہو گئے کہ جن مقاصد کے لئے مسز گاندھی کوشاں تھے وہ مسلمانوں کے مقاصد سے مختلف تھے مگر یہ بات جوش و جذبے کے ماحول میں سمجھ میں آنے والی نہ تھی ان کے مسز گاندھی نے بڑی دانا کی اور حکمت سے جذبات کے دھارے کو اس سمت موڑ دیا۔ جو ان کی منزل کا بڑا حق تھی، انہوں نے موصول مقاصد کے لئے جو ذرائع اختیار کئے وہ مسلمانوں نے نہایت نظر و احترام کے ساتھ قبول کئے اور یہ نہ سمجھا کہ یہ ذرائع جہاں مسز گاندھی کو ان کے مقاصد سے قریب تر لے جا رہے ہیں وہاں مسلمانوں کو ان کے مفادات سے دور تر لے جا رہے ہیں۔ یہاں پر مسز گاندھی کے مقاصد میں سے ایک منشاء مقصد، اسلامی اسکولوں، کالوں کے تعلیمی اخراجات (Boycott، ترک سوالات) کی قیصل بھی تھی۔ اس لئے پہلے ہم مسئلہ تعلیم پر بات کریں گے اور ان بعد مسئلہ ہجرت پر۔

### مسئلہ تعلیم

میں یہی مدتی کے آغاز میں جب مختلف حقوق کے نام پر آزادی اور تحریک خلافت وغیرہ کے نام سے تحریکیں چلنے لگیں تو مسلمانوں کی اجتماعی اور دینی زندگی سے متعلق کئی طرح کے مسائل پیدا ہوئے اس وقت بعض لیڈر تمام مولوی وقت کے دھارے میں بہ گئے اور انہوں نے محض سیاسی مسئلوں کے تابع ہو کر مختلف تو جیمیں کہیں۔ ان مسائل میں (۱۹۲۰ء میں) مسئلہ ترک سوالات سب سے قبل اٹھ اٹھا۔ جو کہ مسلمان اپنے بچوں کو اسلامیہ کالجوں وغیرہ میں پڑھانا چھوڑ دیں۔ اور پھر کتاب دینی اور کی یاد رکھ رہے جس نے صحیح سمت میں مسلمانوں کی رہنمائی کا کام دیا۔ گاندھی جی کے جذباتی اور رنگائی آواز میں جمیعت العلماء ہند کے راہنما اور بعض دوسرے لیڈر

نے خود غلطی سے ان کا کوس جھڑپ کر کے ان کے خلاف کوششیں کیں اور مولانا محمد علی جناح اور مولانا ابوالکلام آزاد کی قیادت میں ان کے خلاف تحریک چلائی گئی۔ اس وقت مولانا محمد علی جناح نے ان کے خلاف تحریک چلائی اور ان کے خلاف تحریک چلائی۔ اس وقت مولانا محمد علی جناح نے ان کے خلاف تحریک چلائی اور ان کے خلاف تحریک چلائی۔



تحریک ترک مولاات کو کامیاب بنانے کی غرض سے مسلمانوں کو باغی ملی گزودہ راستہ سے لگانا تھا۔  
بند کرنا چاہتے تھے، لیکن صرف مسلمانوں کے کلمہ تعلیم کو تو وہ ہار گئے اور مسئلہ تعلیم کو بلیا میں  
کر دے میں کیا راز پوشیدہ تھا۔ یہ آپ مشتاق حسین قادری کی زبانی ہے۔

”ہندو لیڈران کو یہ بات نہ بھاتی تھی کہ انکا ذکا مسلمان بھی کسی سرکاری مہد  
پر نظر آئے۔ مگر کچھ بس نہیں چلتا تھا کہ جس یونیورسٹی کی بدولت مسلمان تعلیم پا کر  
کچھ اسامیاں پڑ کر لیتے تھے، اس کو بند کرالیں۔ تحریک ہندو میں ان کو یہ موقع مل گیا  
اور انہوں نے انگریزی تعلیم کے بائیکاٹ پر زور دیا۔ سکولوں اور کالجوں کے طالب  
علموں کو تعلیم پانے سے روکنے کی جھوٹے حکموں کی۔ لیکن اس میں کیا راز مضمر تھا صرف  
یہی کہ ملی گزودہ مسلم یونیورسٹی کو توڑ دیا جائے تاکہ ہندوستان میں کوئی واحد مسلم درس  
گاہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور باجوہ اسے کہ تعلیمی بائیکاٹ کا حکم صادر تھا۔  
ہندو یونیورسٹی پر آٹھ آٹھ آنے دی گئی۔“

(حاشیہ صفحہ ۳۸)

”روزانہ پراسرار“ (۱۹۱۱ء) مجریہ ۳ ستمبر ۱۹۳۰ء میں صفحہ اول پر کہا بیان ترک مولاات کے معتقدات و تعلیمات  
کے عنوان سے ایک طویل کلمہ شائع ہوئی جو اس دور کی یاد دلاتی ہے۔ چند اعداد و ارقام تحریر ہیں۔

یو چھا جو تاریکین مولاات سے کہ آپ	کیوں کہ بڑے ترک مولاات انھیں سے
کہنے لگے کہ یہ کوئی مشکل عمل نہیں	باتوں ہی باتوں میں ہم اسے کر دکھائیں گے
وہ چار ہندوؤں کو ہائیں گے رضا	کا دمی کو ساتھ لے کے پھر آئیں گے
مسجد میں ہندوؤں کو بلا کر نہیں گے پند	مسکے پہ دیو بیٹا کو ہم بڑے جانیں گے
چھیڑیں گے ابتدا میں خلافت کا مسئلہ	دیکھیں گے مشکلیں تو اسے بھول جائیں گے
چندہ وصول کر کے خلافت کے نام سے	یورپ کی سیر کر کے عرب ہم آڑیں گے
آکر وہاں سے انھیں گے ہجرت کا فطر	ہر طرح بیویں جید کو بڑھائیں گے
پانچویں طریقہ تعلیم میں جو ہیں	آکر اس سے قوم کو اپنی بنائیں گے
سے عام کالجوں میں جو تعلیم کا روح	جھوڑیں گے اس کو نہ دیکھیں سے پائیں گے
وائیں گے ترک درس کی اس طرح داغ بیل	شاہی عدا سے پہلے بیل پاتھ انھیں گے
مشق عمل کی ہو گی علی گڑھ سے ابتدا	لے کر لٹا کا نام مگر لٹا جائیں گے
بنیاد سالہ سہی جو ہے ”جو قوم“ کی	ہم کو بولی خاک میں اس کو خاکیں گے

(حاشیہ صفحہ ۱)

۱۔ ”مسلمان اور کانگریس۔ اتحاد مسلم و مشرک پر شریعت اسلام کا علم حسین احمد رحمانی کی تصنیف۔

مطبوعہ مراد آباد علی گڑھ اور لاہور



دنوں میں مسلم بچے رشی محض کالج قومی لیکن دسمبر ۱۹۲۰ء میں مجلس یونیورسٹی بن گئی اور مولوی محمد حسن صاحب اور ان کے ہم تو اعلیٰ نظر میں بری طرح سے ٹھٹھکا تھا۔ ان کی اہلی کواہل قومی کرکسی طرح اس تعلیمی مرکز کو حادیا جائے۔ آخر ترکیب ترک مسالوت کے دوران انھیں یہ موقع ملے کہ آگیا تو انہوں نے اسلامیہ کالج علی گڑھ اور اسلامیہ کالج لاہور کو مسترد کیا اور کہنے لگے کہ تھے دینی دہیہ خواہش کا یوں اظہار فرمایا:

"علی گڑھ کی ابتدائی حالت میں علماء متہ عینین نے علی اعموم اس قسم کی تعلیم سے (جواز سر تا پا کورنٹس کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے) راہ کار بہ قسمتی کو روک دیا۔ اسکی۔ اب جب کہ اس کے ثمرات و نتائج آنکھوں سے دیکھ لئے تو قوم کو اس سے بچانا یا بدستور ایک ضروری امر ہے طلبہ کے والدین انکی ہمال کرنا اور سمجھانے پر بھی اسی تعلیم پر زور دیں اور نہ ہی تعلیم سے مانع ہوں تو طلبہ کو ضروری ہے کہ بوجہ ائمہ تعلیم مذہبی اور اسلام کی خدمت گزاری کے لیے سعی کریں۔" لے

نیز مولانا محمود حسن نے صفر ۱۳۳۵ھ ۱۹۲۰ء اکتوبر ۱۹۲۰ء میں مسلم کالج علی گڑھ کے طلبہ کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"..... امید ہے کہ میری مغروضات سے آپ کو اپنے سوالات کا جواب مل جائے گا۔ اور علی گڑھ کالج کی ہماروں اور کتب خانہ کی حفاظت کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی آپ کے دل کو دستک دے گا کہ قسطنطنیہ، شام، فلسطین اور عراق کی قیمت سے ان چیزوں کی قیمت کو کیا نسبت ہے۔" ۲

چنانچہ پروفیسر انوار الحسن صاحب شیر کوٹی کے بقول۔ طلبہ میں حضرت شیخ الہند کے لٹوئی سے بہت جوش پیدا ہوا اور اکثر لڑکوں نے یونیورسٹی کا بیانیہ کر دیا۔ "گو یا کاندھلوی کے سر پر کردہ پروگرام ترک موالات پر عمل درآمد شروع ہو چکا تھا۔ مولانا حسین احمد "نقشہ دیات" میں

نے ترک موالات پر ملانے کے اسلوب کو یہاں پر فرمائی کہ لکھنؤ، علی گڑھ، لاہور کے قیام سے طلبہ کو جو جھڑپیں، تحریکات، تحریکات کے نتیجے میں مسلمانوں کا ایک سنگسار کی جہاد کی مرکز بن گیا۔ (نمبر ۱۸۳-۱۹۸۲ء) کراچی، کورنٹس کالج میں ۲۳  
 ج شیخ الہند مولانا محمود متین دہلوی۔ ایک سیاسی و علمی مصلحتیہ مولانا محمد علی شاہ دہلوی۔ انگریزوں کی دہلی  
 علامہ کریم علی شاہ دہلوی۔ ۱۹۵۳ء میں ۹۰ مولانا "نقشہ دیات" کے قیام سے  
 ج علامہ کریم علی شاہ دہلوی۔ "نقشہ دیات" مولانا محمد علی شاہ دہلوی۔ ۱۹۵۳ء میں ۹۰



تھے جس سے "سیدنا محمد علی کی رائے کو یقین حاصل کر چکی تھی۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ  
 سے کہ مولا کے حلقہ طلبہ بلا طلبہ اربعہ خود علی نے فتویٰ حاصل کر لیا تھا جس میں حضرت رحمۃ  
 اللہ علیہ نے ترک موالات کی تفسیر و تفسیر میں کام کر رہے تھے موافقت کی تھی اور تمام مسلمانوں اور  
 طلبہ مسلمین خود علی کو اور مشہور و بافکار علماء پر عمل کریں۔" ہے  
 یاد ہے کہ "ڈاکٹر ضیاء الدین جو اس زمانے کے وائس چانسلر تھے انہوں نے کچھ عرصے کے  
 کے بعد خود علی نہ کر دی۔ اس اثنا میں طلبہ کے والدین کو وائس چانسلر کی طرف سے غلط فہمی و موصول  
 ہوئے کہ اگر آپ کا کراچ خود علی میں آ کر تعلیم حاصل کرنا چاہیے اور اسٹرانگ میں حصہ نہ لے  
 آجائے نہ نہیں۔ چنانچہ پھر وہ بارہ خود علی چل گئی۔" ہے  
 سیدنا محمد قادی سرحدی رقم قسط الازہر

"مولانا محمد مصطفیٰ کے قتل سے ۱۰ ابوالکلام اور مولانا محمد علی کی تقریریں اور  
 خطبات آفر میں رنگ لائے۔ ڈاکٹر انصاری اور مولانا محمد علی جوہر کی زیر سرکردگی  
 "کھاجہ جین" کی ایک عظیم مفت نے علی گڑھ کالج پر ہلہ بول دیا۔ خدا بھلا کرے مولانا  
 حبیب الرحمن خان شردہی، مولانا سید سلیمان اشرف اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم کا  
 کہ ان کی جگہ تھی اور مساعی عظیم سے کالج بھل گشت و ریخت سے بچ گیا۔" ہے  
 اس پس منظر اور تناظر میں جناب محمد علی چراغ لکھتے ہیں:

"تحریک ترک موالات کے دور میں ڈاکٹر ضیاء الدین احمد علی گڑھ خود علی  
 کے وائس چانسلر تھے۔ اس تحریک کے حوالے سے مولانا محمد علی جوہر نے ڈاکٹر ضیاء  
 الدین احمد سے ملاقات کی اور اساتذہ اور طلبہ علی گڑھ خود علی کو ترک موالات اور  
 کافرس میں شامل ہونے کا مشورہ دیا اور حکومت کی امداد بند کرانے کی رائے دی۔  
 "لیکن اس موقع پر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے مولانا محمد علی جوہر اور ان کے رفقاء کو  
 حضرت مولانا احمد رضا خاں کے فتوے کی ایک کاپی دکھائی اور کہا کہ اس فتوے کی  
 موجودگی میں ہم خود علی اور طلبہ و اساتذہ کے بارے میں یہ اقدام کیسے کر سکتے

۱۔ مسکن احمد علی ۱۹۲۱ء پر "تحقیق و تالیف" ہوا۔ ۲۔ رشاد احمدیہ پبلشرز، لاہور ۱۹۷۲ء  
 ۳۔ محمد اور اس کے کئی از سر پہ خطبات احمد علی گڑھ خود علی کے قتل کے بعد ۱۹۷۱ء۔ ۴۔ ماہنامہ ۳۸  
 ۵۔ خود علی کے سید علی حضرت علی گڑھ خود علی کی بانی حضرت "امام احمد علی گڑھ خود علی ۱۹۷۱ء میں ۴۴

ہیں۔ اگر آپ اس فتوے کے جواب میں کوئی دلیل بیان کریں تو ہم آپ کے  
 دشوارہ (ارشاد) کی تعمیل کے لئے تیار ہیں۔ وقت معذور ہیں۔" لکھیں اس فتوے کا  
 جواب ممکن نہ ہو گا (مکمل نہ ہوا)۔ اس طرح ایک مختصر مکر کے لئے مسلمانوں کی  
 جذباتی رو کے باعث علی گڑھ یونیورسٹی منقطع رہی لیکن مجموعی طور پر علی گڑھ یونیورسٹی  
 متحدہ قومیت اور ترکیب مولائے کے سیلاب کی زد میں آنے سے نکل کر رہی اور ان کے  
 محمد تہیہ الدین احمد ایک مرد آہن کی طرح اپنے راست موقف پر قائم رہے۔ "ج  
 آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ مذکورہ دور کے ہندو اور مسلم تعلیمی کاسب کا ذکر کر دیا  
 جائے۔ سید سلیمان اشرف رقمطراز ہیں:

"ہندوستان میں جس قدر کالج یا اسکول سرکاری ہیں اگرچہ ہم ان کو نہ کان کا  
 تعلق سرکار سے ہے لیکن دراصل ان کا فیض ہندوؤں کے لئے مخصوص ہو گیا ہے۔  
 اختیارات وغیرہ کبھی بلا واسطہ اور کبھی بواسطہ چوں کہ ہندوؤں ہی کے ہاتھوں میں  
 ہیں اس لئے تحصیلات بھی اسی قوم کے ہتھ میں ہیں۔ سارے ہندوستان میں  
 مسلمانوں کے صرف تین کالج ہیں علی گڑھ، لاہور اور پٹنہ۔"

اس وقت ہندوستان میں مجموعی تعداد کالجوں کی ایک سو پچیس (۱۵۵) ہے جن  
 مسلمانوں کے اور ایک سو پچیس (۱۵۵) ہندوؤں کے ان میں سے اگر سرکاری  
 کالجوں کو جن کی تعداد کل چونتیس (۳۳) ہے الگ کر لیجئے تب بھی انہی (۸۸)  
 کالج خاص ہندوؤں کے رہ جاتے ہیں ان میں پچیس (۲۵) کالج ایسے ہیں جن  
 (جن) میں گورنمنٹ کی امداد اشاعت شامل نہیں اور پچیس (۲۵) ایسے کالج ہیں جن

۱۔ یہاں یہ بات سامنے رہتا ہے کہ پروفیسر اور ایس صاحب نے تعلیمات خطی میں ہندوؤں کے  
 مذکورہ بالا فتوے کی ناکامی کا اثر اس لئے نقصان میں کیا ہے وہی پروفیسر صاحب نے یہ حقیقت بھی آشکارا کر دی ہے  
 وقت جمہوریت العلماء ہند کے ایڈراں پر مختلف رد ہو چکی تھی۔ چنانچہ پروفیسر صاحب تعلیمات کے سطور پر  
 رقمطراز ہیں کہ

"مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو بند کرنے اس کا پانچواں کرہ ہے اس کے لئے مسلمانوں کی عورتوں نے اپنا  
 لکھی خدا بھلا کرے! انگریزوں، مسلمانوں اور ہندوؤں کا کہ جس نے مسلمانوں کی آجانبہ کے لئے کھلی  
 یونیورسٹی میں کے کتب خانہ پڑھتے ہوئے انہیں مافی الامم کے لکھنے والے کی کاپی اس لئے  
 دیا۔ ان میں خداوند کا ذکر بھی تھا۔"

یہ کوئی نیا لہجہ نہیں ہے بلکہ ایک آہستہ آہستہ لہجہ ہے جس میں مسلمانوں کی عورتوں نے اپنا





چند شرکیاتی سربراہی، مولانا سید وحید غوثی، ڈاکٹر محمد عالم، ملک فضل حسن اور مولوی محمد علی  
 قاضی بن قسوری نے شرکت کی اور تحریک ترک مہلات کے حق میں تقریریں کیں۔ انہوں نے اپنی  
 تقریروں میں اس بات پر زور دیا کہ تمام طلبہ کو اسلامیہ کالج سے تعلق توڑ لینا چاہئے یا پھر کالج کو  
 یونیورسٹی سے الحاقی تو کر کر گورنمنٹ کی تہیں پر اور وہیں سالانہ گرانٹ سے دست کش ہو جانا چاہئے۔  
 مذکورہ اجلاس میں جو تقاریر ہوئیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

سوامی سنت دیو ایم۔ اے نے اپنی طویل تقریر کو ان الفاظ پر ختم کیا:

”پنجاب کے لوگوں میں تم سے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ ترک مہلات کا کام

پنجاب سے شروع کرو۔“

مولانا محمد علی جوہر نے اپنے پُر جوش خطاب میں کہا:

”کبھی وقت تھا کہ تم تعلیم کی طرف آتے تھے اور آج ایسے محبتِ تعلیم

بن رہے ہو کہ خدا اور رسول کو بھی اس کی خاطر قربان کرنے کو تیار ہو۔ یہ وہ شرک ہے

جس کے بدلے میں تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔“

تقریر کے آخر میں مولانا نے یوں اپیل کی:

”ہم پیر مشروں، وکیلوں، کونسل کے نورماڈن، کالج کے رشتوں کو کہتے ہیں کہ

وہ تمام اپنی اپنی مصروفیتیں چھوڑ دیں۔ موٹھلین، وکیلوں کو جھوڑ دیں۔ رائے

دھندگان کونسلوں کے امیدواروں کو چھوڑ دیں، طلبہ کالج و سکول چھوڑ دیں۔“

مولانا ابوالکلام آزاد نے جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

”میں بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے جسے خدا کے فضل سے شریعتِ اسلامی

کی کچھ بصیرت دی گئی ہے، کہتا ہوں کہ ایک مسلمان پر نوب وطن کے لحاظ سے

۱۔ پروفیسر مولوی حاکم علی رحمانی، از پروفیسر محمد رفیع، مکتبہ نمونیہ، لاہور، طبع سال ۱۹۳۷ء، ص ۹۰

۲۔ ”آزمائش“، لاہور، ۱۳۴۷ھ، ۱۳ اکتوبر، ۱۹۲۶ء، ص ۳۰

۳۔ ”تحریکاتِ حق“، مکتبہ حمزہ، لاہور، ۱۳۴۷ھ، ۱۳ اکتوبر، ۱۹۲۶ء، ص ۳۰

۴۔ ”آزمائش“، لاہور، ۱۳۴۷ھ، ۱۳ اکتوبر، ۱۹۲۶ء، ص ۳۰

۱۹۲۷ء، ص ۳۰

۵۔ ”آزمائش“، لاہور، ۱۳۴۷ھ، ۱۳ اکتوبر، ۱۹۲۶ء، ص ۳۰

مذہب کے اقتدار سے اخلاق کے لحاظ سے فرض ہے کہ ترک موالات کرے۔" ۱

گاندھی جی نے اس پر تکریر کرتے ہوئے کہا:  
"آپ میں سے بہت سے آدمی ہوں گے، جن کے کانچوں اور مدرسوں میں  
ان کے پڑھتے ہیں۔ مولانا (آزاد) نے کہا ہے کہ ان کی تعلیم حرام ہے۔ اگر آپ  
پاکیں تو مسیحی سے انہوں کو مدرسوں میں نہ بھیجئے۔"  
ڈاکٹر سیف الدین گلپولے ایک طویل تقریر کا اختتام ان الفاظ پر کیا:

"اسلامیہ کانچ کے طلبہ سے میری یہ التجا ہے کہ اس وقت پنجاب کی عزت ان  
کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں چاہئے کہ اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ اپنے حکام کانچ سے  
کہا تھا کہ (اتوا) اس کانچ کو عدم تعاون کے ماتحت یونیورسٹی سے الگ کر لیجئے اور  
سرکاری امداد بند کر دیجئے یا ہم کانچ پھڑے دیتے ہیں۔ کانچ کو سرکاری نہیں قومی  
ہونا۔" ۲

پڑتے تمام مسجد سے نکلے بھی اس جلسہ سے خطاب کیا اور کہا:

"اسلامیہ کانچ والو! اگر آج تمہارے کوئی راہنما تمہارے سرگرم ہو کر تمہارا  
چلائے اور جہاد کرتے تو کیا تم مسٹر ہنری ماڈن پرنسپل کے پاس جتنی لینے جاتے۔" ۳

ان کے علاوہ مولوی مدام غنی الدین، مولانا شوکت علی، مولانا امجد القادر، بھائی سنت سنگھ اور  
سرور ماسٹ نے بھی حاضرین جلسہ سے خطاب کیا اور اسلامیہ کانچ پر زور دیا کہ وہ تحریک  
ترک موالات کی حمایت کرے۔

اسلامیہ کانچ کے طلبہ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور مطالبہ کیا کہ یونیورسٹی سے کانچ کا  
الاقی ختم کر دیا جائے اور گورنمنٹ سے ملنے والی سہولیات میں ہزار روپے کی گرانٹ بند کر دی  
جائے۔ ہنگامے ہوئے اور کانچ بند کر دیا گیا۔ اس زمانہ میں نواب ذوالفقار علی خاں، مانجھن حمایت  
اسلام کے صدر تھے۔ کانچ کے پرنسپل ہنری ماڈن نے سولی اینڈ ملٹری گزٹ کی اشاعت منوالہ  
۱۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں ایک مراسلہ شائع کیا اور اس میں کہا کہ "طلبہ سیاسی شورش پسند عناصر کے

۱۔ مولانا زبیر الدین صاحب، ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں مولانا  
۲۔ مولانا زبیر الدین صاحب، ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں مولانا  
۳۔ مولانا زبیر الدین صاحب، ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں مولانا  
۴۔ مولانا زبیر الدین صاحب، ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں مولانا

زیر اثر اس ہنگامے اور بھان میں حلقہ لے رہے ہیں۔ اگر شورشل پسند ایسا نہ کریں تو ہمارا کام کی اس ہنگاموں سے محفوظ رہے۔ پرنسپل کے ان بیان کے ساتھ ہی پروفیسر مولوی حاکم علی بہا کے لئے ایک اہم فتویٰ دیا کہ

”میں فتویٰ دیتا ہوں کہ یونہی نہی سے ساتھ الحاق ہماری دھن اور سرکاری امداد لینا جائز ہے۔“

روزنامہ پیپہ اخبار (۱۱ نومبر) نے سب سے پہلے ۲ نومبر ۱۹۲۰ء کو ”ترک موالات فتوے جواز الحاق اسلام کا“ کے تحت درستی و حصول امداد اور کار“ کے عنوان سے اسے نمایاں طور پر شائع کیا۔ مذکورہ گفتگو میں کاٹج دیں روز کے لئے بند رہا۔ کاٹج کے ارہاب مل و عقد، جو نہ صرف یونہی سے الحاق کے خواہاں تھے بلکہ سرکاری امداد بھی وصول کرتے چاہتے تھے، انہوں نے اس حاس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے لئے، نیز اس خیال سے کہ مسلمان طلبہ کا تعلیمی زباں نہ ہو، انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل (جس کے جنرل سیکریٹری اس وقت علامہ اقبال تھے) نے یہ فیصلہ کیا کہ ایسے علماء سے رجوع کیا جائے جو ستر کا مذہبی کے حلقہ اثر سے باہر ہوں اور علامہ گفتگو الحق جن کی زندگی کا عقیدہ ہو۔ چنانچہ یہ کام مولوی حاکم علی صاحب پروفیسر سائنس اسلام کاٹج (۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۳ء) کاٹج کے پرنسپل بھی رہ چکے تھے) کے سپرد کیا گیا، انہوں نے مصدقہ ذیل فتویٰ ترتیب دیا جو ۲۵ اکتوبر کو امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی خدمت میں ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا گیا کہ

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں کافروں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ توفی سے منع فرمایا ہے مگر ابو الکلام زبردستی توفی کے معنی ”معاملت“ اور ترک موالات کو ترک معاملت ”نہان کوآ پریشن“ قرار دیتے ہیں اور یہ صریحاً زبردستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم پاک

۱۔ روزنامہ ”توسیع دہ“ ۱۱ نومبر ۱۹۲۰ء تا ۱۲ نومبر ۱۹۲۰ء، ص ۲، کالم ۱

ج۔ تحریک ترک موالات کے لیڈروں کے برعکس جن حضرات نے مسلمانوں کی تعلیمی اور اقتصادی تباہی میں مانگی کے پیش نظر اپنی دوسری زندگی، علمی اور دینی لیاقت اور سیاسی بصیرت سے اسلام کاٹج کو دور کو بھانے میں کردار ادا کیا ان میں پروفیسر مولوی حاکم علی (۱۸۹۹ء تا ۱۹۲۵ء) کا نام نمایاں ہے۔ حال ہی میں ”اسلام کاٹج“ نامی کتاب کی تصنیف ہوئی ہے، جس میں ”اسلام کاٹج“ تحریک ترک موالات کی ذمہ داری ”کے زبردستی“ (صفحہ ۱۰ تا ۱۱) پر جگہ لکھا گیا ہے اور سب کے طرف سے ”اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا“ قرار دیا گیا ہے۔ (صفحہ ۱۰ تا ۱۱) (صفحہ ۱۰ تا ۱۱)



















مسلموں کے مابین ہے یا بعد کر دینے لگے تھے۔<sup>۱</sup>  
 یہاں اس بات کا بھی دھیان رہے کہ جس کی جانب اکثر فضیل صاحب نے (محول مضمون  
 میں آگے چل کر کارکنین کی قیود سبزل کر دالی ہے۔ جیسا کہ موصوف لکھتے ہیں۔  
 "انگریزی عہد میں ہندوستان کے دارالحرب یا دارالاسلام ہونے کا مسئلہ علماء  
 میں اختلاف رائے کا مظہر رہا ہے۔ دارالحرب کے مسئلہ کا حل زیادہ تر جہاد یا ہجرت  
 میں تلاش کیا گیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے اگر انگریزوں کے ماتحت ہندوستان  
 کے دارالحرب بنانے کے بارے میں اپنا فیصلہ دیا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ہندو  
 مسلمانوں کے مابین ہندوستان کو دارالاسلام ہی کی حیثیت حاصل تھی۔" ج

ہندوستانی مسلمانوں نے ۱۹۴۷ء میں ہجرت کی تحریک میں اس وقت شروع کی جب تحریک  
 خلافت اپنے عروج پر تھی۔ یہ تحریک ان کے شدید جذباتی پہچان کا نتیجہ تھی اور اس کے پس پشت یہ  
 احساس موجزن تھا کہ یہ علاقے کے ماتحت ہندوستان میں اسلام محفوظ نہیں ہے۔ چنانچہ اس جذباتی  
 اہمیت کے پیش نظر بعض مسلمان علماء کے ساتھ ہندوؤں نے بھی یہ کہا شروع کر دیا کہ ہندوستان  
 جو کہ آپ طرح کے دارالحرب کا جوا لیا کر رہا (حالانکہ وہ حقیقت ایسا نہیں تھا) ہے اس لئے  
 موجودہ حالات میں مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ انہیں اب ہندوستان چھوڑ کر اسلامی ملک  
 افغانستان چلے جانا چاہئے۔ اس ضمن میں علامہ نے فتوے جاری کئے۔ تحریک ترک مساللات کے

۱۔ تقریرات فی علمہ، آگلی، دہرا دلی (۱۹۸۲ء)۔ مرتبین ابو سلمان شاہ جہا پوری، ڈاکٹر۔ انصار زبیر،  
 ڈاکٹر۔ انیسویں صدی کے اردو شعور مضمون جنوں "تحریک ہجرت" نامی مضمون اردو میں ۱۹۷۸ء اور ۱۹۹۰ء  
 ج "مضمون علامہ" مضمون کی اس میں جو تحقیق ہے کہ ہندوستان کی کل اہمیت دارالحرب ہے نہ دارالاسلام کا۔ جس  
 میں ہے۔ "اشرف علی تھانی، مولانا محمد رفیع، "تذکرہ ملا خاں من الریالی الہندوستان" اشرف علی تھانی، بیرون۔  
 "تذکرہ شاہیہ میں ۱۹۰۷ء کی تاریخ احمد حسن صاحب سے "مصر میں ہالی ٹیگ انگریزوں نے ہندوستان کی نسبت  
 سے لکھا کہ "ہندوستان دارالحرب ہے۔ یہ دارالحرب ۱۹۰۷ء کے فرما لیا گیا علامہ نے اس میں آپس میں اختلاف  
 کیا ہے۔ اس کے کہاں آپس کی کیا رائے ہے؟ ۱۹۱۰ء کے فرما لیا گیا ہے کہ وہ ایک دونوں ہی کہتے ہیں اس کے نتیجہ  
 سے کہہ دیکھا کہ وہ سکا ہے ۱۹۰۷ء کے فرما لیا گیا کہ دارالحرب وہ دونوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور حقیقت میں جو  
 مضمون کے مذکورہ میں جس کے نام "مہدیاہ ایچ۔ سائیک" تھا کی حیثیت ہے اس کو دارالحرب کہہ سکتے ہیں اور  
 دارالحرب کے اعتبار سے کہہ سکتے۔ (اردو مضمون) مضمون احمد۔ "مصر میں شاہیہ" مضمون مکتبہ گویا، بیرون۔  
 ۱۹۷۸ء میں ۱۹۹۰ء

ج "تقریرات فی علمہ" تقریرات کے آئینے میں مسلمانوں کے اردو اردو کی جہاد ہدیہ کی سرگزشت۔ "علم و ادب" دہرا  
 دلی (۱۹۸۲ء)۔ مولانا محمد رفیع، "تذکرہ ملا خاں من الریالی الہندوستان" مضمون "تحریک ہجرت"

کا کہ جسے جناب علیہ السلام فاروقی اپنی تصنیف "مقصد پاکستان" میں تحریک ہجرت کے باب میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک دینی سیاسی تحریک تھی جو تحریک عدم تعاون یا تحریک ترک موالات ہی کی ایک شاخ تھی، فاروقی صاحب نے مسئلہ ہجرت کے بارے میں ۱۹۴۰ء اور ۱۹۴۱ء کے "مشہور" معروف فتویٰ "کامتن بھی نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے:

"(۱) مکمل شریعہ، حالات حاضروہ مضامین، لٹک اور مصلحتیات پر نظر ڈالنے کے بعد میں پوری بصیرت کے ساتھ اس اعتقاد پر مطمئن ہو گیا ہوں کہ مسلمانوں کو اپنے لئے ہجرت اور کوئی چارہ شریعی نہیں۔ ان تمام مسلمانوں کے لئے جو اس وقت (۱۹۴۰ء) ہندوستان میں سب سے زیادہ (بڑا) اسلامی عمل انجام دینا چاہیں ضروری ہے کہ وہ ہندوستان سے ہجرت کر جائیں۔ اور جو لوگ یہ ایک ہجرت نہیں کر سکتے وہ مسند مہاجرین کی خدمت و اعانت اس طرح انجام دیں گے کہ وہ خود ہجرت کر رہے ہیں۔ یعنی اصل عمل جواب (شرعاً) اور حقیقتاً ہے ہجرت ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔"۔  
مزید لکھتے ہیں:

"اس قسم کا فتویٰ مولانا عبد الہاری فرنگی محل کی طرف سے بھی شائع ہوا اور میں برادران نے پورے جوش و خروش سے اس کی تائید کی۔"۔<sup>۱</sup>

مسز ایم۔ کے گاندھی، جو تحریک خلافت کے آغاز میں اس میں شامل ہو گئے تھے تحریک ہجرت کے حامی تھے اور انہوں نے کبھی منظر عام پر اس کی مخالفت نہیں کی۔ ہندوؤں کے لئے ترک موالات کی طرح تحریک ہجرت مفید اور سیاسی طور پر اہم تھی، لیکن مسلمانوں کے لئے نہایت  
۱۔ علیہ السلام فاروقی۔ "مقصد پاکستان" انجمن اہل اسلام پاکستان، لاہور ۱۹۹۰ء، ص ۱۷۹ اور ۱۸۰، ص ۱۸۱۔  
۲۔ مول۔ "تمکات آزاد" ص ۲۰۲-۲۰۳۔

۳۔ علیہ السلام فاروقی۔ "مقصد پاکستان" لاہور، طبع اول ۱۹۸۱ء، ص ۱۷۹ اور ۱۸۰، ص ۱۸۱، ص ۱۸۲۔  
۴۔ "تاریخ ہجرت" ص ۵۶۸۔

۵۔ "بعض مسئلے، جیسے راجپوت، اسے بی۔ ایف۔ ایف۔ "Muslim League, Yesterday and to day" (۱۹۴۸ء)، ص ۲۲۔  
۶۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۷۔ "The Indian Herald of 1920" (Briggs) (۱۹۲۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۸۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۹۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۰۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۱۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۲۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۳۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۴۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۵۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۶۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۷۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۸۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۱۹۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔  
۲۰۔ "The muslim world" (۱۹۴۰ء)، ص ۱۱۱۔



مشرقی، کیوں اس تحریک کی اسلامی بنیادیں کے باعث سارے لوگ مسلمان ہجرت کر کے  
 ملائیشیا چلے گئے۔ ایسے مسلمان مہاجرین نے گئے پائے اپنی ایک ہندو بیویاں کے ساتھ  
 فروخت کیں اور وہ انڈونیشیا کے دورے سے گئے۔ وہ نے افغانستان پہنچے گئے۔ کئی مسلمان اپنی  
 نوکریاں ملائیشیا کے کام پر بھی بھیج دی گئیں۔ یہی وہ غریبہ قوم قابض ہو گئی۔ تحریک ہجرت،  
 جسے اپنے حالات کے پیش نظر میں بہر حال کامیاب قرار دیا تھا، صرف چند ماہ کے عرصہ میں اپنے اختتام  
 کو پہنچ گئی۔ چنانچہ وہ ۱۹۷۱ء میں ۱۸ مارچ کو ۱۹۷۱ء کے ”معاہدہ ہجرت میں سرنگ  
 لاکھوں کے تعاون سے اور یہ میں تھا جس کا اختتام سبذیل ہے:

”خلافت تہذیبی کے علمبرداروں نے سب سے پہلے ہجرت کا ذائقہ بھجایا۔  
 ہزاروں مسلمانوں کو لیکن ایمان کے پتے مسلمانوں نے اپنی جانیں اور (جانکداریں)  
 فروخت کیں، عورتوں کو طلاق دینے (اور یہ)، چھوٹے چھوٹے بال بچوں کو بلکہ  
 چھوٹے بچوں کی جانیں چھوڑ کر کامل کے (کی) سڑک پر تل گئے۔ بعض  
 منزل مقصود پر پہنچ کر جان بچے ہوئے۔ بعض وہیں پر راہ میں تباہ ہوئے۔ اکثر کا  
 مقصد یہ نہ تھا، بلکہ یہ پہنچ کر واپس آئے کہ ان میں سے اکثر گمراہی کرنے پر مجبور  
 ہوئے، ان طرح خلافت تہذیبی نے ہزاروں مسلمانوں کی شہادت اور بربادی  
 کا ثوب وصول کیا۔

یہ اصل دوسری سے نہ کچھ کام انہوں نے  
 کیا اور حق کو بدنام انہوں نے“  
 جیفری سے مسلمان اشرف نے بھی پیش نظر کتاب میں ”علمائے سیاسی کا ہجرت کے متعلق  
 چہ کن باتی“ کے ذریعہ انہی اشیاء سے کاغذ کر رہے ہوئے رقم کیا:  
 ”ایک غیر مسلم ہجرت کی پکار دی گئی اس باگہ بے ہنگام نے سرحدی علاقے  
 اور خطہ سندھ میں بہت زیادہ مارت کیا، ہزاروں گھر چھوڑ گئے، ہزاروں عورتیں بے

۱۔ ”میں نے ایک نامی شخص کو جس میں مختلف عرصوں میں گمراہی کے تجربے ہیں جن میں کوئی سہولت  
 مرحمت نہ کی جائے، اسے اس وقت کے خلاف ہزاروں کی تعداد میں لے گیا۔“ The Times ۳۰ نومبر  
 ۱۹۷۱ء، چھاپہ ”میں نے شیعہ کے مطابق حد تک لبرل نہیں ہے“ کا تھا۔ (دیکھیں، ایک تصنیف، ۱۹۷۱ء  
 (۱۹۷۱ء) مسلمانوں کی ہجرت، ۱۹۷۱ء، (۱۹۷۱ء) اشرف نے، ”کوئی نہ کچھ لکھ کر اپنی کے کھڑے“ ”علم و تحقیق“  
 کی ۱۹۷۱ء کی اسلامی خلافت اسلام، تحریک ہجرت، ۱۹۷۱ء، (۱۹۷۱ء) اشرف نے، ”میں نے ۱۹۷۱ء میں اپنا





کے اظہار پر بڑے واسطاف الفاظ میں ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا کہ  
 ترک موالات اور عدم تعاون کے دعوے اور دیگر باتوں سے حاکم کے لئے سرکاری  
 گرانٹ لینے میں کوئی قیادت نہیں ہے۔ اگرچہ یہ رقم انگلستان سے لا کر ہمارے  
 سکولوں اور کالوں کو نہیں دیتے۔ بلکہ ہم سے سی و سول کروڑ پلوں میں سے گرانٹ  
 دیتے ہیں لہذا یہ ہماری ہی رقم ہے، جو ہمیں ملی جا رہی ہے۔ یہ ان کا ہم پر کوئی  
 اثر نہیں ہے۔ یہ ہمارا حق ہے تو ہمیں ملنا چاہیے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب کی طرح قائد اعظم نے بھی  
 مذکورہ ترکوں کی مخالفت کی تھی۔ چنانچہ میاں عبدالرشید نے جو طبر جانہاد موترغ ہیں (روزنامہ سوائے  
 وقت ۱۱ دسمبر ۱۹۷۵ء میں) "۱۲ جنوری ۱۹۷۵ء میں برطیسیم پاک و بھارت کی مسلم سیاست" کے زیر  
 عنوان تبصرہ کرتے ہوئے علامہ جلیست کی دورانہ پیشی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ  
 "قائد اعظم کی طرح انہوں نے بھی ترک موالات اور تحریک ہجرت کی  
 مخالفت کی۔ یہ ملک ہمارے بزرگوں نے اپنا خون دے کر حاصل کیا تھا۔ ہم کیوں  
 یہاں سے ہجرت کریں؟" ان میں سے ایک نے کہا اور بعد میں حالات نے ثابت  
 کیا کہ ان کا موقف درست تھا۔ تحریک ترک موالات اور ہجرت سے مسلمانوں کو

۱۔ انعام پرفیسر۔ "تحریک پاکستان" پانچویں جلد، ۱۱ دسمبر ۱۹۹۵ء، ص ۲۰۵-۲۰۶  
 ۲۔ ان ملک میں مصر حاضر سے شائش ملی تھائی جس کو العرب کا تصور کرنا تو اپنے اعلیٰ اور جاسی سمیت  
 ہے اور تھا۔ فلسطینی صیہونوں کے بقول کے بعد فلسطینیوں سے ان کے گھر بار بھی چھین گئے اور فلسطینیوں سے  
 انہیں تشدد کیا۔ لیکن انہوں نے ہجرت کا سہارا لینے کی بجائے مذہبی دست ہر فلسطینی کی طرف سے ان کو آگے  
 کرانے کے لئے جدوجہد جاری کر رکھی ہے۔

۳۔ خاندان پر جس طرح امریکہ اور ان کے اتحادیوں نے ہادیت کر کے ملکوں کو مقیم و مجبور کر کے غلام بنائے  
 لی کوئی نہیں ہے مگر انہوں نے ہجرت کرنے کا چاہئے چاہا، اس اعتبار کا ہے۔ اور اب اسے حالت غفلت  
 کی کی مثال ہے کہ جس جہت اور ہادیت سے سرزمین عراقی جہت کہا گیا اور جس قدر بھی کی تو ان کی ۱۱  
 بھی کی جا رہی ہے، لیکن انہوں نے ہجرت کر کے ترک موالات کرنے کی بجائے جہاد اور فدا میں اور ان کے اتحاد کا  
 ہے اور ملے ظاہر ہے کہ وہ نام سے امریکہ کو فخر اختیار کرنے کے لئے اس میں کیا تو مگر عراقی کی سرزمین سے  
 انیت کے ساتھ بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور فلسطینی یا انہیں یہاں اور امریکہ کا مشاغل اور حق نے  
 تھاں کر کے ان کو اپنے رحمہ و اندوہان میں ترک موالات کے گئے علاوہ عراقی تو انہیں کے قتل سے بچاؤ  
 انہوں کے اس شعر سے ظاہر ہے کہ وہ (مولانا) فی حلالہ اسلم کی موت سے گریہ کر رہے تھے۔

کافر کی موت سے بھی گریہ ہو جس کا دل

کھتا ہے کوئی اسے کہ مسلمان کی موت مرا



سید محمد علی شاہ رحمہ اللہ نے یہ سب پر غور کیا اور فرمایا کہ یہ سب غلط ہے۔

الغرض یہ کہ ہجرت ہادی کی تاریخ کے ایک ہجری اور چھ ہجری کا ایک سبق آموز واقعہ ہے جس کی تک پہنچنے پر ہم اس دور کی سب سے زیادہ حالت سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔ یہ واقعہ ڈاکٹر علامہ شبلی نعمانی اور فقہاء مساب کا طویل ہے کہ قرآن مجید کے بارے میں اس کے مصطلحوں کے بارے میں ایک جگہ گفتگو کرنا چاہتا ہے اس لئے موصوف فرماتے ہیں۔ "اس ہجرت کے آغاز و انجام پر روشنی ڈالنا اس کی حقیقت تک پہنچنا زبردستی ہے۔"

## اسلامی احکام اور اصولوں کی خلاف ورزی

مولانا سید سلیمان اشرف نے اپنی کتاب "تاریخ خلافت" میں خلافت کی اہمیت کو شرح وسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مسئلہ خلافت کے ساتھ تمام مسلمانوں کو ہمدردی تھی۔ مولانا موصوف اسی موقف پر گامزن تھے، انہوں نے خلافت کی تائید و حمایت صراحت کے ساتھ کی تھی۔ لیکن ان کی توجہ اس بات پر تھی کہ قرآن مجید خلافت کے دوران کا گریں، ہندو مسلم اتحاد کی قائم ریزی نہایت خطرناک طریقے سے کر دی تھی۔ قرآن مجید خلافت میں شامل کا گریں صریح منصوبہ رکھتے تھے کہ خلافت کے اندر کو قائم رکھنے کے جوش میں پھرے ہوئے مسلمانوں کو ہلاکت کی ایسی آماجگاہ میں پھنسا دیا جائے کہ ان کی قوت اور شکت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ ترک مسلمان کی آگلی منزل میں بھی مسلمانوں کو لانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ بقول ڈاکٹر ابو سلمان شاہ کھانا پوری، ترک مسلمان ۱۹۳۰ء کا سب سے اہم مقامی مسئلہ تھا۔ نان کو آپریشن کے عنوان سے مولانا سید سلیمان اشرف نے ترک مسلمان پر پیش نظر کتاب میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، جس سے مسئلہ ترک مسلمان کی اہمیت سمجھ میں آ جاتی ہے۔ بقول سید محمد فاروق القادری:

"یہ منظر کی تاریخ میں قرآن مجید خلافت اور ترک مسلمان کو اچھی طرح جاننا اور سمجھنا اس

دور میں اور بھی ضروری ہو گیا ہے کہ بعد میں قیام پاکستان اس کے اسباب اور عوامل

کی ساری حقائق و تقریبات کے قیام اور ان کا پتہ چلنا ہو گیا ہے۔"

قرآن مجید خلافت مسلمانوں کے لئے خالصتاً اپنی قرآن مجید، کیونکہ وہ ترکی "خلافت عثمانیہ"

ڈاکٹر سلیمان اشرف نے ۱۹۳۰ء میں "تاریخ خلافت" کے نام سے ایک کتاب لکھی اور ۱۹۳۱ء میں اس کا پہلا جلد شائع کیا۔ ۱۹۳۲ء میں دوسرا جلد شائع کیا۔ ۱۹۳۳ء میں تیسرا جلد شائع کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر ابو سلمان شاہ کھانا پوری نے ۱۹۳۴ء میں "تاریخ خلافت" کے نام سے ایک کتاب لکھی اور ۱۹۳۵ء میں اس کا پہلا جلد شائع کیا۔ ۱۹۳۶ء میں دوسرا جلد شائع کیا۔ ۱۹۳۷ء میں تیسرا جلد شائع کیا۔

اور ہم دہم دین پوجتے تھے۔ تحریک خلافت کے ایک اور پاکیزہ مقصد کے لئے کراچی، ان  
 مقاصد میں سب سے بڑی کی بحالی کے علاوہ مقامات مقدسہ و آثار شریفہ کی حفاظت بھی شامل  
 تھے۔ ان مقاصد کا تعلق براہ راست مسلمانوں سے تھا۔ یہ تحریک کی دوسری قوم کو مذکورہ مقاصد سے  
 کوئی سروکار نہ تھا۔ اس طرح مسز گاندھی کی تحریک خلافت اور ترکی سلطنت سے کیا تعلق دیکھ کر  
 جی۔ تحریک خلافت تحریک ترک موالات کی اساس تھی تحریک ترک موالات کے دوران میں  
 گاندھی جی کی جانب سے تحریک خلافت کی جس امداد میں حمایت کی گئی، مسلمانوں نے سمجھا کہ  
 گاندھی جی اسلام کے اس ستون کی حمایت کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ جو شخص اسلام علی کا  
 نصاب اور خلافت تحریک کی حمایت کیسے کرے گا؟ خلافت کے تحفظ اور عدم تحفظ سے ان کا کوئی  
 تعلق نہیں تھا۔ اگر ہم یہاں ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی صاحب کی کتاب "مسوالات محمد علی اور جنگ  
 آزادی" سے ایک اقتباس نقل کرتے چلیں تو یہ حقیقت میں ہو جائے گی کہ تحریک ترک موالات  
 کو ۱۹۲۰ء میں مسز گاندھی نے اپنے سیاسی اغراض و مقاصد کے تحت شروع کیا تھا۔ چنانچہ جناب  
 صدیقی رقم طراز ہیں۔

"۱۹۲۰ء میں ناچپور میں کانگریس کا اجلاس ہوا۔ اس کے لئے مسوالات کا شکرت  
 علی کے کہنے پر مسودہ گاندھی جی نے ریل میں مرتب کیا تھا۔ لیکن خلافت کانگریس  
 میں ترک موالات کی تجویز منظور ہو چکی تھی۔ جو اہر لال نہرو نے لکھا ہے۔

"۱۹۲۰ء میں سیاسی تحریک اور خلافت کی تحریک نے ساتھ ساتھ قوت  
 پکڑی۔ دونوں ایک ہی راستے پر چلنے لگیں۔ آخر جب کانگریس نے  
 گاندھی جی کا ترک موالات کا مذہبی اصول تسلیم کر لیا تو دونوں بالکل مل  
 گئیں۔ خلافت یعنی پہلے ہی یہ اصول تسلیم کر چکی تھی۔"

آگے جانے سے پہلے یہاں مجدد افریدی کے رائے کا ذکر ہو، سمجھتے ہیں:

"پاک و ہند کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کو پوری طرح سمجھنے کے لئے  
 مسز گاندھی کو سمجھ ضروری ہے۔ شروع میں مسز گاندھی کانگریس میں صوبہ دوم  
 کے لیڈر شمار ہوتے تھے مگر انہوں نے مسلمانوں کی خاص اسلامی تحریک خلافت  
 میں شامل ہو کر اسے اس طرح استعمال کیا کہ یہاں کے صوبہ اول کے لیڈر رہتے تھے

۱۔ محمد علی صدیقی، مسوالات محمد علی، ص ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳



کی توہین اور ہر کان مذہبی کے محسوس و ناموز گھڑنے میں اپنے پاویں ہمسائیہ ممالک اور  
 دہائی تہ سے گونا گوں طور پر صرف کرنے میں بچا کر اس سے مسلسل حال دونوں  
 ہیں، لیکن ملک کے کرام اور ملت مسلمان آج تک ان کے دامنوں میں چم رہے ہیں  
 اظہار ریہاری کرتے رہے۔"

نیز بقول منایت عارف۔ "مسلمان اور اہل علم نے اسلام کا پتہ سیدھا بنا رکھا ہے کہ جو  
 حقیقت کسی تشویش کی نشان دہی نہیں تھی کہ ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک میں اسلام کی مسلمانوں کی  
 نظام و سلامتی کا ضامن ہو سکتا تھا۔ اسلام کی عظمت عقلی سے محروم ہو کر ان کے لئے بڑے  
 ہندوستان میں کبھی کوئی جانے پہچانے باقی نہ رہتی۔" لیکن تاریخ آزادی ہند کو یہ دیکھنا ہے کہ  
 1919ء میں ہندو مت کے صورت حال بکسر بدل چکی تھی جب تحریک خلافت کے دوران ہندو مسلم اتحاد  
 کے جوش میں اسلامی مصلحتوں کو مانا جانے لگا، اسلامی کی بنیادی تعلیمات سے انحراف شروع ہو گیا  
 اور کفر کی وبا کی سے حمایت کی جانے لگی، اس دور میں مسلمانوں کی مصیبت اس طرح رونق کر دی گئی  
 کہ معاشرتی و تمدنی امور کا کیا ذکر رہی اس دور میں کفار کی تحقیر کمال اداوت و عقیدت سے ہونے لگی  
 یہاں تک کہ ہندوؤں کے متعلق احادیث و آیات قرآنیہ پیش کی جانے لگیں جن سے مسلمانوں  
 کے کان بھی آشنائے ہوئے تھے۔ اسلامی اصولوں اور احکام کی خلاف ورزی کی تفصیل ذیل میں  
 ملاحظہ فرمائیں آپ دیکھیں گے کہ ایسی ہندو پرستی کا شریعہ و فرائض کی کبریٰ دور میں بھی نہیں ملے۔

۱۔ کفار ہند کو اہل کتاب قرار دیا گیا۔

۲۔ اپنے ناموں کے ساتھ ہندو لکھوایا، مجموعوں میں اپنے مسلمان ہونے کا انکار کیا اور یہ دعا  
 کی گئی کہ اگر میں کوئی مذہب تبدیل کروں تو سنگھوں کے مذہب میں داخل ہوں۔

۳۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی شکایات کا نہ مصلوں پر اٹھا نہیں، درحقیقت کوئی نہ جاننا اور ان کے ساتھ  
 "رام رام ست" کہتے ہوئے مر گھٹ تک گئے۔

۴۔ انہوں نے ایک دہائی کے لئے چوٹیاہوں پر قبضے لگائے۔

۵۔ قبضہ بھی کیا ترک مسلمان کی

۶۔ سیدہ اہستی کے ہاتھ کھوں میں ڈالے۔

۷۔ دسمہ میں شریک ہونے، لکھ (ہاتھ) ہاتھ۔

۸۔ لکھیاں شریک ہونے، لکھ (ہاتھ) ہاتھ۔





۱۸۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کو چاندن کا ٹیکہ لگایا۔

۱۹۔ ہندو اور مسلمان ایک ہی منگے سے پانی پیتے کہ بعض جگہ ایک دوسرے کا جھوٹا پانی پیا۔

۲۰۔ چنے گرہ کے دن مسلمانوں نے مہاتما گاندھی کے علم سے روزہ رکھا۔

۲۱۔ قرآن کریم کی توہین کی گئی، وید کو الہامی کتاب تسلیم کیا۔

۲۲۔ قرآن مجید کو رماناؤں کے ساتھ ایک ڈولے میں رکھ کر مندر میں لے جا کر دونوں کی پوجا کر لی گئی۔

۲۳۔ اللہ عزوجل کو رام اور خدا کی قسم کی جگہ رام دوہائی کہنا جائز قرار دیا گیا۔

۲۴۔ ایک ڈول (جسے "سنگاسن" کہتے ہیں) میں قرآن کریم اور گیتا کو رکھ کر جلوس نکالے گئے جس میں بھجن گاتے، ڈھول دھجا بھجھ بجاتے مسلمان شریک ہوئے۔

۲۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کرشن کا خطاب دیا گیا۔

۲۶۔ مسلمانوں نے ہولی کھیلی۔

۲۷۔ ہولی کے سوانگ میں، ہندوؤں سے اتحاد بنانے رکھنے کی خاطر، مغلطان اسلام کی توہین و تحقیر سنی گئی۔ گڑگا پر پھول اور تاشے چڑھائے گئے۔ رام بھجن پر پھولوں کا تاج رکھا گیا، بتوں پر ریونڑیاں چڑھائی گئیں، دیار پھولوں سے نہیں آراستہ کیا گیا۔

۲۸۔ ہندو لیڈروں کو مختلف مساجد میں لے گئے، منبروں پر بٹھایا۔

۲۹۔ دہلی کی جامع مسجد میں سوانی شردھانند جیسے دشمن اسلام کو منبر رسول پر بٹھا کر تقریر کرانی گئی۔

۳۰۔ "نماز خانہ اور توحید کے مکان" (یعنی مساجد) میں مبلغ کی حیثیت سے جنرل کوہر ہندوستانی علاقوں میں (مندی مندی) کے مدعیان اسلام کا فائدہ ہے۔ "محمد علیہ السلام شرف علیہ" اور "شہداء مطہرہ علی کرم" (۱۹۳۷ء میں)۔

۳۱۔ یہودی شخص ہے جس نے اردھ اوکی ہم چلائی اور بلاؤ خردلی میں ایک مسلمان عبدالرشید نے اس کو قتل کر دیا۔  
۳۲۔ "بیانی توحید کا فیضان" (۱۹۳۷ء) اور "جامع مسجد میں ہنگو کے پتروں میں خوشی کی (مظہر مسلم) سماجی کا مسلمانوں سے خطاب کرنا۔ ایسا نہ بھی اس سے نقل دیکھتے تھے میں آپ قہار، نہ اس کے بعد کسی جہاد۔  
(ملک رام)۔ "کچھ اور احکام آزاد کے بارے میں" (مظہر ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء میں)۔

۳۳۔ کہا جاتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو ہرائی ہے۔ بھارت کے مشہور صحافی اور کالم نگار جناب غوثیہ رحمہ اللہ نے "اس وقت کی یاد تو اگلی (اب) گئی تازہ می ہے۔ جب مسلمانوں نے سوانی شردھانند جیسے ہندوؤں کو ہاتھ (دہلی) کے اندر سے اپنی تقریبات کو خطاب کرنے کے لئے مدعو کیا تھا۔ ایک وقت تھا۔ جب مسلمانوں کے ہاتھ سے ہندو اور سکھوں کا جلوس نکلتا تھا تو سد بھاؤ کا انکار کرنے کے لئے مسلمانوں کو ہلاک کر دیتے تھے۔ میں نے گورنمنٹ کے علم دان پر ایک ایسا جلوس بھی دیکھا ہے جس کی قیادت سب کی سب مسلمان لڑکیوں کے ایک ڈولہ سے کی گئی تھی۔" (روزنامہ "ہندوستان" ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء میں)۔

وہاں اس کی تصویریں کھینچوائیں جس کے ذریعے کر ہندو مسلح ہو۔ پی کے طول و عرض میں پھیل گئے اور فوراً ان کے علاقوں میں جا کر ہزاروں مسلمانوں کو یہ دم کا دیا کہ وہ یکسو سوی جی مسجد کے صبر پر اس لئے بیٹھے ہیں کہ تمام مسلمان ہندو ہو گئے ہیں۔ ان تصاویر کو دیکھ کر بہت سے مسلمان اسلام سے منحرف ہو گئے۔

۲۰۔ گاندھی جی کی تصویروں اور نقوش کو گھریاؤ بنایا گیا۔

۲۱۔ جنور کو قتل کرنے کی خاطر گائے کی بجائے بکری کی قربانی کا فتویٰ دیا گیا۔

۲۲۔ گائے کا گوشت کھا کر نہ ختم ہوا کیا اور کھانے والوں کو کمینہ بتایا گیا۔

۲۳۔ گائے کی قربانی کو شمشیر سے مٹا دیا گیا۔

۲۴۔ قربانی نہ پھرنے والے مسلمانوں کی ناحق تکفیر کی گئی اور ان کے ذبیحہ کو ممنوع قرار دیا گیا۔

۲۵۔ گائے کی قربانی کی ممانعت کے فتاوے اونٹوں کی پشت پر سے تقسیم کئے گئے۔

۲۶۔ ہزاروں مسلمانوں نے قربانی گاؤں سے احتراز کیا۔ مسلمانوں نے مسلمانوں سے گائیں چھین کر ہندوؤں کو دے دیں۔ قصاصوں کو ذبیحہ گاؤں سے روکا گیا۔ رضا کاروں نے مٹھری کے نیچے

سے قربانی کی گاؤں کو چھڑایا اور اگر جو بھگی تو اس کو بے کار کر دیا۔

۲۷۔ غیر قربانی کی گاؤں کو بڑی بڑی جھین کر ان کو نوسالہ پہنچایا گیا۔

۲۸۔ ہندوؤں کی خوشنودی کو (معاذ اللہ) رضا ہائلی سے تعبیر کیا گیا۔

۲۹۔ جن شرکوں نے گائے کے چھپے مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کیا چلایا، اتحاد جنود منانے

کے لئے ان کی رہائی کے لئے درخواستیں دی گئیں، ان کی رہائی کے لئے رزلوشن پاس

کئے گئے۔

۳۰۔ مسلمانوں کو ناحق قتل کرنے والوں کو مسلمان لیڈروں نے سزا سے بچایا۔

۳۱۔ مہاتما گاندھی جی کی سب سے بڑی گئی، ان کو ماتا کی سب سے بلند کی گئی۔

۳۲۔ یہ بھی کہا گیا کہ "قربانی بے پائے" سے کچھ نہیں ہوتا، بلکہ جھوٹا بھانپوں کی رضا میں خدا کی

دلالت بتایا گیا۔

۳۳۔ گاندھی جی کو جتنی بھائی بتایا گیا، اس میں کوئی بھی نہیں تھا۔

۳۴۔ جس قرآن وحدیث میں سبر کی بولی مکر بہت پر حق پکارا گیا وہی مسٹر گاندھی کو قتل کرو

تکلیف کر کے اپنے کو ایک کافر کا نشان دکھایا گیا۔ چنانچہ ایک مجلس اللہ دعالہ نے کہا۔





۵۵۔ حویہ کر گیا کہ خدا نے مسٹر گاندھی کو مسلمانوں کے لئے مذکر بنا کر بھیجا، قدرت نے ان کو  
حق پا جانے والا نہ کر کے بھیجا ہے۔

۵۶۔ گاندھی کو مسلمانوں کا حکمران اور مرد قوم کو چلانے والا آپ میواں (آب حیات) پلانے والا،  
ہے سوں کا خانی اور یوں مگر انہوں کا رہبر رحمت و نور اور پاک دل کہہ کر اس کی مدح کی گئی۔

۵۷۔ یوٹاٹکس مرد پٹنہ کا رقیق اندیشہ، ہنسنا، مرد میدان اور درویش ٹو کے القاب دیے گئے۔

۵۸۔ جس کے خطبات اردو میں فقہاء راشدین اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بچانے گاندھی کو  
”مقدس ذات“ ”پاکیزہ دنیا“ ”تور و صفات“ قرار دے کر اس کی تعریف کی گئی۔

۵۹۔ سٹی اس کی تعریف کو شکل ثانیہ لکھی مگر لکھا گیا کہ ”خاموشی از غماہ توحید ثناء ثلثت۔“

۶۰۔ خلافت ترک کے منکر کو کاٹرو غارت از اسلام کہا گیا، لیکن خلافت صدیق و غاروق کے  
مکرموں کو مسلمان بنانا۔

۶۱۔ یہ بھی کہا گیا کہ میں اللہ (خدا کی رسی) کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے سے اگر روین نہیں تو دنیا  
میں ضرور مل جائے گی۔ ۱۔

۱۔ تحریک خلافت سے پہلے اور کہاں تک پہنچی؟۔ مسٹر گاندھی کی سیاست کی ساری نے

مسلمانوں کو کس حد تک سمجھ کر دیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی سوچنے کی قوت ہمیشہ کے لئے سلب

ہو چکی ہے اور ان وقت مسلمانوں میں ایک قسم کا بنوں سا پھیل گیا تھا، اس نے خود ہندوؤں کو بھی

حیرت و استعجاب میں ڈال دیا کیونکہ قبول موتی لعل بھٹا، گرو، ایڈیٹر اور پن (لاہور) ”مسلمانوں

نے یہ نہایتی پروہ اختیار اور یقین دکھایا کہ دنیا تک رو گئی۔ مہاتما کی خلافت کے لیڈر اور خلافت

کمیٹی کے رہبر بن گئے۔“ چودھری سردار محمد خاں لکھتے ہیں۔ ”اگر گاندھی جی تحریک خلافت کی

آواز نہ کہتے تو گاندھی کی صورت کیسے ہوتی۔ مسلم لیگ کی ساکھ کیسے بڑھتی۔ ان کے سامنے تو یہ

پہاڑا ہم تھا جس میں انہیں پہری کا مایابی ہوئی۔ مسلمان کے سامنے اب کوئی سیاسی نصب العین نہ تھا

اس کے سامنے کوئی منزل نہ تھی۔ وہ مسٹر لوگوں کا ایک آوارہ گرد تھا، جو اپنی قومی وحدت کو چکا

تھوڑا دھڑلہ بھڑکائی کے نام و کرم پر تھا، حقیقت گاندھی جی نے ہندوؤں کے لئے وہ کام کیا جو

۱۔ محمد علی جناحؒ کو خدا نے کائنات تعالیٰ کے قول پر لکھ، محمد کا عقیدہ کہ وہ ہے جس اور ”کائنات“

پر ایمان تھا ہے۔ (محمد)

۲۔ خلافت عربیہ کی تحریک، ۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۵ء میں

ان کے ہزاروں رہنما بھی نہ کر سکے نہ صرف یہ بلکہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی مرکزیت کو فنا کر دیا۔ مسلمان کی قومی وحدت اور قومی شخصیت یا نہ پا رہا یہ دور ماضی ہے جہاں سے ہمارے لاتعداد بھائی کعبہ سے منہ موڑ کر سامنے وارہا کے الہامات پر یقین کر کے اسلام اور کلمہ کے غیر فطری احترام سے رسوائے عالم متحدہ قومیت کا خمیر تیار کرتے نظر آتے ہیں۔ مسلمانان ہند کے سب سے بڑے دانشور مشرک موہن داس کرم چند گاندھی نے ان کے ہندو قومی میں ایسا زہر بھرا جس کا اثر ابھی تک (آج تک) مکمل طور پر زائل نہیں ہو سکا۔ کیوں کہ اسلام یمن الدین کے بقول۔ ہندوستانی مسلمانوں میں اپنی قومیت کے تعلق سے شلوک و شبہات اسی وقت کی یادگار ہیں اور بقول چودھری طلیق الزمان۔ تحریک خلافت کے خاتمہ کے بعد کچھ لوگ کانگریس کی طرف اس عقیدہ کے ساتھ دھل آئے کہ مسلمانوں کا ہندوستان میں تھکا صرف بھٹکارم میں ہے۔ نیز ڈاکٹر وحید قریشی کے بقول..... بعض کانگریس کے تصور وطنیت کو اپنا کر نیشنلسٹ مسلمان کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے..... معاشرتی زندگی کا یہ تضاد مسلمانوں کو عجیب و غریب صورت حال سے دوچار کر چکا تھا، تعلیم یافتہ مسلمان دو حصوں میں بٹ چکے تھے۔

تحریک خلافت جس فوج پر چل تھی تھی اس کا نتیجہ جتنی طور پر مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت نقصان کا باعث تھا۔ مسلمانوں نے ہندوستان پر سات سو (۷۰۰) سے زائد سال تک حکمرانی کی تھی۔ ہزاروں علماء اس خاک ہند سے پیدا ہوئے لیکن ان طویل عرصہ سال میں ایسی کوئی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی کہ علماء نے ہندوؤں کو مسلمانوں کا رہبر بنادیا ہو۔ کوئی بتائے کہ کسی صدی کے علماء نے کٹار ہند کو اپنی کتاب قرار دیا؟ یہ ہندو پرستی تو انہی مذہبیان علم کے لیے مخصوص تھی جنہوں نے مذکورہ دور میں مشرکین ہند سے پچاس گنت کی خاطر اسلامی خصوصیات و امتیازات کو مٹا ڈالا، طرح طرح کی خرافات اپنائیں اور اسلامی شعائر کو بد کرنے کی کوششیں کیں، جمعہ علماء کے جری فاضلوں نے ہندوؤں سے دوا و دھوا کے جزا پر آیات چسپاں کرتے شروع کر دیں، خلافت اسلامیہ قائم کرنے کے لیے کانگریس سے امیدیں وابستہ کیں اور ہندو کی حمایت کو اپنا شعار بنالیا، اور اس طرح مسلمانوں کو بحیثیت قوم برباد کر کے رکھ دیا۔ مسلمان، انہیں بطور مسلم لانا ہی اپنا خیر خواہ سمجھتے تھے۔ اگر ہندو ان کا واسطہ اختیار نہ کرتے تو مسلمان ہرگز ان کے جہاں میں نہ پہنچتے۔ ان پر احماد اور بھروسہ مسلمانوں کو لے ڈیا۔ ترکی کی حمایت اور جرمن ٹھکان کی حمایت

۱۔ سرانجام غلی، چودھری۔ حیات کا مکمل عظیم، مطبوعہ ۱۹۳۹ء، ص ۱۸۱-۱۸۲ (ملاحظہ)

[illegible]

کافرین کے لئے اور اس کی طرف سے بھی پوری کرے، یہ ہے۔

[illegible][illegible]

مسلماں کو یہ بتانا چاہیے کہ اگر وہ کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہیں تو ان کو اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنا چاہیے۔

۱۷۲۰ء سلیمان اٹری نے نہروں کو براہِ بحرِ عرب بھی مسلمانوں کی جہازوں کا قریب

طریق اس میں ہر اہم و بزرگ و مہتمم کو مدعو کیا گیا اور یہاں پر ہر اہم و بزرگ سے بچا لے کر پانچ

یہاں سے گاڑی کی گولی پڑتی ہے۔ اس کے بعد گاڑی کی گولی پڑتی ہے۔ اس کے بعد گاڑی کی گولی پڑتی ہے۔

کی طرح سے کہ کدلی کی کوئی سیڑھی سے اُنکے اوپر اڑنے چاہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی سیڑھی نہیں تھی۔

یہ دیکھ کر کیا ہوا اس نے ہلکی سی آنکھوں سے آنسو بہا کر کہا: "میں نے اپنے لیے کچھ نہیں کیا ہے۔"

ابھ گھری میں سید علی و غسٹوں کا قلعہ آباد تھا۔ "تم روک لو" : چاہا اسٹھوڑی کے  
آج کا وقت۔ "کھڑی کھڑی" "تم روک لو" "کھڑی کھڑی" (علی صاحبہ الحنفیہ)

۱۸۷۱ء کا واقعہ۔ ایک طرف "فلسفہ عامی" قیام دہریہ طریق "فلسفہ تمدن" (علم صائبہ الحکماء)

۱۰۰ - (۱۰۰) -

اچھے محسنوں کا سہا سہا شرف ہے مسٹر گاندھی کی "نہ تنہایت" کا قلم جو کہ

مسلمانوں کو یاں خدا لگی سے چاہیوں کے لیے ان کو خدا کی نورانی عملوں سے مطلع کر رکھا۔

۱۔ پھر کتاب میں اسلام اور مسلمانوں کی ذراں حالی پر مرقم فرماتے ہیں، جس سے ان کے قلوب

کتاب کا شمار ہے۔ یہ مجموعہ انصاف کے سیاسی منتقین، دانشور اور لکھنے والے، جو انہماک رکھتے

وَقَدْ كُنَّا مِنْ أَفْوَاجٍ بِيَعَاتِلٍ

[illegible]





لیڈروں کی شاہی اور سے لیڈروں کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔" ۱

اس کے بعد مولانا سید سلیمان اشرف مسلمانوں کو بھجواتے ہوئے ان کی توجہ اس جانب مبذول کر دیتے ہیں کہ ان کے لیڈروں نے کس طرح اپنے طرز عمل سے، کانگریس جو پہلے ایک بے جان جسم کی مانند تھی، جو کانگریس کی مخالفت میں شامل کر کے، کانگریس میں جان ڈال دی کیونکہ مسلمانوں کے مذہبی دھڑے نے کانگریس کی عدم تعاون کی تحریک کو اتنی قوت دی کہ "کانگریس نے ایک سال میں وہ کچھ کر دکھایا، جو بعد کانگریس چالیس سال میں بھی نہیں کر سکی تھی۔" چنانچہ آپ مذکورہ صورت حال کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فرزندانِ اسلام!۔۔۔ ہندوؤں نے تمہارے لیڈروں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا کر کس سہولت و نرمی سے آہستہ آہستہ انہیں اپنے نقطہ خیال پر آتا رہا، لفظ سہولت جس سے انھوں نے کان آج تک نا آشنا تھے، مخالفت کے عوض کس جوش سے وہ ہر ایک زبان پر جاری ہے۔ گانہ گی جس کا نام تک پانچ برس قبل ہندوستان کے کسی مسلمان کے علم میں بھی نہ تھا، غلیظہ المسلمین کی جگہ آج اس کے تقدس و عظمت کے لئے کس کمال عقیدت سے مستورات تک میں کہے جاتے ہیں۔" ۲

مولانا سید سلیمان اشرف نے زیرِ نظر کتاب میں جہاں مخالفت کیمٹی کے زعماء اور اس دور میں چنے والی تحریکیں (مخالفت و ترک موالات) کے سربراہ اور وہ حضرات کے حنفی کردار کا ذکر کیا ہے۔ وہی جمیعہ العلماء (مسلمانوں کے علماء کی جمعیت) کے فضلاء نے یگانہ جنہیں اپنی مجالس کو کفار و شرکین سے پاک کر کے اسلامی احکام پر عمل پیرا ہو کر اصول اسلام کی پاسداری کرنی تھی اور مسلمانوں کی رضائی کا فریضہ سرانجام دینا تھا، انہوں نے بوجہ مذکورہ عمرات و کفریات کے ارتکاب پر حکومت اختیار کیا اور اس جانب توجہ مبذول کروانے کے باوجود اس سے مس نہ ہوئے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ ہندو پریس نے اپنی مطلب برداری اور "متحدہ ہندی قومیت" کے پرچار کے لئے جمیعہ العلماء کے سرکردہ حضرات کو بھاری بھرکم خطابات سے نوازا کہ اندھا کرو یا کھدو۔ سیاسی ہمت اور فراست مومنانہ سے تو وہ پہلے ہی یکسر خالی تھے۔ چنانچہ مولانا سید سلیمان اشرف "علمائے نو کی ہندو پرتی" کے ذکر میں ان تحریر فرماتے ہیں کہ

۱۔ انیس سو چھ  
۲۔ انیس سو چھ

”ان علماء کا کیا ذکر خود اس عالم کو کچھ جسے لیڈروں نے شیخ الہند کا لقب دے کر ایک عجیب و غریب حسی ثابت کیا ہے۔ اس کے قلم میں بھی یہ قوت نہ تھی کہ وہ مسلمانوں کو ان افعال عجیبہ کی شناخت و مصیبت بتا سکے۔ نقشہ لگا دیا، علماء سیاسی خاموش رہے، کافر کی لنگلی اٹھائی گئی، علماء سیاسی خاموش رہے۔ کافر کا ہاتھ سرو پا نہ ہٹ ہو کر کیا گیا، علماء سیاسی خاموش رہے۔ رام پھمن پر پھولوں کا تاج رکھا گیا، علماء سیاسی خاموش رہے۔ گاندھی کی سنے پکاری گئی، گنڈا پانی کی سنے ہلندی گئی، علماء سیاسی خاموش رہے۔ حد یہ کہ گاندھی کو کہا گیا کہ اگر نبوہ ختم نہ ہوتی تو گاندھی نہ بنی ہوتا، علماء سیاسی اب بھی خاموش رہے۔ اس خاموشی سے شیخ الہند بھی مستغنی نہ ہو سکے۔ اگرچہ خادمان اسلام تقریراً و تحریراً انہیں افعال کفریہ پر بیدار بھی کرتے رہے، لیکن پھر بھی کسی عالم سیاسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی، جو وہ چالیس افعال و اقوال کفریہ میں سے کسی ایک کے متعلق بھی اپنے قلم کو جنبش دیتا تا آنکہ برماؤنمبر (۱۹) ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء دہلی میں جلسہ جمعیت العلماء منعقد ہوا، وہاں یہ مسائل کسی نے پیش بھی کئے، لیکن یہ کہہ کر کہ مصلحت وقت اس کی منتفی نہیں بات ٹال دی گئی۔ حالانکہ اس اجلاس کی کرسی صدارت ایک عالم ہی کی نشست کا فخر رکھتی تھی۔“ ۱

الغرض مولانا سید سلیمان اشرف نے مسلمانوں کے دلوں میں گاندھی کی عظمت و محبت پیدا کرنے والے لیڈروں کا بھرپور تقاب کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ مذہب کی حقیقت اور وقاحت ان کے نزدیک کس قدر تھی، دین و مذہب کا نام کیوں لیا جاتا تھا، نبوہ کے ساتھ انہیں کیسی عقیدت و ارادت تھی۔ چونکہ علماء کا یہ انبوہ حقیقت پسندی کی جانب مائل نہ ہوا اور شریعت اسلام کا حکم سناتے اور جادو مستقیم پر گامزن رہنے والوں پر نوع نوع کی الزام تراشی پر اثر آیا، جب اس سے بھی نہ بین آئی تو پھر اپنی حرکات و سکنات پر گرفت کرنے والوں پر ”تکفیر“ کا حربہ آزمایا۔ چنانچہ درج ذیل اقتباس میں مولانا موصوف نے ”الذکر“ میں جہاں واقعات و کیفیات کی تصویر کشی کر کے مشکل کی چرٹا سے سوال کیا ہے وہیں مسلمانوں کو ناحق کافر ٹھہرانے والوں کی خبر لی ہے۔ ایک ایک لفظ سے مولانا کی درد مندی اور ملی حقیت چھلکتی نظر آتی ہے۔

”الحالان سے کہئے یہ جمعیت العلماء ہے یا کتبہ گاندھی کا حلقہ، یہاں اسلام اور

تاریخ علیہ السلام کی طرف اللہ کے بندوں کو دعوت دے رہی ہے یا گاندھی کی  
 نبوت تسلیم کر رہی ہے۔ یہ حضرات اسلام کی وردِ مندی میں انگریزوں سے لڑنا  
 چاہتے ہیں یا دینِ گاندھی کے (کی) حمایت میں۔ پھر اگر کسی نے ان کی بات نہ سنی  
 تو کافر، منافق، دینِ بدی، ملعون اور جہنمی کیوں کر ہوا۔

ایذا دینا قوم آغا لطیف و جرأتِ تیار دے ہاتھوں میں ہیں جسے چاہو گالیاں دو،  
 کافر کہو، حق کو باطل اور باطل کو حق کہو اور چھاپ کر شائع کرو۔ اس وقت تو تمہاری  
 بات سن آئی ہے بھارتی گاندھی بھائی ہے، لیکن ایک وقت آئے گا اور ساری حقیقت  
 عریان ہو جائے گی۔"

سید سلیمان اشرف نے اپنی حجازیہ و تقاریر سے جس نازک اور پُر فتن دور میں اسلامیات ہند  
 کی راہنمائی کا فرض سرانجام دیا، ان کو بلا خوف و لوم لائٹ مشرکین ہند (کانگریس) کے ساتھ  
 مسلمانوں کے اختلاف و اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور علماء کو ان کی ملتی ذمہ داریوں کا  
 احساس دلا۔ ان کی بالغ فکری، علمی شکایت اور سیاسی بصیرت کا فتنہ ثبوت ہے۔ تو میں محض حال  
 مست یا مستقبل کے خواہوں میں زندہ نہیں رہتیں، ان کا ماضی ان کی پہچان اور راہ نمائی کا ایک مؤثر  
 ذریعہ ہوتا ہے۔ غور و تدبیر تو میں اپنے ماضی کی سنہری روایات کو ازبر رکھتی ہیں اور نسلِ جدید کی  
 جانب منتقل کرتی رہتی ہیں۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی (۱۸۹۶ء-۱۹۷۷ء) سابق صدر شعبہ اردو، علی  
 گڑھ مسلم یونیورسٹی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "گنجانے گرانمایہ" میں تحریکِ ترکِ موالات میں  
 مولانا سلیمان اشرف کے فرضِ امتِ نقوش کا ذکر بڑے دل نشیں و حیرانہ انداز میں کیا ہے، لکھتے ہیں۔

"۱۹۲۱ء کا زمانہ ہے، مان کو اپریشن (Non-Cooperation) کا سیلاب  
 اپنی ہمہ کی طاقت پر ہے، لگائے کی قربانی، اور موالات پر بڑے بڑے جید اور مستند  
 لوگوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ اس زمانہ کے اخبارات، تقاریر،  
 تصانیف اور محاضرات کا بے شمار ذخیرہ ہوتا ہوا ہے کہ کیا سے کیا ہو گیا۔  
 اس وقت لکھا، معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ کہا جا رہا ہے، وہی سب کچھ  
 ہے، کیا باتیں ٹھیک ہیں، ان کے علاوہ کوئی اور بات ٹھیک ہو نہیں سکتی۔ کالج میں  
 گنبدِ افکری، مکتبہ کی آغوش، مرحوم مصلحان ہند ہے، لیکن نہ چہرہ پر کوئی اثر تھا اور



یہ معلومات میں کوئی فرق۔ کہتے تھے۔ رشید اویس، علما کس طرح پندروں کا مکتوب  
 بنے ہوئے ہیں اور پندروں نے مذہبی اصول اور فقہی مسائل کو کیا کیا گھر گھر ونا  
 رکھا ہے۔ میری سمجھ میں اس وقت ساری باتیں نہیں آتی تھیں۔

بالآخر مولانا نے ان مباحث پر قلم اٹھایا اور دن رات قلم برداشت تھتے رہتے۔  
 اکثر مجھے ہٹھا کر سناتے اور رائے طلب کرتے۔ میں کہتا۔ ”مولانا میری مذہبی  
 معلومات اتنی نہیں ہیں کہ میں تمہا کہہ کر سکوں۔ آپ جو کہتے ہیں، لچک ہی کہتے  
 ہوں گے۔“ کہتے۔ ”یہ بات نہیں ہے۔ تم پر اس بڑگم کا اثر نہیں ہے اور سمجھتے ہو کہ یہ  
 سیکڑوں علما جو کہتے ہیں، وہ ٹھیک ہے اور میں کالج کا مولوی ہوں ہی نکلتا ہوں۔ یہ  
 بات نہیں ہے، ہم تم زندہ ہیں تو دیکھ لیں گے کہ کون حق پر تھا اور کون نا حق پر؟“

سیلاب گزر گیا، جو کچھ ہونے والا تھا، وہ بھی ہوا، لیکن مرحوم نے اس صہد  
 سراستگی میں جو کچھ لکھ دیا تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ حقیقت وہی تھی جس کا ایک ایک  
 حرف صحیح تھا۔ آج تک اس کی سچائی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ سارے علما سیلاب کی زد  
 میں آچکے تھے، صرف مرحوم اپنی جگہ پر قائم تھے۔ اس کا اعتراف کسی نے نہ کیا اور نہ  
 کبھی مولانا نے کہا کہ ہم نے، آپ نے مولانا کی اس طہمت اور قاطیت کا  
 اعتراف کیوں نہیں کیا۔“

ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد کے تہج کے بارے میں جو کچھ مرحوم نے فرمایا تھا صرف  
 برف صبح ثابت ہوا اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی۔ سید صاحب کو حق تعالیٰ نے اس  
 ہسرت قلبی سے نوازا تھا جس سے بہت سے رہبر محروم تھے۔

تحریک ترک موالات کو آج چون صدی سے زائد کا عرصہ بیت چکا، انور اس اعتبار سے  
 مفرد ہے کہ یہ تحریک خلافت و ترک موالات کے دور میں تصنیف ہوئی اور ایک طوفان بلاخیز کے  
 عتاش بر وقت کھڑے حق کی زوردار صدا بلند ہوئی، اس کی بدولت ہمارا دینی حساب قائم رہا اور اس  
 نے مسلمانان بر عظیم پاک و ہند کا اسلامی تشخص اجاگر کرنے میں مدد دی، اس طرح مولانا سلیمان  
 اشرف نے ”جہا اسلامی اسپرٹ پیدا کی، اس نے آگے چل کر تحریک اسلامی کو قوت بخشی اور وہ اس  
 قابل ہوئی کہ غیر اسلامی اور لادینی تحریکوں کا مقابلہ کر سکے۔“

یہ شہدائے حق ہیں، جسے ”صحیح خائے گراں مایہ“ علی و اولادوں اور ہر دور میں یاد رکھیں۔



محمد علی جناح اور علامہ اقبال اگرچہ ترکہ مولا سے اور تحریک ہجرت ایسی جذباتی تحریکوں کے خلاف تھے اور ان کو مسلمانوں کے لیے ہلاکت خیز اور تباہ کن سمجھتے تھے۔ لیکن اس وقت گاندھی کے حوکانے کے بنیاد پر جان بوجھ کر کسی کے پاس میں نہ تھا۔ یہ وہ فیصلہ نامحسوس ذوالفقار نے لکھا ہے کہ گاندھی کے سامنے اب کس کا چراغ جل سکتا تھا؟ انسان اعصر اکبر تک کہنا چاہیے۔

آگے تہاڑے رنگ کسی کا نہیں تھا۔ سب سے پہلی تہیاری اسے سرے کا گاندھی مہاتما کے جذبات کے ایسے ہنگامہ خیز زمانہ میں کوئی شخص گاندھی جی اور علی برادران کے خلاف ایک حرف بھی کہنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۰ء کو آل انڈیا نیشنل کانگریس کے سالانہ اجلاس منعقدہ ناگپور (جس میں خلافت کمیٹی کے ارکان کے علاوہ محمد علی جناح اور کانگریس کے مسلمان بھی شریک تھے) میں جناح کی جانب سے شوکت علی کو مولا نانہ کہنے اور گاندھی کو "مسٹر" کہنے اور مہاتما نہ کہنے پر شیم شیم اور غیرت غیرت کے آواز سے نکلنے پڑے۔ ہندو اور مسلمانوں کے اس "بے معنی اور بڑے جوش مجمع" نے مسٹر جناح کو اس بات پر ناچار کر دیا کہ وہ "مسٹر" کے الفاظ واپس لے کر گاندھی کو مہاتما کے لقب سے پکاریں۔ ان ایام میں حالات کو نامناسب قرار (کہ یہ دور نہایت بڑے خطر اور آتش فشاں سے کم نہ تھا) کو دیکھ کر مذہبین میں منظر میں چلے گئے۔ علامہ اقبال بھی اس وقت حاضر رہے۔ ڈاکٹر معین الدین قریل لکھتے ہیں: "اس نہایت اور مؤثر تحریک میں مسلم ہندوستان کے دو بڑے نام کا محمد علی جناح اور اقبال اور ان کی جدوجہد کا پہلو نمایاں نہیں ہے۔" نیز بقول خواجہ رشی حیدر: "محمد علی جناح نے اس عرصہ میں کوئی بیان نہیں دیا، بلکہ وہ اپنی بیوی اور نو مسلم بچی کے ہمراہ سیر و تفریح کی فیت سے لندن چلے گئے جہاں انہوں نے بڑی پرسکون زندگی گزاری۔ ایک اعجاز کے مطابق خلافت تحریک کا وفد جب انگلستان گیا تو محمد علی جناح بھی لندن میں موجود تھے۔ لیکن انہوں نے کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی۔"۔

قلعہ نظر ان تمام باتوں کے ۲۸-۱۹۱۹ء سے ۲۶-۱۹۲۵ء تک کا زمانہ تحریک خلافت، ترکہ مولا سے ہجرت اور مختار احمد اویسی حوکانوں کا زمانہ تھا اور یہی دور تھا جس میں ملت مسلمہ اور

۱۔ علامہ معین الدین قریل، "جدوجہد آزادی میں جناح کا کردار"، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۳۲

۲۔ مسعود احمد، "فیصلہ الامم"، تحریک آزادی ہند، اردو ادبیات، طبع اولیٰ سال ۱۹۷۰ء، ص ۱۳

۳۔ معین الدین قریل، "ما اکمل"، اقبال اور جدوجہد آزادی، اسلام آباد، فیصلہ انشائیہ، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۲۰۸

۴۔ رشی حیدر، "کاظم علیہ السلام کے قتل سال"، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۹ء، ص ۱۵۸

ہندوؤں کے دو مہمان مسلم قومیت اور ہندوستانی قومیت کی نظریاتی جنگ لڑی گئی، ہندوستان میں  
 اشراف اور علمائے اہل سنت نے اس جنگ میں اپنا وزن دو قومی نظریے کے خلاف سے میں ڈال دیا۔  
 طرح انہوں نے کمال بصیرت سے کام لیتے ہوئے تحریک پاکستان کے لیے راستہ ہموار کیا۔  
 مسلم لیگ کی سربراہی کے لیے ۱۹۴۰ء میں کی جانے والی مساعی ہمدی کی بازگشت آج بھی سنی جا  
 سکتی ہے۔ ایک حقیقت پسند مورخ اس دور کا تذکرہ کن الفاظ میں کرتا ہے۔ اس کی ایک مثال  
 منظر قانون دان کے۔ ایل۔ گاہا کی کتاب "مجبور آوازیں" کے اس اقتباس میں دیکھئے۔

"دو قومی نظریہ" جس پر بڑے بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں، آل انڈیا مسلم  
 لیگ یا آل انڈیا مسلم کانفرنس یا دیوبند یا جامعہ ملیہ کی تخلیق نہیں تھا۔ تاریخ شاہد  
 ہے کہ اس نظریے کو مصنف نذیر محمد علی جناح تھے اور نظامہ اقبال۔

دو قومی نظریہ تو ۱۹۴۰ء میں ایک مشہور اور منسلک نظریہ بن چکا تھا۔ اس وقت  
 جناح صاحب کانگریس کے رہنما اور بقول سروجنی ٹائیڈ "ہندو مسلم اتحاد" کے ستیر  
 تھے۔

("مجبور آوازیں" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۱۰)

## حرف آخر

زیر نظر کتاب یقیناً اپنے عہد کی صحیح تصویر کشی اور حقائق کو محفوظ کرنے کا ذریعہ بنی۔ قاضی  
 طاقت نے ایک دردمند مسلمان صاحب علم ہونے کا حق ادا کر دیا۔ دو قومی نظریہ کو اسلامیان ہند کی  
 زبردست پزیرائی نے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کیا اور پاکستان اللہ کے فضل و کرم سے ایک  
 شاعر کے خواب سے حقیقت ثابتہ کے طور پر منصفہ شہرہ پزیر آیا۔

آگ اور خون کا دریا بہہ دینے والے بے پناہ قربانیوں کے بعد حاصل ہونے والی اس عظمت  
 خدا وادی ہم نے کسی قدر و منزلت کی؟ اس نعمت غیر مترقبہ کی کیسی پاسپالی کی؟ اللہ اور اس کے  
 محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمارے مجھے عہد کی کتنی شرم رگھی؟ اس کا ایک  
 نعمت تو اہل التناک سالو ہے۔ جس کی بدولت ملک و ملت ہو اور اندر کا اندھی کو نظریہ پاکستان کے  
 خلاف دیا ہو مٹنے کا موقع ملا۔

جو کتنی سے مسلمان تحریک پاکستان کے معاملہ میں حمود و تحقیر تھے اور کانگریسی مخالفوں کی

کتاب "حسب العادۃ" تحریک پاکستان اور گاندھی جی کے خلاف "مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۱۰

اے توادت ایک بڑا گروہ تھا، کا نام اور اور تھا۔ یہ لوگ قیام پاکستان کے بعد بھی اپنے نظریات پر  
 اٹل رہے۔ پاکستانی سیاست میں سرگرم رہنے اور مخالفت کی بعد واپس میں منصفانہ طور پر  
 کے بارے میں وہ اپنی اور اپنے پر بھی نہیں شرمائے کہ "خدا کا شکر ہے ہم پاکستان جاننے کے لئے  
 شریک بن گئے۔"

یہ لوگ آج بھی بھارتی بیٹاؤں کے ساتھ اپنے رد واپس کی آواز دی کرتے نظر آتے ہیں۔ ان  
 کی آنے والی بھارتی بڑاؤوں کے بعد انہوں نے اپنے نظریات کے ساتھ جاری کی ہیں۔ انہوں نے اپنے  
 عدالتوں میں ان سہولتوں کو بھروسہ میں نہیں دیا ہے۔ ان کے نظریات کا وہ طریقہ انہوں نے اپنا  
 چلنا۔ سونپا گاؤں میں اور دوسرے بھارتی راجوں اور اضلاع میں بددیانتی کی نظر کے لئے عدالتوں  
 آج بھی سراجے اور دھوکا کرتے ہیں۔

پچھلے سال یہ ہے کہ سارا عظیم کے علاوہ مشائخ کی اس عظیم قریب کے ہاٹ کہاں ہیں  
 جن کی بے مثال جدوجہد نے قریب پاکستان کے پیرایہ کو نشان کرتے کے لئے اپنے لوگوں کو  
 فراہم کیا تھا۔۔۔ ملک ان اس لیے میں انہیں نہیں سمجھائے جاسکتے کہ انہیں سالوں سے سہولت  
 فریضہ سہولت انہی کا کام ہے۔ جو اس حسب پرتو ہیں۔ یہ ایک سچ اور انہی حقیقت  
 ہے کہ بلند ہوا انہی کی عظیم مسندوں پر بوسے اور کتہہ میں لڑائی ہیں جو اپنے منہ میں  
 اچال سے آگے کھینچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ انہیں عظیم مسندوں پر اچال  
 انہوں کے تصرف میں انہوں کے نظریات

انہی کا سارا اساتذہ ہی ہے۔ انہوں نے انہوں کے حوالے سے ہے۔ انہوں نے انہوں کے  
 لوگ بے راہ ہیں۔ انہوں نے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے  
 حقیقت نتیجہ کی توقع کیوں کر سکتی ہے۔ انہوں نے انہوں کے ساتھ انہوں کے انہوں کے انہوں کے  
 کا بھی کھانا انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے  
 جا رہا ہے۔ مگر انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے  
 انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے  
 انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے

شاہد کہ انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے

بَعْدَ تَبَاهُهَا مِنْ قِيَمِ رَحْمَتِهِ وَسُبْحَانَكَ يَا شَاحِدَ الْحَقِّ وَالْظَّالِمِ إِلَى

# النُّور

حالات النور والظلمة

في حياة المؤمن

عبد الله بن عبد الله

مترجم من اللغة العربية إلى

اللغة الفارسية

مطبعة النور، طبع في شهر ربيع الأول سنة ١٤١١ هـ

طبعة الأولى



# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰	جمیعت کا پہلا اجلاس اور فقیر کا انکس	۱	افراد کا دشمنی کی سببہ کو شنیں
۲۱	ارشد در اعتراض کا جواب	۳	قرآن و مساجد کی بے حرمتی
۲۲	جنگ بھقان اور موقع مناسب کا آغوش	۴	کاٹگریس اور مسلم لیگ کا معاہدہ و معاہدہ
۲۳	واقعہ پنجاب اور یاد خلافت	۵	اتحادیوں اور ہندوؤں کا اتحاد
۲۴	خلافت کا نام اور سورج کا کام	۵	اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا طرز عمل
۲۵	پڑتال کی ایجاد	۶	سٹر قمر لہی
۲۶	نان کو آپریشن	۷	نوجوان ہادیان قوم
۲۷	ایک معاملہ کا ازالہ	۸	مسلمانوں کی سیاسی زندگی کا پہلا دور
۲۸	مسلمانوں کی ریج میسرز لفاظیاں	۹	تقلید عائد اور اتباع کو رائے
۲۹	پڑتال اور مشرک مذہبی کی فلیسوفی	۱۰	پہلی منزل
۳۰	کاٹگریس سے مسلمانوں کے امراض کی وجہ	۱۰	تالیف قلوب کا سنگ بنیاد
۳۱	ہندوؤں کی رفتار ترقی کی سمیٹیں	۱۱	خلافت کیٹی کا سنگ بنیاد
۳۲	سلف گورنمنٹ کا خزانہ	۱۲	قومی مجالس کا انعقاد
۳۳	سور سامری کا کرشمہ	۱۳	واقعات اور نتیجہ
۳۴	حصول غلبہ کی ایک عجیب تدبیر	۱۵	کاٹگریس کے دو اصول
۳۵	ذوق شہادت	۱۶	علمانے سیاسی سے ایک ہتھسار
۳۶	خلافت کا رخ سورج کی طرف	۱۸	تعلیم و تحقیق کا اہل
۳۷	عاجزانہ الٹا کس	۱۹	سیلاب معاملات و تحریف حدیث

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵	مغالطہ کا خطرناک نتیجہ	۳۸	سیاسی حکماء کی پس مندی
۵۶	ایک انٹیکس	۳۹	عہدے سیاسی اور لفظ جہاد کی تحقیق
۵	اسلام کا دل و مکمل کچھ	۴۰	تین جہاد
۵۷	سیرۃ خاتم النبیین کا ایک صفحہ	۴۱	عہدے سیاسی اور مسئلہ جہاد کی توجہ
۵	مدبرۃ کا آغاز اور اس کا قبائلی پراثر	۴۲	ہنگامہ ملائین جہاد کے موقع پر تیار
۵۸	گنہگار کی ایذا رسانی	۴۳	عہدے سیاسی کا جہاد کے متعلق تیار ہونے
۵۹	مدبرۃ طیبہ میں مخالفتوں کا ہجوم	۴۵	قبل ازین لفظ جہاد کا اثر
۶۰	تمام ممکن حالات سے مبلغ اسلام و مسلمانوں	۴۶	سورۃ مدینہ کی کافروں کا فریاد تمام
۶۱	کا مقابلہ	۴۷	رہبر کی تمام
۶۲	مسلمانوں سے خطاب	۴۸	بالکل صاف
۶۳	حیات اقدس کا دوسرا رخ	۴۹	دعا کرتے ہوئے رب العالمین
۶۴	تبلیغ کی بے نظیر شان	۵۰	نان کو آپریشن کا طبع جہاد
۶۵	ہدایت کا ایک بے مثل واقعہ	۵۱	مضمون نان کو آپریشن کا تقدیر کی تبدیلی
۶۶	حقیقی مسجد	۵۲	نان کو آپریشن کے مختلف ترجمہ
۶۷	پیغمبر کی حیات مقدسہ ہر حالت میں سب سے	۵۳	نان کو آپریشن کے لئے شرمی لباس
۶۸	نمونہ ہے	۵۴	نان کو آپریشن
۶۹	لفظ و لا کے معنی کی تحقیق	۵۵	دراستی سے عہدے سیاسی کا ہنگامہ
۷۰	موالات فی العلل اور موالات صوری کا فرق	۵۶	طرح و عمل اور عہدے سیاسی کا تفسیر و تم
۷۱	غیر مسلم سے موالات ہر حال میں منوع ہے	۵۷	کتاب و کلام کی کتاب میں فرق و تفرق
۷۲	عہدے سورہ کی ایک ہیاری	۵۸	عہدے سیاسی کا خطرہ اور ایک غلط
۷۳	تفسیر طہ	۵۹	کیا ایجاد
۷۴	تنویر	۶۰	تقریر و مناظر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۸	۱۰۹	۴۰	تفسیر بنیادی
۴۱	کافر کا کام انجام دے کر ہجرت لینا	۴۲	تفسیر عدارک
۴۲	کافر کو ذکر رکھنا	۴۳	تفسیر البحر المحیط ابو حیان اندلسی
۴۳	کافر سے وطن لینا	۴۴	تفسیر خازن
۱۱۰	کافر کا علاج کرنا دو ابھیجا	۴۵	تفسیر کبیر
۱۱۱	ہدیہ دینا اور شرک سے ہدیہ طلب کرنا	۴۶	تفسیر ابن جریر
۴۷	کافر کا ہدیہ قبول کرنا	۴۷	حضرت حاطب کا واقعہ
۱۱۲	دوسری روایت	۴۸	قرآن
۴۹	تیسری روایت	۴۹	آیہ لایہما کہ لا یلہ الا اللہ کی شان نزول
۱۱۳	نفع مسلمین کے خیال سے کافر کو مال دینا	۵۰	تفسیر ابن جریر
۱۱۴	کافر کے ساتھ رفیق و ملاقات	۵۱	ایجازت ہی
۱۱۵	ملاقات کی دوسری روایت	۵۲	ایجازت ہی
۱۱۶	فہمائے کرام کی تحقیقات	۵۳	ایجازت ہی
۵۴	دشمن کے ملک میں بغیر حق تجارت جانا	۵۴	ایجازت ہی
۵۵	دار الحرب میں کس قسم کی بیع حیوان کی	۵۵	ایجازت ہی
۵۶	ایجازت ہی	۵۶	ایجازت ہی
۵۷	دار الحرب میں کس قسم کے اجناس کے بیع کی	۵۷	ایجازت ہی
۵۸	ایجازت ہی	۵۸	ایجازت ہی
۵۹	ایجازت ہی	۵۹	ایجازت ہی
۱۱۷	ایجازت ہی	۱۱۷	ایجازت ہی
۱۱۸	ایجازت ہی	۱۱۸	ایجازت ہی
۱۱۹	ایجازت ہی	۱۱۹	ایجازت ہی
۱۲۰	ایجازت ہی	۱۲۰	ایجازت ہی
۱۲۱	ایجازت ہی	۱۲۱	ایجازت ہی
۱۲۲	ایجازت ہی	۱۲۲	ایجازت ہی
۱۲۳	ایجازت ہی	۱۲۳	ایجازت ہی
۱۲۴	ایجازت ہی	۱۲۴	ایجازت ہی
۱۲۵	ایجازت ہی	۱۲۵	ایجازت ہی
۱۲۶	ایجازت ہی	۱۲۶	ایجازت ہی
۱۲۷	ایجازت ہی	۱۲۷	ایجازت ہی
۱۲۸	ایجازت ہی	۱۲۸	ایجازت ہی
۱۲۹	ایجازت ہی	۱۲۹	ایجازت ہی
۱۳۰	ایجازت ہی	۱۳۰	ایجازت ہی
۱۳۱	ایجازت ہی	۱۳۱	ایجازت ہی
۱۳۲	ایجازت ہی	۱۳۲	ایجازت ہی
۱۳۳	ایجازت ہی	۱۳۳	ایجازت ہی
۱۳۴	ایجازت ہی	۱۳۴	ایجازت ہی
۱۳۵	ایجازت ہی	۱۳۵	ایجازت ہی
۱۳۶	ایجازت ہی	۱۳۶	ایجازت ہی
۱۳۷	ایجازت ہی	۱۳۷	ایجازت ہی
۱۳۸	ایجازت ہی	۱۳۸	ایجازت ہی
۱۳۹	ایجازت ہی	۱۳۹	ایجازت ہی
۱۴۰	ایجازت ہی	۱۴۰	ایجازت ہی
۱۴۱	ایجازت ہی	۱۴۱	ایجازت ہی
۱۴۲	ایجازت ہی	۱۴۲	ایجازت ہی
۱۴۳	ایجازت ہی	۱۴۳	ایجازت ہی
۱۴۴	ایجازت ہی	۱۴۴	ایجازت ہی
۱۴۵	ایجازت ہی	۱۴۵	ایجازت ہی
۱۴۶	ایجازت ہی	۱۴۶	ایجازت ہی
۱۴۷	ایجازت ہی	۱۴۷	ایجازت ہی
۱۴۸	ایجازت ہی	۱۴۸	ایجازت ہی
۱۴۹	ایجازت ہی	۱۴۹	ایجازت ہی
۱۵۰	ایجازت ہی	۱۵۰	ایجازت ہی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۷	خلافت سے جنگ انگریزوں سے موات	۱۱۸	کافر کو نوکری رکھنا
۱۳۹	واقعہ کرلا سے مثال	۵	کافر کی نوکری کرنا
۱۵۰	علمائے سوہمی ہندو پرستی	۵	کافر کو امور کفار کے لئے مقرر کرنا
۱۵۳	عصبیت اسلامی کی تخریب	۵	مفتیان سیاسی کی خیانت
۱۵۵	نبوت و سلطنت کا فرق	۱۱۹	مفتیان سیاسی کی قرب و ہی
۱۶۰	عمود الی المقصود	۱۲۱	کفار کا عمل بائیکاٹ
۱۶۱	حکومت سے عام گم	۵	روایت اول
۱۶۳	مسلمانوں کا مخصوص گم	۵	دارالندوہ میں بائیکاٹ کی تحریک
۱۶۸	مسئلہ خلافت	۱۲۳	جنگ بدر
۱۶۹	مباح کا فرض ہو جانا	۱۲۷	کافر کے ساتھ وفا اور انصاف
۱۸۱	ترمیم کے بارے میں فرج	۵	دوسری روایت
۱۸۳	مسئلہ تعلیم	۱۲۸	تیسری روایت
۱۸۷	مقررین کی فرض ہستناہی	۵	چوتھی روایت
۱۹۰	تعلیمی امداد کا مسئلہ	۱۲۹	چوتھی روایت کی مزید تفصیل
۱۹۲	علوم مغربیہ اور مسلمان	۵	کافر کو مسلم بنانا
۱۹۵	تعلیمی تناسب کا اثر	۵	اقساط کی کلی مثال
۱۹۷	مشرقی تعلیم کی کس پرستی	۱۳۱	فتح مکہ سے نظیر
۲۰۰	قومی قوت کے ارکان	۱۳۲	حضرت عکرمہ کا واقعہ
۲۰۹	تعمیراتی محاذ و مابہد اختلاف	۱۳۳	حضرت عثمان بن طلحہ کا واقعہ
۲۱۵	ایڈروں کے جوش کی حقیقی علت	۱۳۶	انقلاب عالم کے ارکان خلافت
۲۱۷	ایڈروں کے اقسام	۱۳۷	سلطنت کا اثر
	تمت	۵	شہر کا اثر
		۱۵۵	علم کا اثر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

هُوَ الْحَقُّ

اسلام کا دشمنی کی سابقہ کوششیں  
سن سناؤں کا ہنگامہ اور ستارہ مسلح و قلع مسلمان ہند کا غریب غموم  
مراقب مسلمانوں کے اس سفر سے ان کی ہمسایہ قوم نے غامہ حاصل کرنے  
کی کوشش شروع کی اور بہت جلد مسلمانوں کے ملک اور دیگر عباد و عزت کے سامان اہل جہود کے  
دست نقرہ میں آ گئے۔

ہندوؤں کو جب دس طرف سے ایک گودا امینان پیدا ہو گیا تب انہوں نے مسلمانوں کے  
دہب پر حملہ آوری شروع کی۔ مغالہ و جفاکاری کا ایک کوہ آتش فشاں تھا جس سے انواع و اقسام  
کے شہوت کر نکلے اور جابجا مسلمانوں کی عزت و حریت کو ان کے متعلق کے ساتھ خاک بیاہ  
کن پیتے تھے۔

ہوں تو مسلمانوں کا ہر کینہ سبھی اہل ہند کو چیلانہ پا کر دینے کا کافی بہانہ تھا لیکن بقعود کے موقع پر گائے کی قربانی سے جو تکالہ اور سبجان ان میں پیدا ہوتا تھا اس کا اندازہ کرنا بھی دشوار ہی لیکن غیرت مند مسلمان اپنے اس دینی وقار اور مذہبی استحقاق کے قائم رکھنے میں ہمیشہ استقلال و ہمت سے اس کی سمجھاریوں کی مدافعت کرتے رہے۔

مصلحتی انداز سے دینی کو چند سال کے تجربہ نے جب کتنا کافی ثابت کیا تو اہل ہند و تداریر میں کی تیز نشانی جھگڑا کی میں ضروری مجھ کر نہ لیں وہ عیس سے بھی کام لینے لگے۔ چنانچہ شہرہ جھڑی میں اہل ہند نے ایک جہارت استغاثہ کر کے بنام زید و عمر مختلف شہروں سے متعدد مملکت کے کرام کی خدمت میں روانہ کی۔

استغاثہ میں اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ موقع بقعود پر گائے کی قربانی جب کہ موجب فتنہ و فساد ہے اور امن و ترمیم اس کی وجہ سے غل آتا ہے اگر مسلمان گائے کی قربانی موقوف کر دیں تو کیا مضائقہ ہے۔ حضرات علمائے نہایت اہل طریقہ پر اس کا یہی جواب تحریر فرمایا کہ شریعت نے جو اختیار عطا فرمایا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کا ہمیں حق حاصل ہے خوف فتنہ ہو تو حکومت کی قوت کو متوجہ کرنا چاہیئے ہم اس خاطر ہند یا خوف ہند اپنے دینی حق سے باز رہنا ہرگز روا نہیں۔

دو تین برس بعد پھر دینی قسم کا استغاثہ جاری ہوا اور پھر دربار شریعت سے یہی فتویٰ صادر ہوا۔ مولانا مفتی محمد رفیع صاحب بریلوی کا یہاں انفس انفس کی قربانی البتہ شہرہ جھڑی کا تصنیف ہے اسے حافظ فرمائیے اور مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی صاحب راجم مطالعہ کیجئے۔ ساری حقیقت واضح ہو جائیگی۔ اس کے بعد شہرہ جھڑی اور شہرہ جھڑی میں چھوٹی سوال کا اعادہ کیا گیا اور اس کا فتاویٰ سے اسی طرح جواب کا فائدہ فرمایا گیا۔

گویا اور ان میں جب کہ ہندوؤں نے ایک شہرہ جھڑی کیا اور بعد میں غارت گری اور بے رحمی

مساجد اس کوشش میں سرگرم ہوئے کہ حکام کچھری پر یہ ثابت کریں کہ قربانی کا ٹوٹ ہندوؤں کی دلی آرزو  
ہوئی ہے اور گائے کی قربانی حسبِ اجازت مذہبِ اسلام میں اس وقت علامہ ہریا کوئی مولانا محمد فاروق صاحب  
جہاں نے ایک رسالہ جس پر اکثر شیعہ فرمایا ہیں میں دلائل عقیدہ و تنقید سے اچھی طرح ثابت فرمادیا کہ اہل تہذیب  
کا ماننے باطل محض ہے بنیادی فیروزہ اقدار کو کی امتداد تاریخ ایک سندس میں نظم قربانی جو ہندوؤں کے  
مخالم اور مسلمانوں کی مظلومیت و استقامت کی ہونے تصور ہے۔ یہ دونوں رسالے چھپ کر ملک  
میں شائع ہو چکے ہیں۔

اشاراتِ صدر سے صرف اس قدر ثابت کرنا ہی کہ ہندو مسلمانوں کے شعائر دین کی توہین اور  
ارکانِ مذہبی کے تہ و تاب و کرے میں اپنی پوری جسمانی مالی اور دماغی قوت لگا کر طعنے پر صرف کرنے  
میں پچاس برس سے مسلسل سامی و کوشاں ہیں لیکن علامہ کرام اور علامہ مسعودی آج ایک آنکھ کے منہ  
میں بنا دینے سے اظہارِ بیزاری کرتے رہے۔

قرآن و مساجد | ہندوؤں نے جوش و خروش میں آکر قرآن مجید کے ساتھ بارہ ایسے ادب کی جہر  
کی بے حرمتی | مساجد کی بے حرمتی میں ہمیشہ انہوں نے ظالمانہ ہتھ بڑھایا ہے مسلمانوں کی جانوں  
اور صحتوں کو ناپائیدار سے انہوں نے تباہ و برباد کیا ہے غرض ان کے اختیار و قوت میں جس قدر  
مسلمانوں کے دین پر حملہ کرنا ممکن تھا اس سے یہ کبھی باز نہ رہے۔ اہل ہندو کے وہ مناظر و نمونے جو  
واقعِ عوام یا اذان و فیروزہ پر ہوا کیے ہیں ان کی قدرتِ معالِم بھر میدان سے منظر ہے۔

کیا یہ واقعہ اور حقیقت نہیں کیا یہ امر متحج و دل پر کہ ہندوؤں میں اس کی طاقت کساں قوی جو  
نظمیہ پر چڑھ کر اس کی قوت ان میں کبھی جو عوام و مشام پر یہ فوج کشی کرتے۔ ایسے سا ان  
میں یہ کساں تھے جس سے مسلمانوں کے تعلقات مقدسہ پر یہ اپنا تصرف کرتے یا جزیرہ العرب کو  
پشتانہ حکومت میں داخل کرتے۔ ان کی انتہائی قوت پس اسی قدر قوی کہ مسلمانانِ ہند پر ہندو

نہوں سے اپنی اس پاسبان گزاری اور منت پذیری کا ثبوت دیں جو انسان و انسانوں کے  
پانے نام سلطنت میں ان کے ساتھ مری رکھے۔

کاگر میں اور مسلم لیگ | شہداء میں کانگریس اور مسلم لیگ نے بعد معاہدہ اتحاد کا آواز نہ بن  
کا معاہدہ و مابعد | کیا اس وقت مسلمانوں کی خلافت مقدسہ دول یورپ کے ترغیب میں چھٹی ہوئی

میں اس لیے مناسب یہ تھا کہ مسلمانان ہندوستانی اور وطنی نزاعات کو صلح اور آشتی کے ساتھ حل  
کر لیں اور پوری توجہ سے خلافت اور مقامات مقدسہ کی حفاظت پر تدابیر سوچ کر عمل آراہوں۔ لیکن  
ہندو مسلمانوں کے اس عالم پریشانی سے بغیر فائدہ حاصل کیے کیونکہ وہ کہتے تھے۔ ایک دو برسے ہندو  
لیڈر ڈاکٹر جواہر لال نہرو اور ان کے پیروکاران مسلم کے کانوں میں بیٹھ کر راز شریع کی اور باقی کے فکر  
ایک قیامت آورہ اور شاہ آباد میں بپاکی دوسرے سال کٹار پور میں اپنی عداوت کا نشانہ بننے والا  
ثبوت پیش کیا۔

میں ایسے موقع پر جب کہ سلطان آہستہ اضطراب و بے چینی کے عالم میں مبتلا تھے، ان دونوں  
مقامات پر یکے بعد دیگرے آتش فشاں مشتعل کرنے سے ہندوؤں کا یہ مقصد تھا کہ مسلمانان ہند اپنے  
معاہدہ میں چھین کر خدمت خلافت سے محروم رہ جاویں اور یورپ کی وہ سلطنتیں جو اسلامی مرکز پر  
معاہدہ میں ہندوؤں کے اس فتنہ و فساد سے مظاہرہ و امانت کا فائدہ حاصل کریں۔ الہ آباد و بریلی وغیرہ  
میں مشرکہ محرم الحرام کے موقع پر جو فساد ہندوؤں نے کیا وہ اس کے علاوہ ہی۔

اتحادیوں اور | اتحادیوں میں فوج کشی اور ملک گیری کی قوت میں اس لیے وہ اپنی اس قوت  
ہندوؤں کا اتحاد | سے کام لے رہے تھے اور ہندوؤں میں یہ طاقت تھی کہ ایسی نازک حالت میں  
مسلمانان ہند کو مقامی آفات میں لکھا کر ارض مقدس کی خدمت سے باز رکھیں اس لیے وہ اپنی اسی طاقت  
کو عمل میں لارہے تھے، تو میں اس انسانی ایام تمسبیت میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی میں اتحادی



سلطنت اور ان کے مکی جانی دونوں برابر کے شریک و شریک تھے۔ مکی جانیوں نے بعد اتفاق و اتحاد ذرہ برابر بھی غارت گری اور دزدگی میں کمی دکھائی نہ دی اور اپنے اس ظلم کو سب سے چاس پس سے پڑش کر رہے تھے آدھ شاہ آباد اور کٹہ پور کے مسلمانوں کے خون سے ہر ایک بار سینچا۔

اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کے اس برتاؤ اور برادر نہ سلوک کے مقابل میں اگر مسلمانوں کا طرز عمل دیکھا جائے تو اچھی طرح فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ حق مسلمانوں کی رعایت کس نے ہمیشہ ٹھوڑا رکھی ہے۔

بہت سے رواسم شرک و کفر ہندو اس طرح انجام دیتے ہیں کہ ان کے طرز و ادوار مسلمانوں کو ان کا مذہب اس کے اتصال اور مخالفت کا حکم دیتا ہے لیکن کوئی واقعہ ایسا نہیں بتایا جاسکتا جس میں دور دراز کے مسلمانوں نے اجتماعی حالت سے کہیں ہندوؤں پر حملہ آوری کی ہو۔ رام لیلہ، گیش اور چولی وغیرہ ہندوؤں کے ایسے توار ہیں جن میں بارہا ہندو کی جانب سے اشتعال انگیزی ہوا کی ہے لیکن ناگزیر و منفرد حالتوں میں بھی بحر منطقی مسلمانوں کے کوئی قوت و جمعیت دیگر اضلاع سے پہنچ کر مدافعت کے لئے کبھی مجتمع نہ ہوئی۔

انہما سے برادر نوازی اور حق مساوی کی تازہ ترین مثال واقعہ کشمیر پور ہندوؤں نے تو مسلمانوں کو بند مکان میں آگ لگا کر جلایا اور ان کی جان مال اور آبرو کو نہایت بے رحمی سے تباہ کیا لیکن جب مقدمہ حکومت کے ہاتھوں میں پہنچا تو وہ جو اس کے کہ عائد ہونے والے ہندوؤں کے حمایت میں ہر طرف سے ہرجائی ادا ویرا کا وہ ہو گئے تھے۔ مسلمانوں کے لیڈروں نے ان کے لئے معاونت اور حقیقی نگہداری یہ یقین شہرہ کی کہ مسلمانوں کو پورہ دوستیں اور مشتمل ہیں کہ ہم اپنا دعویٰ واپس لیتے ہیں۔ گورنمنٹ ان مجرموں کو دلا کر لے۔ پھر یہ کہ فیصلہ چانس کی

اور یہ سب سے پہلے لکھا اور تیسرا کا پھر بالکل ہی تاریک پڑ گیا پھر وہ جو کہ قوم کی طرف اپنی منزل  
 کا نشانہ دیں حضرات کو میرا پناہ اسی کے ساتھ بعض نفس آرا خود ناشکرا فرما کر انھیں اس کے ساتھ ملنے  
 پر مجبور ہوئے۔ مذہبِ کثرت کے چنے ہمدرد اسی وقت کھٹک گئے تھے کہ یہ عنایت اور یہ باہمی  
 تشریف سلسلوں کے کسی دشمنی اور یہی حق کو ہنر سلجھنے کے نہ رہی۔ چنانچہ یہ نتیجہ آج اسی عنایت اور  
 قرآن کا اہم کام کی قیادت سلسلوں سے چھوڑائی جاتی ہے جو حدیث کی پیشانیوں پر نقشہ جو شاہکار  
 ہے کھینچا جاتا ہے۔ سید ابی ہندو کی تعجب کا یہی ہے، سند سلسلوں کا ایک مقدس معبد ہے۔ ہولی شہزاد اسلام  
 پر کسی میں ایک پانی اور وہ بھی نہ ملے اب ہندو کے ہاتھوں سے جب کہ وہ نقشہ شراب میں بہست ہیں  
 جب لکھن جہاد پر جنوں پر لڑتیاں چشتیہ ہمارے چلوں سے انھیں راستہ کن چلوں کا لہجہ ہوتا  
 کے سروں پر لگتا تھا اس تو حید پر یہ سائے مسائل ان صورتوں میں اس لیے فعل گئے کہ ہندو کثرت  
 کی لڑائی اور ستر فضا سے زیادہ اہم نہ تو حید پر یہ رسالت نہ معاد نمود ہا نہ تم نمود یا شہد  
 مسلمانوں کی عقل کا پتلا بندہ تھی میں جیٹ ہی سہی علامتیں اپنی سلطنت کی سٹ گئیں اور برٹش  
 حکومت ہر پہلو سے مضبوط ہو گئی اس وقت مسلمانوں کے یٹھوں نے مرتبہ افراک میں اگر اس سلطنت  
 کے برکات اور اس حکومت کے فیوضات کا قلبہ جو پڑھنا شروع کیا تو یہ معلوم ہوا کہ کلاوت  
 کا ہم پاک سے بھی زیادہ خوب اس وقت اس میں ہے کہ حکومت کی مسدودت سے زبانِ عربی  
 جانشہ اگر بڑوں کے حقوق اور مسلمانوں کی دفا شکاری اور اعلیٰ گزار کی پر جو رساں  
 لکے گئے تھے سے بھی سمجھا جاتا تھا کہ نزول قرآن اور تسلیم اسلام کا خلاصہ اور جوہر یہ ہے کہ  
 میں اس میں اپنے کوئی کرنا کر دو کہ نہ تو حید پر یہ سن فہریم کی شکل پیدا ہو جائے پھر  
 کوئی برس سے بڑا بصر ہی یہ نہ بنا سکے کہ اصل کون ہے اور نقل کون۔ اسی مقصد کو پیش نظر  
 رکھتے ہوئے یٹھوں نے قوم کو بڑھنے کا اشارہ کیا۔

# تخلیہ جامہ اور اتباع کورانہ

ایک طرف تک اس تعلیم جامہ اور کورنہ اتالیق کے خلاف برائیت  
کو مدد خوں اور شاگردی پائی گیا لیکن متداولہ سے ایک  
کیف و ضرورت میں حالت مساوات پیدا کر دی تو اب یہ فیصلہ جو کہ غلامی سے کسی زندگی کا ہر سر  
اور وہ بھی مسلمانوں کیلئے یہ تو نا ممکن اور ناممکن ہے لیکن حکومت اور مملکت کی غلامی اپنے  
منسوب الیک کے اعتبار سے ایک ملو و بندہ کی رکتی جو اب تک مسلمان پر حکومت خراج سے  
مردم رہے وہ اسی کا نتیجہ جو کہ ان کی غلامی نسبت علی گھٹی جو وقت آگیا اور ضرورت اس کی  
جہاں ہو چکی کہ مسلمان اپنے اس قوم ہمایہ کی جس پر کسی حد میں انھوں نے صدیوں تک حکومت  
کی تھی بحال حقیقت غلامی اختیار کریں تاکہ ثمرات غلامی سے جدید اتم و مکمل ہر و مندہ ہو سکیں  
اسی نصب یسین کو پیش نظر رکھتے ہوئے لیڈروں نے قوم کی رفتار دو سر جانب موڑنے کا  
کوشش کی۔

## پہلی منزل

مشریانیکو کے سامنے دہلی میں جس وقت ایمان ہند کے دور پیش ہو رہے  
تھے جب آل انڈیا مسلم لیگ کی ترقی کی توجہ تھی تو اس جماعت کا جو اہمیت تھا اس میں یہ  
گردش بھی پر زور الفاظ میں کی گئی تھی کہ ہندوؤں سے گائے کا ذبح کرنا سو تو ف کیادات  
جدید آقا کے دیار میں جو نہ وہ بدیت و حقیقت کے لا غور نہ ہو سکتا ہے اس لئے تھے کہ  
سب زیادہ پابندی یہ بھی ختم تھی جس کا سامان اس طرح انجام دیا جائے کہ اپنا عایدہ و قدر و جہ  
نہ ہو سکا لہذا اسے سرکار میں اس ایثار کی کچھ نمایاں قدر دہنی بھی نہ ہو سکی۔

قریبانی کا مسئلہ جس کے سارے ہندوؤں کے مسائل سے متعلق تھا اس کے حل کیلئے  
کے انھوں نے قدم نہ قابل قبول سرکار ہندو ہرگز بوزن نہ تھا اس کیلئے ایذا حضرات کو کوئی ایسا  
پروگرام کرنا ضرور تھا جس کی وسعت سے قدم پر اس طرح کی بعض متصرف ہر جائز کی جائے

نت مذہب کے بہت کی گنجائش باقی نہ رہی۔

مسلمانوں کے لیڈر سی خیال میں تھے کہ کانگریس کا جلسہ دہلی میں منعقد ہوا صدر مجلس کانگریس مشرین موہن مالویا بالظاہر اپنی آغوش میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ برخاؤ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہندوؤں کی دل آزاری سے باز رہیں اور ان کی طرف برا درخ محبت سے ہاتھ بڑھائیں۔

اس دل آزاری اور محبت کی تفسیر بھی براہ مہربانی خود ہی صدر نے مابعد میں فرمادی کہ اگر مسلمانوں کے مذہبی نقطہ خیال سے گھٹے کی قربانی نہایت ضروری ہو تو باوجود اس تحیف کے جو مجھے اس معاملہ میں ہو گی میں قربانی کو خود اپنی آنکھ سے دیکھنے کے لئے تیار ہوں۔ قابل فوریہ نکر ہے کہ مسلمان لیڈر جبکہ جو ش محبت ہندوؤں میں خود ہی بغیر تحریک ظاہری ہوٹو کنڈ پوہ جیسے مقام پر جہاں اس شدت و سیرجی سے ہندوؤں نے قربانی کا دہرہجوم اور حملہ آوری کی فوج میں حملہ و هجوم نے مسلمان کنڈ پور پر گھٹے کی قربانی واجب کر دی تحریک ترک کی باؤں گونا گوں کر رہے ہیں پھر گورنمنٹ سے واسطہ سٹرائیٹنگو اپنے ایڈریس میں یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ چند کمی ایسا قانون وضع کرے جس سے ہندوستان میں گھٹے کا فوج کرنا قانوناً حرم قرار پا جائے ایسی حالت میں ملن موہن مالویا جیسا خیر خواہ ہندوستان کانگریس جیسے ذہین جلسہ میں خود اپنے منہ سے یہ کہے کہ مسلمان ہندوؤں کی دل آزاری سے بات آئیں یہ مستحق و آرزو رہا تا زمانہ کہ ایک ٹھہ کا سکون و قرار بھی تعجب سے غالی نہیں اس پر بھی لیڈروں نے لال ایک سال تک اتنا بے ضبطہ و خود داری سے کام لیا اور اس عرصہ میں وہ اجزا و عناصر فراہم کئے جس سے تحریک ترک قربانی گاؤں ہمہ گیر ہو جائے۔

تالیف قلوب کا سنگ بنیاد | مسئلہ میں مسلم لیگ کا جلسہ بھی دہلی میں ہی منعقد ہوا تھا



پہلے تقابلیہ کے صدر نے جو اپنا خطبہ اس وقت پڑھا ہے اس میں منہ خلافیت کے تحت پہلے  
سے بحث کرتے ہوئے ترکوں کی حمایت میں صدر اے احتجاج جن کی دیکھو کہ ہوا ہوا  
ہو جاتا ہے یا دیا ہے یہی عادت مسلمانوں کے تالیف قلوب کا پند سنگ بنیاد ہے جسے دیکھ کر  
صاحب بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ مسلم لیگ اپنے اہمقوں سے رکھا۔

اس سال کی قومی و ملی مجالس میں صرف اسی قدر کارروائی ہوئی کہ وہی وہی اور وہی  
نے مسلمانوں کو دل آزاری انہو سے منع فرمایا اور ڈاکٹر نصاری صاحب نے حیات عارف کا  
علم بلند فرمایا۔

اگر دیکھا جاتا ہے بھی وقت شناسی سے کام لے کر اس موقع پر اپنے کمرے کا احاطہ  
غزوری بھلا۔

اسی کے ساتھ یہ گزارش بھی سن لیجئے کہ انیس آیام میں سرگاندہ میں  
دوران سفر میں بعض ایسے لیڈروں سے ملاقات کرتے ہیں جو قومی

اور ملی مجالس میں اپنی معذوریوں سے شریک نہیں ہو سکتے تھے پھر اسی کے ساتھ ستیا گندھ  
پٹرل عام اور رفع امتیاز مسجد و مسجد جس کے محرک سرگاندہ میں اسے بھی منظم کیجئے جب  
بہ متفرق حال جن میں بظاہر کوئی سلسلہ معلوم نہیں ہوتا ہے اسے اس موقع پر انعام دینے  
تو اب جلسہ میں بتایا کہ روز میر مقام دہلی خلافت کیسی کا سنگ بنیاد پڑا ہے اس موقع پر  
انہو بھی ایک کافی تعداد میں بحیثیت نمائندہ شریک چھوٹے جن میں خصوصیت کے ساتھ سرگاندہ  
انعام قابل ذکر جنہوں نے اس خالص مذہبی جلسہ کی ایک اطلاع میں صدر امتیاز دہلی فرمائی کہ  
اور وہاں ہی نے آپ کے فکر و نشان میں وہ صاحب کجوار خاد قریب میں کالج برصیت اور دہلی  
انکس و تعلیم مقصد تھا۔

انہار فکر کے ذیل میں مولانا صاحب نے اس کا بیان کرنا بھی ضروری سمجھا کہ مشرک گاندھی صاحب کے اخلاق اور لشکر سے میں یہاں تک متاثر ہو چکا ہوں کہ گائے کی قربانی میں نے ترک کر دی بلکہ خلافت کے مفاد اور اصول عمل اسلامی و دینی سے ترک قربانی کا وہ کٹنق کچھ پانہ لیکن یہی جہوجہ بطور حکایت بیان ہوا اور جو الفاظ مصرعہ سرسی طور پر اثاثے لشکر و امتنان میں آگے لئی تھی یہ ایک زبردست دیباچہ اور مقدمہ تھا اس کتاب کا جو آئندہ ماہ دسمبر میں اسی سال عامہ سلیس کے لئے تصنیف ہونے والی تھی اسی کے ساتھ خلافت کے نام سے جو ایک ہڑتال ہوئی اسے تیسہ کتاب سمجھ لیجئے۔

اب دسمبر کا مینہ آناری اور قومی مجالس کا انعقاد امر تسریں اور اسے قومی مجالس کا انعقاد

مسلم لیگ کے صدر مفتی منیر الحق اب حکیم حافظ محمد اسماعیل صاحب سیرا

دہلی اپنا خطبہ صدارت پڑھتے ہیں جس کی بشارت کا یہاں ملک میں تقسیم ہو چکی ہیں تقریباً چار مہینوں میں صدر مسلم لیگ مسئلہ قربانی سے بحث فرمائی ہی ابتدائی جلد یہ ہے۔

تھوڑا کشتی کا ذکر ہم لوگ ایک حوصلہ سے اشاروں اور استعاروں میں کرتے رہے ہیں لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق زیادہ صفائی اور زیادہ وضاحت کے ساتھ ذکر کیا جائے۔

صفحہ ۳۰ میں نہایت سوز و گداز کے ساتھ ہندوؤں کی عنایت و کرم کا اظہار فرمایا گیا ہے اور صفحہ ۳۱ پر ہندو ہی نقطہ نظر سے اس مسئلہ سے بحث کرتے ہوئے یہاں ارشاد ہوتا ہے: "ہندوستان چھوڑ کر تمام عرب شاخ مصر مصر اور ایشیائے ترک و غیرہ کے مسلمانوں کو دیکھے جن میں کھڑوں کی تعداد نے زندگی بھر اس سنت کو بغیر گائے کی قربانی کے ادا کیا ہے یا عوام بھاپے اس پر بھی تیار کی جوتے یہ سمجھے کہ گائے کو قربانی کے لئے تمام بلاد اسلامیہ کے مسلمان ہونے بھی نہیں لیکن خلیفہ عالم شہ عوام کو وہ جانتا تھا کہ شاید اس دور سے پیشتر صدر رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں گھائے قربانی ہوتی ہو یا ہوتی ہو اس  
 شبہ کو مٹانے کے لیے حکیم صاحب نہایت شد و مد سے ایک حدیث میں کچھ اپنی حرکت زندہ  
 فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث سے صلیان طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کعب  
 میں صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کا رواج تھا۔

مسلم لیگ میں جب رزولوشن پیش ہونے لگے تو ڈاکٹر انصاری صاحب نے ترک قربانی  
 کا وکلاء رزولوشن پیش فرمایا جو تھوڑی خوش بیانیوں کے بعد منظور ہو گیا مولانا عبدالباری صاحب  
 زرنگی محل نے قومی و ملکی مجالس سے مراجعت فرماتے ہوئے سہارنپور میں ایک تقریر فرمائی کہ میں  
 مسئلہ قربانی کے متعلق جو کارروائی مسلم لیگ نے انجام دی تھی اس کی تائید و تحسین میں کافی مدد  
 الفاظ ارشاد فرمائے۔

مستفی عن الاقارب حکیم عاقلاً محمد اہل ماں صاحب رئیس دہلی کا مسلمان کشادہ کے  
 پاس صحیفہ متعلق ترک قربانی کا وکلاء بھیجا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب کا خلافت کی حمایت میں ایک سال  
 قبل صدر کے احتجاج بلند فرماتا۔ پھر نو ممبروں میں خلافت کا اعتقاد اور گاندھی صاحب کی ایک  
 جلسہ میں صدارت اور مولانا عبدالباری صاحب کا اثباتے فکر و امتحان میں ترک قربانی کا وکلاء  
 سرسری تذکرہ پھر دوسرے ہی مہینے میں چند ہفتوں بعد مسلم لیگ کا جلسہ اور اس میں انھیں  
 امکان تلاش کا یکے بعد دیگرے اس مسئلہ کو اس طرح طے کر ڈالنا کہ مستفی عن الاقارب عالی جناب  
 حکیم صاحب خطبہ صدارت میں ملکی سیاسی اور مذہبی پہلو سے ترک قربانی کا وکلاء پر زور دیتے ہیں  
 ڈاکٹر انصاری صاحب رزولوشن کی شکل میں پیش فرماتے ہیں جو منظور ہوتا ہے مولانا عبدالباری  
 صاحب سہارنپور پر پھر تحسین و تائید فرماتے ہیں اب وہ تدارک اندازان جانتے ہوئے سرکار ہند میں  
 پیش ہونے والا تھا جس کے لئے خاصے اہل دربار ہند جن چشم برآوتے ہیں کا ذکر سرائیکی لوگوں

ساتھ نہیں ہوتے ہمارے اگلے اثبات اسلام بلکہ رخصتے اپنے ایڈیٹرس میں کیا تھا نیز معنی کے  
 مشق و صرفے شادوں اور مستعاروں میں نہ کہ ہر اکرتا تھا اب وہ اس قابل ہو گیا کہ سارے  
 ہندوؤں کے مسئلوں کا ہاتھ اس نذر و دید میں مشال ہو۔

**واقعات اور نتیجہ** | واقعات سدرہ کوڑھی میں دھکڑ پر بھڑا اور ڈھی فہم اپنے طور پر اس کا  
 فیصلہ کر کے کہ ترک قربانی کا ڈکائی فیصلہ یڈروں نے گب سے کر لیا تھا۔

ترقی کی سامتیں محض اس تہذیب میں بسر ہر میں کہ ایسے اسباب و وسائل مہیا ہو جائیں  
 ہیں کہ وسعت و عام لئے حق معنی نہ بھیں بلکہ مذہبی اعانت بھکر دفعہ ایک کہ انھیں اگر  
 واقعات کے تسلسل اور افعال کی کڑیوں کو کجا ترتیب اپنے سے کوئی نتیجہ صحیح پیدا ہو سکتا ہو  
 تو ہر واقعات مذکورہ بالا کے تسلسل سے اس صحیح نتیجہ پر پہنچے کہ یہ دلفریب اور بٹھائے دلی  
 باتیں معنی کہنے کے لئے ہیں کہ تہذیب و عظمت کی اہمیت اور بٹھائے خلافت کی شرعی ضرورت  
 ہیں جو یہ کہہ کر ہی کہ گائے کی قربانی کو خلافت پرست قربان کر دیا جائے۔

یہ امر عقلی بیان نہیں کہ اگر ہندو ترک قربانی گاؤ کی تحریک کرتے تو ہمارے مسلمان ہرگز  
 ہرگز اس کو تسلیم نہ کرتے۔ لیڈر صاحبان بھی اگر اس کی اپیل سیاسی اور ملکی پہلو سے پیش کرتے  
 تو کامیاب رہتے لیکن غالب تھا اس جیسے مسئلہ کے لئے اسی کی ضرورت تھی کہ شرعی اور مذہبی  
 لباس میں اسے مسلمانوں کے سامنے لا دیا جائے یہ پولین کی پالیسی غلطی کہ وہ مذہب کا نام  
 عنایت کر رہی تھی سے لیتا اور مذہبی بننے میں کمال مبالغہ سے کام لیتا تھا یہاں تک کہ بعضوں  
 اس کے احکام و سلاطین ہونے کا دھوکا دے کر وہ جانتا تھا کہ تالیف قلوب کا یہی ایسا وسیع  
 فیصلہ ہے جسے ہر گزری کا حق حاصل ہے جنہوں کی انہی پالیسی کو مد نظر رکھ کر اس وقت لیڈروں  
 نے اسے کامیاب کر لیا اس کی عمل کے لئے جو مجلس مستند قربانی ہرگز اسے دیکھ کر غائب نہ گئے



خلافت کی جیسی کا منصب دیا، تو تاکہ نہایت سہولت سے مسلمانان ہندوستان کی ترقی و ترقیوں  
کی تعلیمی و اطاعت میں سرسبز ہو جائیں۔ برعکس نہ نہ تمام جنگی کو نور  
کا نگہیں کے دو اصول | مقاصد کا نگہیں کے دو اصول کھینچنے کے تحت میں  
جزایات داخل کیا ایک تعلق حکومت سے ہے اور دوسرے کا مسلمانوں سے۔

مطالبات و اختیارات ملکی کا تعلق حکومت ہند سے ہے جس کے لئے  
ہندوؤں نے ہر طرح کی کوششیں کیں ہندو مائرم کاپر پورٹس فرو  
ایجا دیا گیا۔ شیشی کی تحریک کی یورپ کو بائیکاٹ کرنے کی قوم میں کہیں خلیج کہیں تہیں  
عام کی بنیاد رکھی۔ انشاید کہ ہم بنانا سیکھا اور متحدہ مواقع پر اپنے استعمال کی مٹا دی بھی ظاہر  
کی، لارڈ ڈارڈنگ کا واقعہ صفحات تاریخ میں بہت نمایاں مقام رکھتا ہے جس کے پہرہ کی  
دوسرا واقعہ کھانہ نہیں جاسکتا۔ غرض جدوجہد کے جس قدر راستے ممکن تھے ان سب پر پہلے  
اوداس میں کچھ شک نہیں کہ بہت کچھ کامیاب بھی ہوئے۔ لیکن

مقصد کا نگہیں کا دوسرا حصہ جس کا تعلق مسلمانوں سے تھا اس کے اس خاص شیبہ  
نہ ہندوؤں کو کامیابی ضرور حاصل ہوئی جس کا تعلق و قاتر مذہب اور مذہبی کو اصل سببوں  
دلوں بورڈ و فیرو سے تھا، لیکن اہم ترین جرمینی اور مذہبی میں اسے بار بھی انھیں کامیاب  
نصیب نہ تھی اسلئے سبب ظلم و ستم سے یا بغیر حق شرعی چاک کیا جائے تو وہ عورت شادست  
خالہ ہو تا جیسی نوعیت شادست تھا جس نے مسلمانوں کو بار و اسلئے اسے بہت دیا ہندو  
کے ہر طرح کے نظام کے تدارک میں سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے اور اپنی روحانی قوت اور ایمانی قوت  
سے ہندوؤں کے ہم بغیر کو جس افشاں شک ثابت کر دیا۔

دو پیشانی کی ملک تیر میر میں جن کی وہ اسلئے ہندوؤں نے اسلئے سے بہت

عامل کر دیا مسلمانوں کے مقابل میں سب کی سب سے سو و ثبات ہوئیں لیکن آج ہندو کے اہم  
مطلوبات اور مقاصد کی تحقیر جلسہ خلافت کے ہاتھوں سے ہو رہی ہے پھر اسے اگر کوئی کانگریس کا  
مراعات کے ذریعہ خطا کیوں کر ہو سکتا ہے ہندو گائے کی قربانی میں بچاؤ بریں سے مزاحمت  
کر رہے ہیں ظلم و دورنگی کی کوئی قسم ایسی نہیں جسے نہایت مباح کی سے مسلمانوں کے سامنے نہ  
لے جاتا ہو لیکن آج سیاسی ملاوٹ فرماتے ہیں کہ اگر ہندو گائے کی قربانی چھوڑنے کی تحریک  
کریں یا اس پر مزاحمت ہم تو صورت مسئلہ کی بدل جاتی ہیں مباح و مستحب مسلمانوں پر واجب  
ہو جاتا ہے۔ اس قضیہ شریعہ کے سمجھنے کے لئے جس خاص دامن کی حاجت ہے وہ علماء  
سیاست دہر کے ساتھ انھیں ہی ملے گا۔ گو پا۔ باڑھ۔ بہار۔ اجودھیا۔ آرد۔ یسٹا۔ آباد اور  
کشمیر میں برادریات ہوئے شاید ان جگہوں اور غلوں ریزیوں کی علت قربانی کا وہ ہندو  
کا فرائض اور جو آدھونا نہ ہو سکا۔ بلکہ ہندو گائے لاکر مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہے تھے  
کہ تم انھیں گائوں کی قربانی کرو۔ جو ہماری پروردہ و مملوک ہیں اور جسے ہم برادرانہ مشیت  
سے تحقیر و قہر پیش کرتے ہیں اور مسلمان ان گائوں کی قربانی کرنا سے بخشش کی و تندی انکار  
کرتے تھے۔ آخریات بڑھی اور فساد ہو پڑا۔

علمائے سیاسی سے | براہ ہندو کی سیاسی ملاوٹ سے واضح طور پر بیان فرمائیں کہ یہ سارے  
ایک استفسار | جاں نشان واقعات جیسا کہ ان کے نزدیک نہ منع کرنا ہے نہ روکنا ہے  
مذاہمت ہو یہ کہ ان واقعات کا مرتبہ درخواست کا بھی نہیں تو آخر ہندو مسلمانوں کے ساتھ  
اور کون ذریعہ ظلم اختیار کرتے جسے آپ مزاحمت سمجھتے اور یہ فتنہ دیتے کہ مسلمان ہندو  
گائے کی قربانی اب واجب ہو گئی اس لئے کہ ہندوؤں کی جاننے سے مزاحمت اور منع پایا گیا۔  
لیہ ترک قربانی کا وہ کے لئے جو افسوسناک طریقوں کو عمل میں لائی تھی

نہیں آگاہی پہنچا کہ پر باوجود سلطان ہونے کے انھیں جرات کیوں نہ ہوئی، اسلام محمد پر  
 کے سامنے ہی پیش کیا گیا کہ ہم خلافت اور مقامات مقدسہ کے لئے اگر بڑوں سے تیار  
 ہیں اور ان کے مظالم کا عوض لیتے ہیں جند و جلا ساتھ دیتے ہیں تم بہت امداد و مدد ملتی  
 رسول اللہ علیہ السلام کو بچا لو گے اگر گاہے کی قربانی موقوف کرو۔

خاص دہلی میں مشروری الخوجہ کے موقع پر انہوں نے کشت بن ہر بنی قہور میں اس طرح  
 کے فقرات سننے پر چپاں بن سے ہر مومن کا دل کانپ کانپ اٹھ کھڑا فوج خرب خستہ  
 پر فطرت سختی سے بعض مہر کرنے والی تدابیر سے بھی اندازہ لگائی گیا۔ بیسی کے سلطانوں  
 پر بھی خلافت کیسٹی نے قربانی کا دُور ستم کرنے میں کچھ کمی نہیں کی، خلافت کیسٹیوں کیا ہو گیا کہ  
 گاہے کی قربانی کرنے والوں پر ایک آفت دہلا ہوئی۔ اس کے قبل جو صفہ علم کا ہندو فلسفہ سے  
 باقی رہ گیا تھا اسے قضائیان ہندو نے اسلام کا نام لے کر مسلمانوں پر تمام کر دیتے کا حزمہ یا لہجہ  
 کر لیا۔ یا احمد الراحمین ہم مسلمانوں پر رحم فرما اور اس آئے ہوئے فتنہ کو ہمارے سر سے  
 دور کر سحرۃ البین والالامجاد و عرفی یہ کہ اگر کوئی برسیل خیر خواہی و نصیحت دینی سے ایسا  
 کے طرز میں کچھ اسلام پر پیش کرے یا مزیم کا خواستہ کرے ہو تو اسے کافر بیہیہ نوم فرودش خدار  
 و غیرہ کہہ کر محض میں غصہ کر دے ایں مرام کی فوج ان کے انہوں میں نہ کہ انہیں میں پرچا  
 بجز کا دیا لکھا دیا الیٰ حق اپنے گمروں میں خاموش بیٹھے ہیں اور اپنی غلویت کی سرائی تک  
 وصال سے فریادیں کرتے ہیں نجات کی دعا ہیں مانگتے ہیں یہ غلط اپنے فتنہ میں سرخوار  
 داخل اُمت کی تباہی میں مرگم ہیں۔ وہ مدد و نصرت دیکھ کر رحمت انی غلویتوں کی تباہی پر  
 ایک عہدی فرمائے۔

سرگاندھی اور ان کے چار پانچ مسلمان جتھیں اس وقت اس طرح غلویتوں کی تباہی پر

حاصل کر لیا مسلمانوں کے مقابل میں سب کی سبکدوشی و حمایت ہوئیں لیکن آج ہندو کے انھیں  
 معذرت اور مصلحت کی تحیل جیسے خلاف کے انتہوں سے جو رہی ہے پھر اسے گروہی کا گزیر سیر کا  
 مردوں کے تو یہ نکلیوں کہ جو سختی ہندو لگاٹے کی قربانی میں بچاؤ ہیں سے مزاحمت  
 کر رہے ہیں علم و درندگی کی کوئی قسم ایسی نہیں ہے نہایت جیہا کی سے مسلمانوں کے ساتھ ہندو  
 نے رہنا نہیں لیکن یہ سیاسی علماء یہ فرماتے ہیں کہ اگر ہندو لگاٹے کی قربانی چھوڑنے کی تحریک  
 کریں یا اس پر مڑاں ہم ہوں تو صورت مسئلہ کی بدل جاتی ہے مصلحت و مستحب مسلمانوں پر واجب  
 ہو جاتا ہے گا۔ اس قضیہ شرعیہ کے سمجھنے کے لئے جس خاص مانع کی حاجت ہے وہ علماء  
 سیاست و دین کے ساتھ تھیں ہی نہ ہو۔ گو پا۔ بارہ۔ ہمار۔ ابودھیاء۔ آرد۔ ہشا۔ اباد اور  
 کشمیر میں یہ واقعات ہوئے شاید ان ہنگاموں اور فوں یہ یوں کی علت قربانی کا وہ ہندو  
 کا قراہم اور حملہ آور ہوتا ہو گا۔ بلکہ ہندو لگاٹے لاکر مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہے تھے  
 کہ تم انھیں گالوں کی قربانی کرو۔ جو ہماری پروردہ و مملوک ہیں اور جسے ہم برادر و آئینیت  
 سے نہیں پہچانتے پیش کرتے ہیں اور مسلمان ان گالوں کی قربانی کرنے سے ہشاشم کی دیندی انکار  
 کرتے تھے۔ آخر بات بڑی اور نادر ہو پڑا۔

علمائے سیاسی سے | ابراہیم بانی سیاسی علماء کی واضح طور پر بیان فرماتے ہیں کہ یہ سارے  
 ایک استفسار | ہاں ہاں واقعات جیسا کہ ان کے نزدیک نہ منہ کرنا ہے نہ وہ کہنا ہے  
 نہ مزاحمت نہ یہ کہ ان واقعات کا مرتبہ درخواست کا بھی نہیں تو آفر ہندو مسلمانوں کے ساتھ  
 اور گونہ و غیر علم افندی کرتے ہیں یہ مزاحمت سمجھنے اور یہ فتویٰ دیتے کہ مسلمانان ہند پر  
 لگے کی قربانی یہ واجب ہو گئی اس لئے کہ ہندوؤں کی جاننے مزاحمت اور نہ پایا گیا۔  
 یہ کہ قربانی گالوں کے لئے بن افسوسناک واقعات کو عرض ہیں۔



نہیں آتا اگر ایسی جہاں کی پر باوجود مسلمان ہونے کے انہیں جہالت کیوں کر ہوئی۔ امام محمد بن عبد الوہاب  
 کے سامنے ہی پیش کیا گیا کہ ہم خلافت اور مقامات مقدسہ کے لئے اگر بڑھن سے متوجہ  
 ہیں اور ان کے مظالم کا عوض لیتے ہیں بندہ ہمارا ساتھ دیتے ہیں تم بیت اللہ اور حرم مکہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم آ کر مبارک و مسلم اگر بچا لو گے اگر گھاسے کی قربانی موقوف کر دو۔

خاص دہلی میں مشرعی الجوع کے موقع پر اونٹوں کا گشت دین پر مبنی قلوب میں مسیح  
 کے فقرات تھنوں پر پیاں جن سے ہر مومن کا دل کانپ کانپ اٹھتا تھا کھڑے غریب غریب  
 پھر غایت سختی سے بعض مجبور کر کے والی تدبیر سے بھی اللہ ادا کرنا کیا گیا۔ بیٹوں کے مسلمانوں  
 پر بھی خلافت کیٹی نے قربانی کا فوراً ستم کرنے میں کچھ کمی نہیں کی۔ خلافت کیسیاں کیا تھیں کہ  
 گھاسے کی قربانی کرنے والوں پر ایک آفت دہلا ہوئی۔ اب سے قبل جو مشرعیہ کا اللہ و اول سے  
 باقی رہ گیا تھا اسے خدا بیان ہندو نے اسلام کا نام لے کر مسلمانوں پر تمام کر دینے کا حرم باوجود  
 کر لیا ہی۔ یا ارحم الراحمین ہم مسلمانوں پر رحم فرما اور اس آئے ہرے فقہ کو ہمارے سرور  
 و درگزر حضرت البنی و آل الامجاد و طرفی یہ کہ اگر کوئی برصیل غیر خواہی و نصیحت دینی نہ لے رہا  
 کے طرز میں کچھ اصلاح پیش کرے یا ترمیم کا خاکہ دے تو اسے کافر بیدین قوم فروشی خدو  
 بغیرہ کلمہ جمع و محفل میں نصیحت کر ڈالیں و امام کی فوج اس کے ہاتھوں میں دی انہیں جہاں پر چاہے  
 بھڑکا دیا لٹکا دیا اب حق اپنے گھروں میں خاموش بیٹھے ہیں اور اپنی مظلومیت کی مولیٰ تبارک  
 و تعالیٰ سے فریادیں کرتے ہیں نجات کی دعا میں مانگتے ہیں یہ ظلم اپنے نشہ ظلم میں سرشار  
 نائل اُمت کی تباہی میں سرگرم ہیں۔ وہ مامت و اور اس جگہ رحمت حق مظلوموں کی فریاد پر  
 ایک عہدی فرمائے۔

مشرک گندمی اور ان کے چار پانچ مسلمان جتین اس وقت اس معاذ و ہنگامہ پر ہرگز نہیں

کرتی کہ آواز دہائی میں دیتی۔ آج کفر کا فتویٰ ان کی بارگاہ سے صادر ہو رہا ہے جو خود  
حقیقت کفر و شرک اور ایمان و اسلام دونوں سے نا آشنا ہیں۔

اسلامی تاریخوں پر بحث کی نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ فتنہ کچھ انوکھا اور  
تعلیم یقین کا اہل | عیب نہیں کہ گمراہ کرنے کے لئے بہت تھوڑا سامان اور قلیل محنت

پا بیٹے اس چارٹ ایک امراجم ہی جس کے لئے حق بچانے ایک خاص سلسلہ نبوت و رسالت  
کا جاری فرمایا جو ہماری پیغمبر پر آکر ختم ہو گیا پیغمبر رومی فدا کے بعد وہی سچی ہدایت کر سکتا ہے  
میں کا قدم منہج نبوت پر ہوا اور جس کی تعلیم یقین تحت وحی الہی و احادیث معصومہ ہو۔

دوستو! احرام کی فرج میں سرعت و حیدت کے ساتھ دوڑ کر آتی ہے اس سے بہت  
زیادہ تیزی سے دوڑ کر جاگ بھی جاتی ہے۔ پھر انھیں متقدم بنانے کے لئے عقائد اسلام کو  
کیوں تباہ کرتے ہوں ان کی امارت و خوش عقیدگی کیوں کرتھاری زندگی میں حلاوت بخشنے گی  
جس کے خاتمہ مولیٰ عزوجل تم سے ناراض ہو گیا۔ ان کے انکار و اکراہ سے ڈرتے کیوں ہو گے

تمہارے کاموں کو تمہارا رب العزیز پیار و رحم کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے

انہی کے قبول عامہ خود راخص رکھیں | زائد نبود کا رسامہ خرخری و فر فری  
گاہ دارند اور رفاہی عایساں | نوح را باورندارند از پے پنبیہ

میلاب معاملات و | جہد خلافت کی بنیاد اللہ کی عافیت و توبہ کو بقیام دہی جبکہ ہند و اور  
تحریر ایف حدیث | مسلمانوں نے لی کر رکھنی اور پھر اس کی کارروائیاں اخبار و جرائد میں

علیحدہ ہوتی میرت ہوتی تھی کہ اتنی یہ مسلمانوں کی حق کو ہو گیا گیا ہے جواب عالم الغیب  
خاور و حق بین و بصیرت ہی پالیسی کرنے لگے اسی میرت میں خدا کا لیک کا جلسہ ہوا اور حکیم  
مانندہ تراجم غاں صاحب کا فیصدات لکھنے میں آیا وہاں بھی دہی رنگ منطالعہ مرتبہ

پایا گیا بلکہ حکیم صاحب نے ایک تمام بڑھکر یہ جوت میں فرمایا کہ حدیث شریف کا ایک مجموعہ  
کرتے ہوئے ایک لفظ بڑھا دیا اور الخ کھڑکڑا دیا اور غیب بیان فرمایا وہی لفظ جس کا اضافہ  
فرمایا گیا دار و مدار دلیل اسی کی وجہ سے چند سطور کی تحریر الخ کھڑکڑا لیا تاہم پھر پڑنے  
سے یہ فائدہ کہ ناظرین کا ذہن اس بے ربط اضافہ سے متوجہ نہ ہونے پائے چند روز تک  
مجھ میں نہ آیا کہ اس طے جعل اور تحریک کیا عاودہ تصور ہے آخر ایک خط لکھا جس میں نہایت  
نیاز مند انداز طور پر یہ سوال تھا کہ حضرت ام سلمہ سے مروی روایت کس کتاب سے آجنا ہے  
نقل فرمائی جواب میں سکوت رہا شاید خط ضائع ہوا۔ بغیر خود دہلی گیا یہ جب کی ماہ اہل تاریخوں  
کا ذکر ہے مسلم یونیورسٹی کا وفد اس وقت دہلی گیا ہوا تھا۔ دیر دولت پر جا کر معلوم ہوا کہ  
طبیعت نامہ ساز ہر یاؤں میں کچھ شکایت ہو گئی ہے دوسرے دن پھر یہ پتہ معلوم ہوا کہ  
مدن موہن مالویا صاحب سے کچھ مشورہ ہو رہا ہے۔ بعض حضرات اہل علم جن کی آمد و رفت  
جناب حکیم صاحب کے یہاں جاری ہوا ان کی خدمت میں پیام بھیجا کہ حدیث شریف میں جو  
غلطی ہو گئی ہے اس کی تصحیح کی طرف حکیم صاحب کو توجہ دلائے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے  
کہ یہ کوشش بھی بے اثر ثابت ہوئی۔

چوتھی رجب کو سرکار اجیر آستانہ غریب نواز پر حاضر ہوا۔ ایک دن بعض علمبرداروں سے  
ملاقات ہوئی عرض کیا کہ یہ فتنہ عظیم ہر ہندو کی خاطر مسلمانوں کا گلہ نہ گھونٹے۔ دیکھئے حدیث میں  
جملہ و تحریف تک کی نسبت آگئی میں نے گزرو گئے اور کوئی اعلان نہیں کیا ہے کہ اصل حدیث میں  
لفظ شاہ نہیں ہے غلطی سے لکھا گیا ہے۔

ہر ایک شخص جس کے پاس خطبہ صدارت مسلم لیگ ہوا اس مقام خاص کی تصحیح کرنے پر  
علامہ موسیٰ بن اتحاد ہندو مسلم کا یہ فرض ہوا کہ اتحاد کے حدود و مشین فرمائیں عوام کو تشفی



دھکے اور شد وں میں باکرہ بڑیاں جنوں پر چڑھانے سے منع کریں اور ان افعال کی  
 شرافت کئے نکلوں میں بیان فرمائیں دولت ایمان کی بربادی کا خطرہ ہے انہوں کے ساتھ  
 کہنا پڑتا ہے کہ فقیہ کی اس انتہا کی علماء سیاسی کی خدمت میں بھی ذرہ برابر شوائی نہ ہونی  
 چاہیے نہ ہی سکوت جو وہی امر فرما رہے وہی چشم پوشی ہے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ رہے سے  
 اہل قبیحہ مسلمانوں نے ملک آجمنی کی مصنوعی دانش کے مرقع پر ادا کئے اور علماء سیاسی  
 سے چر رہے سکوت ان امور کے جو اذ و استحقاق پر تازہ ہر شیت فرمادی۔

جمعیت کا پہلا اجلاس اکابر میں ہمارے ایک بڑے پیمانہ پر علماء کا جلسہ ہوا اور اس  
 اور فقیہ کی انتہا میں بعض کلمہ کن علماء سے یہ استدعا پیش کی گئی کہ مسلمانوں کو اہل شرک  
 و کفر میں شریک ہونے سے باز رکھئے اور قرآنی کاؤ کے متعلق غلطی تسلیم کر لیجئے لیکن جواب  
 دہاں سے بھی سکوت ہی میں مابہر مرقع ایسے ہو کر اٹھائے بیٹھے رہے میں فقیہ نے سالہ ارشاد  
 کیا کہ مسلمانوں کو مرقع سے آگاہ کیا اس سالہ کی اشاعت اول مشرور رمضان المبارک  
 میں ہوئی لیکن ان قوم کے ہاں ٹکٹ پساں کر کے نسخے بھیجے گئے تین ماہ کے عرصہ میں  
 تقریباً تین ہزار نسخے مختلف اصناف و قصبات میں تقسیم ہوئے اب اگر جبکہ خطبہ صدارت  
 مسلم لیگ کو آٹھ مئی اور الرضا کی اشاعت کو کامل تین مئی کے گزرنے کے حکم صاحب اپنی غلطی  
 کا اعتراف پہلے پہلے فرما دیں سوال و اپیل کے لپٹ میں غریب فرماتے ہیں حالانکہ مذہبی  
 نقطہ نظر سے یہ ایسی غلطی فاحش تھی جس کا اعلان بلا جواز توقف حکم صاحب کو بذریعہ  
 توہم و غفلت و غماز و جبرائیل میں ایسے جہت میں کرنا تھا ساتویں ذی الحجہ کا اخبار البشیر  
 جو ہر روز اخبارات میں میں بھر میڈیکل عدوہ ہر نما ہر گاہ میں اس طرح اقرار کرنے سے قصہ  
 و مطلب جو کہ مسلمانوں کو افراد کا علم ہی اس وقت ہو جب کہ اب مراحل قربانی کے طے



پایا بیاسی کے ساتھ من پسندی کی داو بھاسے گی۔

خیر یہ تو اپنا اپنا ذوق مذہبی ہے جس کے دل میں حدیث مصنفوی کی عظمت ہے وہی  
یہ بھی بیان سکتا ہو کہ اس طبع کی خطا کا کفارہ کہیں کہا اور تاجیے تو حکیم صاحب کے ایک سوال کا  
جواب دینا ہے جسے صاحب موصوف نے اپنی ضلعی کا اقرار فرماتے ہوئے آفرین پیش فرما  
ہو حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں "میرے اور پر ایک یہ فقرہ عرض کیا گیا ہے کہ حدیث اخا اور اس کا  
ان یطی بالثقات میں آخری فقرہ شاذ ہے کسی کتاب میں نہیں ہے میں اس فقرہ کو قبول کرتا ہوں  
اور یہ بات ظاہر کرتی ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہ لفظ بعض ضلعی کی وجہ سے کہا گیا ہو اصل یہ  
کسی حدیث کا جزو نہیں ہے بلکہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ فقرہ عرض کرتے والے بزرگ اس کو کون سا  
حاصل کر سکتے ہیں۔"

الرشاد پر اعتراض | فقیر نے حکیم صاحب پر اعتراض نہیں کیا تھا بلکہ ایک قیمتی اور انہی  
کا جواب | عربی کے اخبارات اور فقہانہ و دیگر حکیم صاحب ہی بیان فرمائیں کہ کون سا  
حاصل کیا تھا جس کے لئے حدیث میں اضافہ کی حاجت پڑی اور اب کہ ضلعی کا اقرار ہو انہی  
سطروں کا قطبہ صدارت میں کیا نہ ہو۔

خیر اس شوق حقیقت سے بہت میں رہا تھا کہ عالی مقام حکیم صاحب اپنی ضلعی پر متنبہ ہو  
اور اطلاع کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ ایک خط اپنی طرف سے بڑھانا اور اسی اضافہ کو تمام  
استشاد میں لانا اس قطبہ صدارت میں صرف اسی ایک جگہ ہوا ہے جس حدیث میں غیر ضلعی اسطیغ  
و لہ منقول ہو یہ حق ہے اس کے علاوہ ایمان و عقیدے کے لفظ کے صحیح ہیں کسی فرقہ کے شک  
شک کہ اس میں توسل نہ دینا چاہیے اس کے سوا کوئی معاذتہ اور قائلہ۔

ایک بصیرت مند کی آنکھیں تو ایمان سے متور ہیں انہوں نے اپنی طرح دیکھ لیا کہ آیا ایمان

اسلامی خلافت کی حمایت کی جا رہی ہے یا کفر و شرک کا طغیان ہے جو مسلمانان ہند پر

بازجہاں ہے۔  
**جنگ بھارت موقع** شاید مسلمانوں نے ابھی وہ حد فراموش نہ کیا ہو جب کہ جنگ  
**مناسب کا آوان** طر ابیں شروع ہوئی اور اس کے ختم ہونے سے پیشتر بھارت کی  
دہائی پھر گئی اس وقت خلافت کی بھرپور دی میں جو جوش و خروش غلغلہ مسلمانوں میں پیدا ہوا  
معاوہ موجودہ حمایت خلافت سے اپنی شکل و صورت اور طرز و انداز جدا گانہ ہی رکھتا تھا  
اس میں نہ تو کسی ہندو کی لیڈری تھی نہ مسلمانوں کو ان کی غلامی کی حمایت وہ ایک ایسا  
موقع بیداری کا مسلمانوں کے لئے آیا تھا کہ رہنمایان قوم اگر چاہتے تو مسلمانوں کی آنکھوں  
سے زندہ کاغذ بھی دفع ہو جاتا لیکن ہزاران سو اس بد نصیب قوم پر جسے بیداری کے بعد  
پھر اب آدھروا ملا دی گئی۔

دھرمیہ کا قسط غلط سے واپس آنا تھا کہ اسلامی جذبات خالص سیاسیات ہند کی طرف  
پیش قدمی کے میدان جنگ میں ایک لمحہ کے لئے خاموشی کیا ہوئی کہ لیڈروں نے بھی خلافت کی  
خدمت گزار کی کسی آئندہ موقع کے لئے اٹھا کر رکھ دی۔

راہت پیہم مسلسل وقوع پذیر ہوتے رہے مبینہ پر مبینہ گزرتا رہا برس برس میں ختم  
ہوا گئے لیکن نہ کوئی چندہ مرین شریفین کے لئے جمع کیا گیا نہ مسلمانوں کے سامنے خلافت  
کی ضرورت پیش کی گئی نہ کوئی خالص مذہبی تحریک تھیں اسلامی نقطہ نظر سے سامنے لائی گئی گویا سارے  
تحریکیں موسمی خیمیں جن کا وہ دیرتیر موسم کے ساتھ فیت ہو گیا اس عرصہ میں انہیں ہوتی ہیں  
ظلموں میں جی کر رہی ہیں لیکن مذہب و ملت کی اس پیرسی جی عالم رہی اس بیکس کی طرف  
گئی سنے ایک گناہ بھی نہ ڈال لیڈروں کی اب یہ کوشش تھی کہ مادر وطن جس کی خدمت گزری

کی سعادت سے مدتوں محرومی رہی اس کے حقوق ادا کرنے کا وقت آگیا ہے مذہب کے  
 حقوق و بشریہ ان کا وجود تسلیم بھی کر لیا جائے اور پھر دیکھا جائے گا کہ کئی باتیں کی نگاہ سے  
 پشت پناہی کے مقابل میں دینی کمائیوں کی امداد کا ذکر بھی گناہ و گنہگاروں سے اعراض و  
 چشم پوشی ہی چاہیے۔

یہ سارا مدد سکوت اسی میں بسر ہو کہ مسلمان لیڈر کا نگرہیں اور لیڈران کا نگرہیں میں منہ  
 ہو جائے کے لئے ہر طرح کی سچی کرتے رہتے یہاں تک کہ رولٹ بل کا وقت آیا اور ستیاگرہ  
 کی ایجاد ہوئی اس وقت عجیب عجیب طرح سے مسلمانوں نے دین کی توجہ کی تاکہ الہ ہندو کو  
 یہ یقین ہو جائے کہ تہار دی اعانت کے سامنے مذہب کی اعانت یوں قربان کیجا سکتی ہے۔

واقعہ پنجاب اور پنجاب میں ستیاگرہ کے موقع پر کچھ ایسی عجیب گیاں پڑ گئیں کہ بعد  
 یا دخلات

امثال کب ہو گا اور کیوں کہ ہر جگہ اسے کوئی بتائیں سکتا اب انھیں ضرورت ہوئی کہ مسلمانوں  
 میں بھی کوئی عام اشتعال ہو تا تو اس گراگزی میں اس مقصد کی بدھ جس کی طرف آہند و گوش نے  
 پہنائی کی اور جس سواراج کی دلہا تصور پر اس نے دکھائی قہی بہت جلد ملے ہو جاتی ہے۔

ہندوؤں میں اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ جاں نثاروں نے فرقہ خلافت کا مسئلہ نیا کر لیا  
 اسی یکس مذہب اور اسی کس پر میں دین کا نام لے کر مسلمانوں کو ہلکا کرنے کے خلاف کئے  
 نرم ماتم قائم ہوئی جلسہ ہوا برتال کی تجویز ہوئی اور روزہ کا بھی حکم دیا گیا دیکھئے اعانت  
 اس کا نام پر ستیاگرہ کے موقع پر مشرک اندھی کا بھی حکم تھا کہ فلاں روزہ روزہ دیکھا جائے  
 دوکانیں بند ہوں رز و پریشن پاس کئے جائیں اور مندر و مسجدیں دعائیں بھی چوں روئے ملک  
 پر ہندوستانی اس طرح اظہار ارضا مندی کریں آج خلافت کے متعلق ہی اسی سستی کر سہیہ بچنے

ہمارا دیا گیا گورنمنٹوں کے مذہب میں مدفع مصائب و آلام کے متعلق بالکل سکوت ہے یا  
مشرعہ مذہبی کی تحریر مذہبی تعلیم سے اسخ واصلی ہے۔

اب خلافت کیسی کی بنیاد پر پڑی چندہ کی تحریک ہوئی، ماتحت کیسیاں ہر شہر و قصبہ  
میں قیام کی گئیں، اسے فتویٰ پر چھایا، غرض خلافت کے لئے ہر ممکن العمل تجاویز کا یکبارگی  
کاغذ بکریا۔

خلافت کا قیام اور | عوام اور ملی نظر رکھنے والوں کو یہ نظر آیا کہ دین کی خدمت ہمارے  
سواراج کا کام | لیڈر بڑی جان بازی و سرفروشی سے کر رہے ہیں لیکن تمت نظر سے  
جب تحریکات پر کسی نے نظر ڈالی تو اسے صاف معلوم ہو گیا کہ ہندوؤں کے چبائے ہوئے  
لوگ ہیں جسے ہمارے لیڈر منہ میں پھیر رہے ہیں وہی سودیشی جس کی ایجاد کو میں بھپیں ہیں  
ہوئے وہی ہندو ماترم باپن الفاظ کہ ہندو مسلمان کی جو رہی بائیکاٹ یورپ وہی ہڑتال  
یہ سب تو نیچے جٹ مستقیم صلاح و فلاح ملک کے متعلق ہیں اور ان کے ایجاد کا سرہ ہندوؤں  
کے سر پر ہندوستان کو اپنا ملک کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں جن کا دعویٰ ہی ہندو واد ہندوستان  
رہے مسلمان ان کا متعلق اسی سے سمجھے کہ ایک امر مشرقی و مغربی جس کا مرتبہ استعمار و استعجاب  
کا تھا یا بنایا ہو نہایت خوشی سے مسلمانوں سے ہندوستان اور یہاں کی دولت و تعلقات کو ترک  
کر اسٹائی جیسا کہ مسئلہ ہجرت کے وقت علما ثابت ہو چکا۔

ہر وہ ایجاد اور پروہ تحریک جو کسی قوم کی ہو جب اسے دوسری قوم اختیار کرے تو  
یہ اصل ایجاد تحریک کی انتہائی کامیابی ہے پس یہ ساری تحریکیں ہندوؤں نے اپنے ملک  
کے لئے کی تھیں انھیں مسلمانوں نے اختیار کر کے ان کی کامیابی پر مسرگادی سودیشی  
اور بائیکاٹ کی ایجاد ہندوؤں نے اس لئے کی تھی کہ ملک کی دولت و ملک غیر میں کچھ



ہائے محظوظ رہے صفت و حرقت جس کا نام و نشان بھی اب باقی نہیں رہا ان کا نہ صرف  
رواج ہو بلکہ مرتبہ کمال تک انھیں پہنچایا جائے اہل حکم آسودہ ہوں اور خود حکم  
صفت و حرقت دولت و تجارت سے بار و نق ہو جائے۔

## ہڑتال کی ایجاد

ستیاگرہ کے موقع پر ہڑتال کی ایجاد ہندوستان میں مسٹر گاندھی کی  
تحریک کا نتیجہ ہے یہ وہی چمڑ چھاڑ ہے جس کا مذہبیں برس سے  
ہندو لے رہی ہیں۔ ہندوؤں کا قدم ہر دروازے کی طرف بڑھتا جاتا ہے جو آج ان کا مقصد  
ہے اسی آئندہ وہ حاصل ہو کر اپنے سے ہندو مقصد کے لئے واسطہ بن جاتا ہے۔

سُدیسی اور بایسکاٹ کی اُسی مدت تک گراگری رہی جب تک تمام ہندو اس کی  
ہست و خوبی نہ سمجھ لئے جب ملک نے اس تحریک کی حقیقت سے آشنائی حاصل کر لی تو پھر  
انھیں آگے بڑھنے کے لئے کہا گیا آخر ایک وہ وقت آیا کہ ایک محدود دائرہ میں ہڑتال کی  
تحریک پیش کی گئی اور کامیابی بھی ہوئی یہ بہت ہی پر لطف اور بار آور چمڑ ہے اب ہڑتال  
ڈاکٹروں تک ہر ذرہ اس کے فوائد اہل ملک سمجھ جائیں تو پھر اس کا دائرہ وسیع کیا جائیگا  
غرض اس وقت تک خلافت کمیٹی نے جو عملی تجاویز مسلمانوں کے سامنے پیش کی ہیں وہ  
سُدیسی اور ہڑتال ہی سُدیسی کی تحریک بہت قدیم ہو لیکن ہڑتال کی ایجاد ستیاگرہ کے  
موقع پر ہوئی ہے ان دونوں کا اصل تعلق صلاح و فلاح ہندوستان پر ہوم رول اور ملت  
گورنمنٹ کے استقبال کرنے والے خدام انھیں تحریکات کے نتائج و اثرات ہیں۔

اب تلن کو آپریشن کے مسئلہ کو سمجھئے اور یہ سن کر حیرت نہ رہے گی  
نہن کو آپریشن کہ یہ وہ سراسر شعبہ ہڑتال کا ہی تعلیم یافتوں کا حلقہ اس کا دائرہ میں  
آج ہڑتال کی بہت سی اہل شاخیں برگ و بار کے لئے مناسبت موسم و ایام کی تعریف

مکمل ہو گئے ہیں۔

مگر یہ ہے کہ قریش کی سب عام سلاخوں کے کاغذوں میں خلافت کیسی ہی نہ ہوئی  
بلکہ ان کے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ

پہلے ایک سطر علی مستقر و مستند اند

پہلے آیت و اہل سنت و اہل بیت

صاحب کا ذکر دیگر اہل سنت سے قطع نظر کرتے ہیں صرف مولانا عبد الباقی صاحب  
ذیلی علی کا وہ خط و کتابت کو اپنی پیش کے متعلق چپ کر تھا و کیشوں شائع ہو چکا ہے نقل کرو یا  
ہائے اگر یہ صاحب نقل اس خط کے ایک ایک فقرہ پر خود کہے اور یہ ویسے کہ میں مندر  
کو جب یہ خط سے کوئی تعلق ہو رہا ہے۔

فوری و اہل بیت جو اسلام میں

یہاں کا نام اصل ہے اور فقیران کا اپنی ہی کے مندر میں باہل سپر و کاغذی صاحب کا ذکر ہو گا  
اس طریق کار کا رافع کار نہیں بلکہ ان کا پناہ لانا بنا لیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی ماننا ہوتا  
یہ اصل تصدیق اس شے کے ہوتی ہے

مگر یہ آیات و احادیث گزشت

افق و نہایت پرستے کر دی

اس کے بعدی و صفا کاغذوں کو جہاں ممکن ہو چاہیے جو آپنے اس میں لکھے اور صاف  
مکتب میں تحفہ اتنی کو اصل ہی ہے مناب قرار دیا اس مسئلہ کو اگر دین و مذہب کے کچھ ہی تعلق  
اور نہ اس کے عقائد میں اپنی نادانیت کا اتوار قرأت اگر نہایت اس کی وہ کوئی قرأت  
نہ اس صاحب مسئلہ میں کو اپنا وہ کاغذ بتاتے ہیں اس مسئلہ کی تعمیل حکم قرآن و حدیث سے

مسلمانوں پہ تو یہ وہی تھی تو پھر مولانا صاحب یہ کیوں کہ انشاء و قرأت آدھ دیکھتے ہیں وہی مسلمان  
ہیں نہ کہ ایک گنہگار اور ان کے ہرگز یہ رسول کے حکم کو نہ مانتے ہیں ایک عام زمین کی نشان  
نہیں اس سے مرعہ واقعی ہوئی چاہیے۔ خود اپنے نفس انیس کے سبب یوں مسلمانوں  
پر جو مذہبی صاحب کا ہر تو پھر مولانا کے متعین رہیں ہر ایک صفت کو تھی سے جو مذہبی صاحب کے  
دعویٰ مولانا مسلمانوں کو ان کے بھروسہ کرتا دیکھو وہی مولانا شیرازی کا پتھر اپنے نفس حال  
وہ دھڑلے میں گر رہے تھے ہیں سے

اگر وہاں اور ہر شے گنہگاروں آریم چوں

اور ہر شے غافل و غافل و غافل

ایک مفاصل کا  
ازالہ

اس جہتوں کو یہ مفاصل دیا جاسکتا ہے کہ اگر تان کر آہستہ آہستہ  
ایک شعبہ برآو یہ وہی مسلمانوں کے لئے ہے لباس بدل کر مانتا گیا  
گیا ہی میں کی کامیابی ہم دل اور ملت کو نہت کی غیب و چاندنی پر تو پھر کو گریں ہیں  
نہت کیوں ہوئی تین دن تک مباحثہ کی گراہی کیوں تھی ہندوؤں سے یہ کیوں گراہی  
ہندوؤں مسئلہ کو محض مسلمانوں کی خاطر سے منظر کرتے ہیں اس مسئلہ کا منظر چوں کہ بعض مسلمانوں  
سے جو اس لئے پہلے علی بھی انیس کو کرنا چاہیے مسلمانوں کو نے اور مانتا ہے بلکہ ان سے تب ہندو  
ان پر علی آراہوں گے یہ مفاصل مولانا کی تان سے رفع ہو سکتا ہو۔

ہندوؤں کی جماعت جسٹس علی پڑان کے ایڈ ایسا کوئی نہ دلیوٹنٹ نہیں کہ ان کی تان  
میں کی تانیں ہیں ساری قوم کو ایک نہ کر لئے جنگ میں ملے میں جسٹس ایسا ہی ہندوؤں کی تانیں  
نکد ملی ملک اس شعبہ میں ہندوؤں کے لئے آراہیں ہو گئے ہندوؤں کے لئے تانیں کی تانیں  
نکد ملی ملک اس شعبہ میں ہندوؤں کے لئے آراہیں ہو گئے ہندوؤں کے لئے تانیں کی تانیں

ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

سٹرکمانی نے اپنی پالیسی سے جو گری کہ اس وقت مسلمانوں میں پیدا کی ہے اس کے  
بجائے ہڑتال کے کماں پیر ہونے میں ہم قائل ہیں اس لئے ان کے خیال میں یہ محض ضروری تھا  
کہ ہر سے جلد ہڑتال کے تمام شعبے اپنی عملی صورت میں آجائیں۔

۱۔ ہندوؤں کا یہ کہنا کہ مسلمانوں کی خاطر ہے اس لئے اعلیٰ نمونہ مسلمان پہلے ہڑتال  
کریں یہ صورت اس لئے نکالیا کہ مسلمانوں کی قوت عمل سے ہندو بہت اچھی طرح باخبر و آگاہ ہیں  
مسلمانوں کی پہلی میسرز | جہاں تک مذہبی مشنوں کا تعلق ہے یا تقریر کا میدان باندھنا ہے وہاں  
مسلمانوں کا قدم ہے آگے بڑھنا اور اسے دشوار بلکہ ناممکن سے ناممکن  
مسلمانوں کے لئے مسلمان مذہبی مشن پاس کر لینے کے لئے فوراً آمادہ نظر آئیں گے ایسی پالیسی تقریریں  
ہی جو جائیں گی کہ اپنی یہ جگہ کہ زمین و آسمان کا طبقہ یہاں سے انکار یہ قوم اٹک دے گی لیکن  
جہاں سے عمل کا میدان آجائے وہاں اس قوم کا سایہ بھی نظر نہ آئے گا۔

یہی سبب تھا کہ اہل قوم سے کام لینے کے لئے یہ ضرور تھا کہ ہندوؤں پر اپنے احسان کو  
پھیر لیں اور دباؤ کو پورا زور ہو جائیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں سب تمہارے لئے ہو رہا ہے  
کیا غرض یہی جو پھر ملک کو چھوڑیں کونسلوں کو بائیکاٹ کریں اس لئے کہ حکومت برطانیہ سے  
ہیں تو ان کی حکومت کی نہیں ہاں تمہارے محروسہ و مقبوضہ سلطانی کو سلطنت برطانیہ اپنے  
تصرف میں لائی ہو اور مقامات مقدسہ کے متعلق فیصلے انگلستان نے اپنے قواعد جو وہ  
نہیں گئے تمہارے وطنی جہانی ہوندا اقامتی و دہمندی میں خطابات اعزازی دے گا  
وکالت و بریٹری یہاں تک کہ کونسل کی جبریاں سب ہم دست بردار ہوتے ہیں۔

مسلم لیگ ہلال باہان کو آپریشن کی صورت تحریکات سابقہ سے بالکل جدا کا شکل دیتی ہے



بودنی اور ایٹکات وغیرہ ایسی تحریریں تھیں جن میں کامل اتحاد و اتفاق کے نیز بھی ایک  
 ملک کا سیانی ہو سکتی تھی اور ہرئی لیکن ہڑتال اپنے کسی شعبہ میں ہی اس وقت تک کامیاب  
 نہیں ہو سکتی جب تک اہل ملک کا کامل اتفاق و اتحاد نہ ہو۔

ہڑتال اور مشرکانہ مذہبی ایسا ملک جس میں ایک ہی قوم آباد ہو وہاں ہڑتال کی حرکت بہت  
 کی جاسکتی ہے لیکن ایک ایسا ملک جس میں مختلف قومیں آباد ہوں وہاں  
 ہڑتال سے ہڑتال سے ہڈتال کی آبادی کا کسی ایک مرکز وفاق پر اجتماع انہیں ضروری ہے  
 مشرکانہ مذہبی کی ذہن نگاہوں نے جب یہ دیکھا کہ ہندوؤں کا ہمارے کرسنوں کو سرکشتہ  
 حرکت میں نہیں لایا جاسکتا چاہے چند ذی وجہات یا شہرت پسند شریک ہو جائیں لیکن قوم  
 کی قوم کی شرکت متعذر ہے تو وہ ہندوؤں کے سامنے آزادی ہند کو شیعہ لاکھوں  
 مسلمانوں کے سامنے مسئلہ خلافت پیش کیا اور اس ایک مرکز پر کہ انگریزوں کا وجود وہاں  
 کی گرفتاری اور پامالی کا موجب ہی ہندو مسلم دونوں متضاد قوموں کا اجتماع کر دیا۔

لیکن اسی کے ساتھ مشرکانہ مذہبی کی کمال ہنرمندی کا اظہار اس کے گمانہ طرز عمل سے ہوتا  
 ہے کہ مسلمانوں کو ہرنش گورنمنٹ کے مقابلہ میں صرف انہیں مقاصد و فرائض کے نگہ اور  
 فہم کے لئے لاکر کھڑا کر دیا جس سے ہندوستان کی آزادی برسوں کی راہ گھسٹوں میں سے  
 کہلے یہ ملک جس قدر آزادی سے قریب ہوتا جائے اسی قدر خود مسلمانوں ہی کے بعد ہندو  
 ہندوؤں کی حکومت یوٹائیو یا قومی ہوتی جائے اور مسلمانوں کی ہستی ہندوستان میں سے  
 نئے نئے دور کے مرتبہ پر پہنچ جائے۔

غالبہ مسلموں کو ہندو لیڈروں کی اس زمانہ کی پالیسی اپنی یاد ہو گی جبکہ یوپی کے  
 جہان کاڈاز میں ملک کی آگ ایسی بھڑکی جس کے شعلوں اور پچھ دیوں سے ہندوستان کا

۴۰  
مہینوں دھندلے رہنا بھی سببِ غم نہیں تھا اس وقت قصہ میرے ساتھ مشرقِ ہندوستان کی پالیسی  
مسلمانوں کے ساتھ ان کی مخصوص محبت کا اچھا مندرجہ بتاتی ہے۔

لیکن جنگ کا فائدہ جب کہ ایسے چلو پر ہو کہ برٹش گورنمنٹ کا قبضہ ایشیا کے حصص میں  
زیادہ ہو گیا۔ ان مہینوں میں ہندوستان کی آبادیوں کا فوج و لشکر کی صورت میں ہندوستان میں  
کھایا جانے والی قیاس معلوم ہوا تو اب ہندوستان کی آزادی اور ہندوؤں کا اقتدار اخص  
لیڈرن ہندو کو ملے غم میں نظر آئے لگا جیسا کہ لارڈ راجسٹ رائے نے اپنی تقریر میں ان دو بڑے  
غموں کو کھل کر بیان بھی کیا ہے۔

یہ عجیب کتنے کشش کا وقت ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے  
میں تھا اگر دونوں قومیں ایک دوسرے سے اجنبی نہ ہوتی ہوں تو سفاقت ہوتا ہی اور اگر ایک  
بڑھکر دوسری سے انتہا کی انتہا پیش کرتی ہے تو اسے معاہدے کے ساتھ ہی دوسرا فریق اس مسئلہ کو  
اپنے میں جذب کر لیتا چاہتا ہے انفرادی میں ناگامیابی دیا لوسی ہے اور امتداد و امتداد میں  
نجات دہانہ نظام۔

اس وقت انجیل کو مشرقِ ہندوستان نے اپنے ناخنِ تیر سے ایسا سلجھایا کہ مسلمانوں کی  
عین اوج میں اسی الجھن میں مسلمانوں نے اتحاد کا ہاتھ بڑھانے سے پیش قدمی ہو جانے کی کوشش کی  
تو کچھ کچھ ہندوؤں میں گئے بڑھادے پڑھاٹے بنوں پر پھولوں کا تاج رکھا گونہا ناکی کر  
پجاری قربانی کا دستہ تو بڑا کھیر و مکھرو پر ہندو کو نیلین و ہدایت کے لئے جگہ دی اب ہندو  
کلمے جاتے ہیں کتابیں فیلے ہوتی ہیں دھڑکے جاتے ہیں جن کا موضوع یہ ہوتا ہے کہ  
مشرکین میں جذب ہو جانا میں دین و اسلام ہے۔

انگریزوں کو مسلمانوں کے اصرار میں بیان نہیں کہ ہندوستان کی آزادی یا نظامِ سلطنت ہندو  
کے اصرار میں کی وجہ

ایسی تبدیلی میں سے اہل ملک اور ارباب حکومت طبع سادات پر نگاہیں یہ سادات سے تربیت  
ہو جائیں اس وقت تک ناممکن ہے جس تکسٹیل کی کوئلہ بڑی آبادیاں ہیں ہندو اور مسلم باہم عقد  
ہندو نہ ہو جائیں اسی اہل کالی غاص کے ہوتے ابتدائے بعد کا گریس میں ہندوؤں کے جاسے  
مسلمانوں کو اپنا ہم آہنگ بنانے کی کوشش بیخ کی گئی لیکن اس وقت میں مصدق قرار دیا کہ  
مسلمانوں کی ریاست میں اس وقت تک دخل نہ دینا چاہیے جب تک محرم مغربہ کا ایک حق  
حصہ سداں ماحصل نہ کر لیں۔

ہندوؤں کی رفتار ترقی کی سمتیں | ہندوؤں نے یہ ملکوں کی نصف کا کئی بڑے بڑے کام  
درجوں سے مخالفت بیزاری دیکھی انہیں کی جانچے انہیں دیوئی ہوئی تو انہوں نے نہایت ہی محرم  
استقلال سے حکیمانہ انداز پر اپنی قومی رفتار کی حرکت میں متحمل میں منقسم کر دی۔

ایک جامعہ نے اقتصادیات کو اپنا نصب العین قرار دیا اور کتاب دولت کے ہر بعد  
ذائع اور مسائل تھے انہیں اپنے ہاتھوں میں لے لینے میں مافی و کوشاں ہوئے شخصیت  
کے ساتھ ساتھ کاری کو اس سلسلے سے انجام دیا کہ پچاس برس کے عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد  
ساری دولت سمٹ کر ہندوؤں کی ملکیت ہو گئی انما یشرا لہ۔

دوسری جماعت نے تعلیم اور اس کے فرائض کی طرف قدم بڑھایا اور اس راہ میں  
انہیں بے انتہا کامیابی حاصل ہوئی خاص ہندوؤں کی تعلیم کا ہرں کا شمار کیا گیا ہے اور  
پڑاؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی دور رسا ہیں رگھویشی تو ان کا بھی تشہ سے اگیا جو وہاں  
دولت کا مقابلہ کرنے پر پڑا نظر ہو چکا ہے۔

تعلیم کے بعد ملازمت اور مسلمانی پیشہ کا یہاں سلسلہ آج کل  
پہلے سے وہاں کا سبیل مسلمانوں سے وہی نتیجہ دیتا ہے جو سابق کے دو مقابلوں میں

عالمیں بہت بڑے تھے۔

پھر یہی جو بحث نے مولا نے سیاست کی طرف اپنا قدم بڑھایا اور نہایت عزم و استقلال سے  
اس کو عمل میں لایا۔ اس میں شک نہیں کہ سیاست کی راہ بہت ہی پرخطر تھی  
اس کی سہولتیں کم تھیں قدم قدم پر ایک پر غار وادی سانسے لاتی تھی جس پر چلنا اپنے تلووں کے  
زخموں سے پروردگار کو یاد کرنا تھا لیکن ہندوؤں کے عزم اور بہت مردانہ کی بنا  
وہی پہلے جنوں نے نہایت ذوق و شوق سے اس بیچ در بیچ غار وادی سے نہ صرف گزرنا  
بلکہ اس راہ کو صاف کر دینے کا عزم کر لیا تھا۔

ان کے لئے ہر رنگ خداوندانہ اخلاص اور دلور انگیز تھی ہر ٹھوکر شک راہ کی ان کے  
عزم و شوق کے لئے حیرت انگیز تھی قید خانہ کی تنگ و تاریک کونھریاں قصور وایوں کی راست و  
سے بھری کرتی تھیں عرق و سلاسل کی جھجکا راہ و آہنی زنجیروں کی سیاہی مریض زیوروں کی  
جھک و دکھ و اداسی کی آواز سے لایا وہ گوش نواز اور نغمہ افروز تھی۔

سلف گوشت کا | یہ کہ تھا لیکن حکومت کی ہکٹوری جس پر عداوت اور قربانی کی  
نقد و رائے | خواہاں تھی اب تک ہندوؤں کے انتہوں نے وہ قدرانہ پیش نہیں کیا  
تھا جس نے سلف گوشت اور ہم دہل کا خوشنما منظر قریب تو ہو گیا تھا لیکن جواہر لال نہرو کے  
ہندوؤں پر پڑے ہوئے سخت و سختی کی بہت سی جانبیں حکومت کی وہی پر بھینٹے پر عداوت تھی  
سیاسی کے سارے مسائل میں یہ مسائل سخت ترین تھے قرب و شوق کی آگ بھڑک رہا تھا اور  
ہاتھ کی اخلاص و امن بھرتی تھی مگر اس کا اٹھان جانوں کی تلاش تھی بالآخر افسانہ نظر اور تعین  
تک کے بعد یہ سارے قرار بائی کہ تمہیں جہاں اپنے اپنے سہ سالہ گناہے ہوئے مہر کی  
اس قدر خاصیت ایک جھلک عداوت کو دکھائیں کہ ان کی جگہ ہیں خیر اور عقل و غیرت اور



ہو جائیں کچھ پناہ و شر نہیں نہ بھائی دسے نہ سمجھ میں آئے ہاں اس پرانگیں کو جس میں  
اپنی ہی سنی تھی کو بشیں اس عمل سے قربانی کی ضرورت بھی چوری ہو جاتی اور یہی وہ کھانا  
دور و ہمسایہ بھی عمل بائے گا۔

**حرم سامری کا کرشمہ** | اس حرم سامری کے گھرانوں کے گھرانے بہ دیکھ تو نہیں سہت نظر آیا کہ بہت دوس  
کی دولت اور سرمایہ دولت ایک جماعت کے ہاتھوں میں ہے، ہرگز معلوم نہیں جو حق و باقی  
ایک دوسری جماعت کے ساتھ ہیں قیصری جماعت ملٹ کو فرسٹ کی کثرت ہاتھ بڑھا رہی ہے  
اور اشارہ قریب کر رہی ہے وہ سماعت خود نہیں جب کہ یہ جماعتیں متحد ہو جائیں تو دولت علم  
اور حکومت دونوں کا اجتماع قوم ہندو میں ہوا جاتا ہے۔

مسلمانوں نے چلائی ہوئی آخر سے اس جماعت کو دیکھا اور تڑپ کر رہ گئے اس لئے کہ اس  
دور فرست میں جب کہ ہندو اپنی قوم میں زندہ گی کی موت چھوٹ کر رہ گئے اور یکساںہ طرز پر  
انہی اسباب کی فراہمی میں مصروف تھے جن کے اجتماع کا نتیجہ قوم کا ذوق ہو جائے سہات  
نہایت اطمینان و سکون سے اس راہ پر برابر قدم بڑھاتے جا رہے تھے جس کا نتیجہ سستی اور  
اور مردہ قوم بن کر رہتا ہے۔

یہ دولت بگاڑتے تھے وہ ثروت بنا رہے یہ بیکتے تھے وہ غریب تھے یہ قومن  
خواری لیتے تھے وہ سو جو در سو گے چچ ہیں ان کی جائیدادیں وصول کرتے تھے وہ ہرگز  
بہتے پڑھا رہے تھے یہ تیلیم کے نام سے کانپ کانپ اٹھتے تھے وہ ملت کرتے تھے  
جنگلی اٹھتے تھے یہ کھولی اور قن آسانی کی لغزش لے رہے تھے وہ معاشرت میں کثرت تھا کیا  
اور کھتے تھے یہ اپنی طبیعت کیسے بڑھ کر معاشرت میں رنگینی پیدا کرتے تھے وہ باوجود یہی تھے  
نہیں بلکہ ایک زبردست مگر اتنا دور کھتے تھے یہ دھولہ دھولہ کر اختلاف پیدا کرتے

تھے اور نبوت کی حد تک اُسے پہنچا کر چھوڑتے تھے آخر اس کا نتیجہ یہی تھا کہ یہ دنیا میں باقی تو رہے لیکن مجلس جاہل اور بد اخلاق ہو کر نو ذہن و بصارت ہوں شان میں معیت ہو نہ قدرت نہ صدق و صفایا یا جائے نہ حمد و وفا۔

ایسی حالت میں حریصانہ نظر سے ہندوؤں کی طرف دیکھنا بجز اس کے اور کیا فرق دیتا کہ حسرت و ارمان دل میں خون ہو کر رہ جائیں موجودہ حالت میں یہ کس مرض کی دوا رہ گئی تھی جو انہیں ہنود اپنے میں شامل کر لیتے۔

حصول غلبہ کی ایک مضرب تدبیر یہ ایک سلسلہ قاعدہ ہے کہ اگر ایسی قوت جس کا اپنے میں نہ پایا جانا اپنے ضعف کا موجب ہو تو پہلے کوشش اُس قوت کو حاصل کرنے کی ہونی چاہیے لیکن اگر اُس کا حصول متعذر ہو تو پھر اُس قوت کو فنا کر دینا ضروری ہے تاکہ کسی وقت اُس سے تصادم ہو کر اپنے ضعیف و مضلل ہو جانے کا خطرہ باقی نہ رہے ہندوؤں نے اس اصل کو سمجھا اور کمال دانشمندی سے برتا۔

ابتداءً انگریزوں میں مسلمانوں کی ایسی حالت ضرور تھی کہ ان کی شرکت و موافقت کی ہندوؤں کو متنازعہ نہ تھی لیکن ان موجودہ ایام میں جب کہ ہندوؤں نے اپنے کو ہر پہلو سے قدر مضبوط کر لیا ہے کہ ان کی کامیابی میں شرکت غیر نہیں تو پھر وہ مسلمانوں کی طرف کیوں دست احتیاج بڑھاتے۔

جدوجہد کی صوبہ تیریں لگائیاں جب کہ وہ بغیر معاونت مسلمانوں کے طے کر چکے ہیں اور اب وقت اس کا آیا ہے کہ وہ اپنی ہاں نکالیں کوششوں کے ثمرات سے بہرہ مند ہوں تو مسلمانوں کو اس کا کیا حق ہے کہ اس کامیابی میں شرکت ہونے کی آرزو کریں اور بے درد سرکشت سلف گورنمنٹ کے منہ اٹھانے کی ہوس رکھیں اس وقت ہندوؤں کو اس کی تلاش چاہیے

اگرست کی کچھ جائیں ملجائیں تو انھیں حکومت کی دیہی پرقربان کر کے بحیثیت کے فروغ سے  
بھی نافع ہو جائیں اب ہندوؤں کو بھی آخری فرض ادا کرنا ہے اور اسی کے لئے مسلمانوں  
ایک خاص تدبیر سے اپنے میں شامل کر لیا گیا ہے۔

### ذوق شہادت

مسلمانوں میں ایک جذبہ شہادت ایسا ہے جو ہندو بائبل ہی مردہ  
نہیں ہوا ہے یہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور بائبل کا عقیدہ ہے  
کہ دین کی حمایت میں جب کوئی ہم میں سے مارا جائے تو وہ مرتبہ شہادت فائز ہوتا ہے۔  
شہید ہونے کے مدارج علیا کی بلند ی صرف اس سے سمجھے کہ ہر شہید کو غسل دینا ضروری  
ہے جب کوئی نبی یا رسول اس عالم سے نہاں ہوا یا جب کسی غوث و قطب نے اس دہرائے فانی کو  
چھوڑا تو اسے غسل دے کر کفن پنا کر آغوشِ لحد کے حوالہ کیا گیا۔ لیکن ایک مجاہد یا شہید  
سے سیراب ہوتا ہی تو اس کے اعضا و جوارح کا خون یہ حرمت و عزت رکھتا ہے کہ دنیا کا کون  
پانی اسے دھو نہیں سکتا لہذا شہداء کے جنازہ پر نماز تو پڑھی جاتی ہے لیکن ان کا جسم  
غسل سے بے نیاز ہوتا ہے۔

یہی شہادت کا ذوق جس وقت کسی قلبِ مومن میں پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اسکی  
ساری کائنات اس کی نظروں میں ہیج ہو جاتی ہے یہ جذبہ کسی دوسری قوم میں پایہ نشین  
ہونا چھو انھیں آیام میں ایک اہل انگریزوں سے مشرک گاندھی نے شائع کی ہے جس میں  
دیکھتے ہیں "میرزا حب آپ کے خصومت رکھنے سے منع کرتا ہے میں اپنا اتنا آپ پر کبھی نہ چلاؤ  
خواہ میرے پاس اتنی طاقت بھی ہو جائے میں خود مصیبت جس کو آپ پرستخ پانے کی امید  
رکھتا ہوں علی برادران جنگ اپنے ملک و ملت کی حمایت میں تلوار اٹھائیں گے اگر ان سے  
ہو سکا تو (تنگ جبل پورہ نومبر ۱۹۰۷ء)



وہی گھر، انہی سے گھنٹی صاب اس وقت مٹو گیند گھل رہے ہیں اپنی طرف سے  
 اگر یہ لوگوں کو تمام وہ کمال ملے گی کرتے جاتے ہیں اور انہی کے ساتھ مسلمانوں سے بدلہ کرتے  
 رہنے والے ہیں۔ یہ وہ خود بخود ملے میں دکھاتے ہوئے تلوار اٹھانے پر ترغیب دیتے ہیں بھی  
 فرما ہے یہ غیر تو ان کی پالیسی کی اصل جان ہی لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے  
 مذہب کی فتنہ انگیزوں سے ہی کیوں مخصوص ہر کاش مسلمانوں کے حق میں بھی آپ کا دین نہیں  
 مراعات کا حکم دیتا تو انہی شاہیاد اور کارپوری میں مسلمان اس بید روی سے قتل نہ کئے جاتے۔  
 گھنٹی صاب مسلمانوں کے اس جذبہ شہادت میں رستے حیات باقی پائی اور کمال  
 وائنٹی سے مسلمانوں کے اس جذبہ کو آہستہ آہستہ بھڑکانا شروع کیا مسلمان یہ سمجھے کہ سچ ہی  
 یہ بات ہے وہ مستیہا نہیں ہمارے بڑی بڑی قدر نگہاری و تاسف ہے کہ اپنا سر شیعہ پر تیا رہیں۔  
 حالانکہ میں شخص کا مذہب خود اس کے مقامات مقدسہ اور معاہدہ کے لئے ہاتھ تک  
 اٹھانے کی بھارت نہ دیتا ہو وہ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کے لئے کب تلوار اٹھا سکتا ہو  
 لیکن انہوں مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ وہ سر دینا نہیں چاہتے ہیں بلکہ مسلمانوں کے سروں کی انہیں  
 حاجت ہے یہ گھر ایک کثیر تعداد میں اسے مفت لیا جاتے ہیں۔

خلافت کا رخ | کیا یہ ہے کہ مسلمانوں کو خلافت کا نام لے کر بھڑکایا گیا اور جب میں  
 سولہ ج کی طرف | آئی پیدا ہو گئی تو ان کے جوش کا رخ سوارانہ کی طرف پھیر دیا گیا  
 اب مسلمان یہ کہ جوش میں بھی ملتے ہیں اور ہندوستان کے لئے جان دینے پر آمادہ ہیں اگر یہ  
 اب بھی نہیں میں نہ تے تو وہ دن سامنے آتا ہے جب کہ کاشی ابو دھیا اور دوار کا کی غلط مسلمان  
 اپنا جانیں دیں گے جو اسے خود بخود گھنٹی صاب کی غم پر کرتے ہوں گے سلف گورنمنٹ کی آفر  
 شیعہ ہندوستان اسی وقت ملے گی جب کہ ایک کثیر تعداد میں مسلمانوں کی جانیں متبادل ہوگی



ہندوستان کا قائد تو حتی وستی ہے رہا اسلام اور اسلامی خلافت اور مسلمانوں کے بھائی  
مقدس ان کا خدا حافظ -

جاہلانہ التماس

فرزند ابن اسلام! میں فیصلے نو کے معروضات کو غصے سے لکھ رہا ہوں کہ  
ملاحظہ فرمائیے میں باغیانہ دشمنوں کو تعلق و تعلق دیکھ رہا ہوں

ایہ دل کی اضطرابی حرکات اور کورانہ رفتار پر غور کیجئے اب نہ مقامات مقدسہ کی مخالفت نہ  
نہ ہجرت کے لئے بلند آہنگی نہ جزیرۃ العرب پر جوش و خروش نہ خلافت پر بزم ہاتم تب تو صاف اُدھے  
خفا میں وہ بھی یہی کہہ رہی ہیں کہ ہندوستان کو پہلے آزاد کرو پھر اپنی مطالبات نہ بھی کا ذکر پھر  
خدا کے لئے ذرہ انصاف کا کام لو کیا یہ مقصد کانگریس نہیں کیا یہ ساری مذہبی تصویریں جو اس ایک  
بوس میں جلد جلد ماسنے لائی گئیں وہ بنیاد خود مقصد و مطلوب نہ تھیں بلکہ ان کی ناپائیدار  
مقصد صرف تمام سے جذبات میں ہیجان پیدا کرنا تھا اور اس ہیجان کو خدشت ہندوستان میں  
مرکب کرنا تھا یہ ساری جملہ آرائیاں جو تقدس کی پیکریں ہوئیں ان کی محض ہی ناپائیدار تھی کہ تم  
کسی طرح ہندوؤں کے خدائی ہو باؤ اور تمہاری مذہبی عصیت تھا جو بات پھر حکومت ہند  
اقوال میں ہندوؤں کے اس طرح رید و بیا کہ ہندوؤں کا دل چاہتا ہو۔

اسی اشار میں جبکہ مسلمانوں نے اپنی مذہبی ہدایات پر غیانت اور مہلت کی گند پھری  
پھیری اور ملکہ قربانی میں صدیوں کے حق کو فریج کر ڈالا ہندوؤں نے باجیامیو سنپلی میں  
پلیٹ پام کر دیا کہ کوئی گھاسے اور پچھر اصد و دیو سنپلی میں نہ فرما ہو نہ اس کا گوشت نہ کھائے  
معاذ اہل جوئی پائے نہ کھنڈ اور بلند شہر و دیہ میں یہ قانون پام ہو چکا ہے ذرہ صبر کیجئے  
میں میں کوئی گوشت ہندوستان کا ایسا نہ لگاؤ جس میں یہ قانون نافذ نہ ہو جائے۔

اس وقت کہ ہندوستان میں سلف گورنمنٹ قائم نہیں ہوئی ہے اس وقت کہ مسلمان

کی دولت میں کل اراکین و مندوبین کے خزانہ میں اگر نقد نہیں ہوتی ہے اس وقت تک کہ چھپ  
سکے مسواں کو اتفاق بہت ضروری ہے اس وقت کہ مسلمان و صوفیہ ہیں اگر خود ہی  
سب سے اور کئی قریبی قریبی کا اگر چھوٹے اور بڑے پر یہ مافی ہیں اس کی کیا ضرورت  
نئی و پرندہ والی سے اس لئے انہوں نے قانون بن کر دینے کا حکم لگا دیا و دستور اب بھی  
انہیں کمزور و کمزور رہا اس موجودہ حالت سے ہندوؤں نے یکساں فائدہ اٹھایا۔ باوجود  
خلافت مسلمان مبینہ یونیسپی پھر بھی کثرت و دولت سے یہ قانون پاس بھی ہو گیا۔ ہندو غیر  
خدا میں پیدا ہوتے ہیں یہی سب سے گئے عام مسلمان اس وقت خاموش ہیں۔

اگر وہ تو بظاہر کہ منہ میں ہوتی تو پھر گاندھی صاحب اپنا دست کرم مسلمانوں سے  
اٹھائیں گے۔ ہندو مسلم اتحاد بظاہر ہو گا۔ انہوں صدافوں مسلمان اس اتحاد کے خوف سے  
خاموش ہیں اور ہندو اس وقت کو غیبت بھگتوں کی کتابوں پوری کریں یہ ہیں نتائج  
ہندو مسلم اتحاد کے اور یہ اگر شرہ مان کو اپریشن کا اور یہ ہے بڑا سلف گورنٹ کے لئے  
ہندوؤں کے مسائل و محاورہ ہونے کی سب سے خوش است از بھارتش پیدا است

سیاسی جلسہ کا | جس وقت سیاسی لیڈروں نے خلافت کے متعلق صدائے احتجاج  
میں قوتی | ہند کی قیامی اسی وقت سیاسی حصار نے بھی اپنا فتویٰ شائع کرنا ضروری  
سمجھا وہ فتویٰ عیسائی اتحادوں میں ملاد ہند کی خدمت میں پہنچایا گیا عیاری و منکاری کا

کوئی طریقہ نرم اور گرم ایسا نہ تھا جسے تصدیق و تصویب کے لئے عمل میں نہ لایا گیا ہو۔  
موسے میں سب ذیل مسائل پر پیشانی ڈالی گئی تھی (۱) خلافت و نصب امام (۲) شہر  
امام و خلیفہ (۳) جزیرۃ العرب کی تحدید اقداس کے متعلق احکام شریعہ (۴) جہاد کی اہم  
قسم و فروع کے احکام اور اس کا وقت۔

فتوے کا خلاصہ المرام و خلافت الکلام اس معلوم پر تھا کہ اس وقت خلیفہ المسلمین کی  
وقت سے بغیر عام ہے اور تمام عالم اسلامی پر و خلع فرض میں وقت آگیا کہ دنیا بغیر اجابت  
لہذا نکل کر جو دنیاں بغیر اذن شوہر جہاد کے لئے نکل جائیں وہی وقت آجہا یہ کہ جس  
وہ وقت کو اس بغیر عام پر صدائے لیک باندھ کر فرض ہو۔

جس فی ادا سے فریضہ صلوٰۃ و صیام کے لئے والین اور شوہر کی اجابت و رضا کی  
اجابت میں اسی طرح اس وقت جہاد کرنے میں بھی ان کی مرضیات کا خیال اور ان کی توثیق  
کا خوف ایک گنا و عظیم ہو۔

یہ فتویٰ ملک میں گشت کرتا رہا جراثیم و صفائف میں بھی شائع ہوتا رہا جو ہم کو نہ ہے  
کہ جہاد و دفاعی جو اپنے مقابل قسم جہاد میں حملہ و هجوم سے کیس زیادہ اہم اور واجب اہم ہے  
اس کے لئے جو بغیر عام پکار دی گئی تو پھر اب انتظار کیا ہی مقتیان شرع میں جہاد کا علم تھا  
اور ہر ایک عالم اپنے دائرہ اثر کا مرکز بن کر مجاہدین کو جمع کر کے سامان جنگ تیار و جہاد نظام  
ترتیب و تنظیم کی صورت میں لایا جائے مجاہدین فی سبیل اللہ کے عمر و تکبیرے فضائے بن جائے  
اب پھر ایک بار گونج اٹھے۔

یہ اسی انتظار میں تھے کہ ملٹری سیاسی کی بارگاہ میں ایسی خاموشی چھائی کہ گریا اس اہم ترین  
دینی کا انصرام نہ کسی شرط سے مشروط ہو نہ عساکر اسلامیہ کے لئے کسی قواعد و تنظیم کی حاجت ہو نہ  
مل میں کسی فراہمی اسباب و سامان کا متقاضی ہو محض فتویٰ کھڑا چھاپ دینا ہی سہی شرط  
اور رابطہ و ایمان کا حوصلہ مضامین ہو۔

اسی دور انتظار میں جب کہ ایک برس سے زیادہ دورہ گزر چکا تھا  
جب کہ پورے ملک میں جمعیت علماء ہند کے نام سے ترتیب دیا گیا

ملٹری سیاسی انتظام  
جملہ کی تحقیق

جس کی کڑی حدت کو اپنی جان سے بڑھ کر دیکھنے میں بہت سی سختی  
سے اپنے لئے عزت و کثرت بخشی۔

خطبہ سادات میں علامہ جبار کے منہ سے نکالنے پر اپنی بخوبی و عدم ہراس کا پر زور الزام  
میں اٹھ افراتے ہوئے سنی جہاد بیان فرماتے کی جی زمت گوارہ فرمائی نہایت جوش و خروش  
کے انداز میں جہاد کو سمجھا دیا گیا کہ یہ جی جہاد ہی وہ جی جہاد ہے جسے جی جہاد شریعت میں  
کہتے ہیں اس سے جی جہاد دین و ملیہ السلام نے فرمایا ہے۔

عام کے لئے پھر جی یہ مقدمہ لا بخل ہی رہا ان کی سمجھ میں خاک نہ آیا کہ برس در برس کچھ  
سنی جہاد کی تحقیق اور اس کے مصداقین کی تفسیر و تفسیق کیوں کیجاتی ہے اسی طرح آہستہ آہستہ درجہ  
بدرجہ کبھی کبھی تحریر اور کبھی کسی تقریر کے ذیل میں مسلمانوں کو ایک غیر متعین صنف جہاد کے لئے  
حلا و سیاسی تیار کرتے رہے۔

**تعیین جہاد** واقعہ یہ تھا کہ ان میدان علم کو اپنے پیشوایان کید و میل یعنی ہینٹلیں لیڈروں  
جو فیض پر ہوتا تھا وہ انہی کو سماجی شریعہ اور اصطلاحات دینیہ کے لباس میں عام مسلمانوں کے  
سامنے لاتے تھے جنٹلمینوں کا مبدی فیض مشرک اندھی کا دلخ تھا ایسی صورت میں جب کہ ان  
علم سیاسی کا سلیلا جب ایک فخریہ کفر و شرک پر جا کر منہی ہوتا ہوا اس کے سوا اور کیا چارہ  
کا تھا کہ جب تک کچھ ای طرف سے اتنا نہ کیا جائے یہ ساکت و صامت ہی رہیں۔ رفتہ رفتہ  
اور وقت آتا کہ مسلمانان کو اپنی جگہ کی تحریک قیام کر لی گئی اب علم کے جناب سے ہی جہاد اپنے صحیح  
اصول پر لکڑی نہیں دیکھنا چاہیے۔

عام مذہبی کا استعمال کریں یہ ان کا جہاد ہی اور عوامی حد سے واپس کے عجائبات یہ ان کے  
لامرکبہ ہیں کا جہاد ہی کو نسل کی میری پھر دینا جس پر مل ہوئے والوں کا جہاد ہی ہے جہاد جہاد



طلبائے انگریزی خواہ کے لئے بجز وہ موجودہ نظام تعلیم کو سب تک نہ پھوٹیں گے مہاجرین  
 ہیں ان کا شمار قطعاً نہ ہو گا ساری دینیوں پر تارکین جہاد کے لئے جو ایک عید میں ان میں  
 ایسی باقی نہ رہے گی جو طلباء پر صادق نہ آجائے موجودہ نظام تعلیم کے تک میں تاخیر وقت پر بھی  
 گناہ کیس نہ ہو والدین واساتذہ کے استشارہ واسترضاء کی یہی عادت فرست نہیں۔

وہ جہاد جسے فرض میں لگایا تھا وہ جہاد جس میں اولاد کو والدین اور زوجہ کو زوجہ کی  
 اجازت کی حاجت نہ تھی وہ جہاد جس کے لئے نفیر عام ثابت کیا گیا تھا وہ جہاد جس کے  
 معنوں کا کسی وقت شمار کیا گیا تھا وہ جہاد جس کی صورت خاص آج تک غیر متعین تھی اور یہی  
 مسئلہ تان کو پریشان رہتا

عزیزانِ وطن ہمارے ہند کا فتویٰ جو بصورت کتاب اور اسی نام سے شائع ہوا ہے ہمارے  
 کی تعداد میں تقسیم ہی ہو چکا ہے اسے من اولہ الی آخرہ بڑے جادو دیکھو تو اس میں من تمام جہاد  
 سے کوئی مذکورہ ہی طقات مسلم پر تقسیم تمام جہاد کا کیس اس میں ہم نشان لگے ہیں جو مسنون  
 اور اس کی آزادی کے لئے سرفروشی کا کہیں ایک حرف بھی آناروایت و نہایت میں آخر  
 یہ فرق میل و شمار کیوں ہو؟

ہاں یہ ساری فتوے نویسی اور مجالس کی گراگری صرف ہی کے تھی کہ نوجوانوں کو  
 وطن میں واساتذہ سے سرکشی و تردید پر ترقی طبع آباد کر دیا جائے تاکہ ملک میں ہنگامہ آرائی کے  
 لئے ایک کافی تعداد پیشے کے ناخبر بہ کاروں کی انتہا آجائے۔

علمائے سیاسی اور مذہبی | جس اسی خدا کی قسم میں پر تمنا لا ایمان ہو جس پر بتاؤ کہ نفیر عام کے  
 جہاد کی توہین | وقت یہی وہ جہاد ہے جو ہر شخص پر فرض ہو جاتا ہے جس میں نفیر اسی قسم کا  
 ہونا اسطرح کے تم پر ہو جس پر یہ بتاؤ کہ بی بی کو بغیر اذن شوہر اور والد کو بغیر اذن والدہ کا

کیا اسی جہاد کے لئے نکل کھڑے ہونے کو کہا گیا ہو۔

الْجَاهِدُ مِنْ جَاهِدِ نَفْسِهِ وَالْمُهَاجِرُ مِنْ هَجْرٍ مَا غِيَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ عَنْهُ

یعنی مجاہد تو وہی ہے جو اپنے نفس سے جہاد لڑتا ہو اور مہاجر وہ ہی جس نے اُن چیزوں کو چھوڑ دیا جس کے ترک کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے صادر فرمایا اس حدیث پاک کی اس تلامذات کہتے ہو اور جہاد و ہجرت کی اب یہ تصویر پیش کرتے ہو۔

جنگ ہروہ سی جو حق پرستی اور خدا کی راہ میں کی جائے وہ جہاد ہی قرآن صلوٰۃ و ھیما ج و زکوٰۃ کا پابندی و استقامت اور اگر نافرمانی و مستحبات کی برکات حاصل کرنا یہ بھی جہاد ہے احقاق حق و ابطال باطل یہ بھی جہاد ہر سچ بولناعت و پارسانی اختیار کرنا دیانت و امانت کی زندگی بسر کرنا یہ بھی جہاد ہر عیتم و عیسیٰ کی خبر گیری و مفساد و مفساد کی خدمت گزاری یہ بھی جہاد ہے لیکن اس جہاد کے لئے تو غیر نام کی شرط نہیں کفار و غیر مسلم اقوام کا بلاد اسلامیہ پر ہجوم نہیں جہاد کا معروف علیہ نہیں یہ جہاد میر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کی دعوت و پکار کا جواب نہیں یہ وہ دفع نہیں جو درجہ بدرجہ شرف و قربا عالمہ مسلمین پر واجب ہوتا ہو بلکہ یہ تو وہ جہاد ہے جس سے امتا قرآن و سکون قایہ سطوت و شوکت بحد فراغت و قوت کے ایام میں بھی کسی مومن کو فایز نہ بیٹھنا چاہیے۔

الْجَاهِدُ مِنْ جَاهِدِ نَفْسِهِ کا جہاد ہر صبح کو ایک سچے مخلص مسلم کی حیات میں شروع ہوتا ہے اور دوسری صبح کو ختم ہو کر پھر شروع ہو جاتا ہے مفکرة نبوت سے جن کے قلوب منور و تاباں ہیں ان کے نکل کا کوئی لمحہ اس جہاد و ہجرت کی سعادت سے بے نصیب نہ ہونے نہیں پاتا عالمہ مسلمین بھی اس جہاد و ہجرت سے اس قدر ضرور متاثر ہیں کہ گرج چمک کسی مسلم و مومن باپ نے اپنے بیٹے کو یا کسی مسلم و مومن شوہر نے اپنی بی بی کو امانت محمدی کے لئے دعا دینا دیکھ کر اسے

منع نہیں کیا خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے یا سُنن و نجات کے بھولانے سے یا سبکدوشی سے۔  
 حاجت مندوں کی امداد سے نہ کسی باپنے اولاد کو بھڑکا نہ شہر ہرستہ بنی بلکہ یہ عقاب لالہ کیا  
 جنگ طرابلس اور جنگ بلقان میں عورتوں نے اپنی سب سے زیادہ عزیز  
 موقع پر ایسا کر دیا۔ محبوب پھر یہی تہذیب رکھتا تھا کہ ہر جہت میں سے ڈالا لیکن اس پہلی  
 کسی خاندان کے متعلق یہ نہ مانا گیا کہ اس اتفاق پر زن و شو میں سو مزا ہی ہو گئی۔

نوجوانوں نے انھیں آیام میں منتیں صوم کی مائیں اور رقصے رکھے گئی تھیں یہ قدر  
 قرار دی گئی اور اخلاص و نیاز مندی سے پوری کی گئی اسی کے ساتھ دل کھل کر دہلے بھی  
 دئے اپنے لڑائند میں کمی کی اور اس طرح مجروحین طرابلس و بلقان کو ہندو صیبا خاص کو بھی یہ  
 تقریباً ایک سال تک مسلسل یہ سلسلہ قائم رہا اس وقت کسی باپنے اپنے بیٹے سے نہ اٹھا  
 رنج و ملال کیا نہ اولادوں کے اس فعل کو نظر ناپستی سے دیکھا۔

پس اگر اس وقت بھی اسی جہا و اتفاق اور ایثار کی حاجت تھی تو اس کے لئے بغیر عام  
 جہاد کے فرض معین اور اطاعت والدین و اساتذہ و اطاعت زوج و مولیٰ سے انحراف و انکسار  
 کی تہمتیں و تبلیغ کی کیا حاجت تھی لیکن ہاں یوں کہو کہ اگر سچائی کے ساتھ امر بالمعروف نہی  
 عن المنکر کی تبلیغ کرتے یا ایمان داری سے صراط مستقیم کی طرف ہدایت و رہبری کرتے تو پھر  
 اپنی ہواؤں جو اس کا صیہ کہاں نہ تلاش کرتے۔

افسوس ہے اس فتوے نویسی پر جس نے مسلمانوں کے کئے گئے تباہ و کر دینے اس زمانہ  
 شور و سخن میں جب کہ نوجوانوں میں مساوت و اطاعت اور حق شناسی کو فقدان ہو رہا ہے  
 والدین و اساتذہ کی خدمت میں انھیں اس طرح دیر و مبالغہ ہو جانے کی ہدایت کیسا کہ ہر گز  
 اللہ رحمہم پیام ہے۔

ملاؤ یہی کہ ہجرت کے  
مستقل تباہ کن قوی  
اسی طرح ایک غیر عام ہجرت کی پکار دی گئی جس بانگ سے ہنگام  
سجدی طائفے اور خطہ سندھ میں بہت زیادہ اثر کیا ہزاروں گھر  
تباہ ہو گئے ہزاروں عورتیں بے سر ہو گئیں ہزاروں بچے سایہ پدری سے محروم  
کھوئے گئے گاؤں کے گاؤں مسلمانوں نے آگ لگا کر شکر کر دکھ لاکھوں کی  
ہانڈیوں کو ٹیوں کے محل ہنسہ دوڑوں کے ہاتھوں بچ دی گئیں تقریباً ایک لاکھ مسلمان  
اپنے زیادہ دینی املاک و جائداد سے دست بردار ہو کر محل گھر سے ہو گئے۔

کچھ دنوں تک ہجرت کا زور رہا اخباروں میں بھی نہایت جلی قلموں سے مبالغہ میں کا  
قادر لکھا جاتا تھا لیکن جب ہجرت نے رجعت تقریبی کی صورت اختیار کی تو دو چار اخبار بار بار  
کہتے تھے ہجرت کا سلسلہ بند کر دیا گیا اب پھر دوبارہ مزدور ہجرت مسلمانوں کو نہایا گیا اور  
امانت و ہر ذمہ داری بھی عطا ہو گئی لیکن اب نہ کوئی مضمون فضائل ہجرت پر لکھا جاتا ہے نہ اس کی  
ضرورت ثابت کی جاتی ہے نہ کوئی قافلہ کا سلسلہ آمد و ہجرت نظر آتا ہے اب تو ساری رپہ  
میں اور صرف ایک کلر تو حید مشرکہ کا مذہبی نان کو اپریشن گورد و جیسی ہجرت پر ایسی ہی جہاد  
لیڈروں اور جٹا مادی بیٹھے تو یہ بہتر تھا کہ جس طرح کے اشخاص کی جس تعداد میں  
جہاد سلاہ کی رعایت ہوتی پہلے انہیں مسلمانوں کو فعل مکان کی ترفیب دی جاتی آقا کو  
سے جیتے ایک کفن نظام عمل بنانا تھا ورم کے پانے سے قبل خواص کا سفر کا ضروری تھا  
تا ظہیم حالات کا پہلے اندازہ کر کے حتی الامکان اسے ادنا گوری کرنا بہت ضرور تھا۔  
کیا ستم نہ ہم پر کیا کہ ایک مختصر سفر جائے اقامت کرتے ہیں تو اپنے سفر کی غایت قیام  
کی حق ہم میں کا انتخاب اور دیگر ضروریات و حالات کا پہلے انتظام سوچ لیتے ہیں لیکن  
یہ کیا غماز ہے کہ مسلمانوں کے سامنے ایک غیر عام ہجرت کی پکار دی گئی اور اس ہم سفر کیا



لی کہ سیاب ہمارا ہونے کے لیے جس ترتیب و نظم اور ہدایت و تفسیر کی مہارت تھی اس سے  
 خود تحریک کرتے والوں کا مدد بھی خالی تھا جو صدر اس نظم و انضام کی تحریک کو عمل میں لایا  
 اور اہمیت مذہبی نے اس وقت ہو چھایا ہے نہیں معلوم اس کو ذرا کہوں ہے اور اس کا  
 کتنا رکس کی گردن پر کرت

جہاں اور ہجرت ان دونوں بسمہ و اعظم مسئلوں کو میں نے اس دور کے غائب کیا ہے  
 تباہ کیا ہے یعنی اسلام اس کی تفسیر پیش کرنے سے عاجز ہو گیا تھا ہندو مت اور تصوف اس  
 میں دکان بابتوں سے نویسی سے مراد دیکھئے اس کی اصلاح کیوں کر ہوتی ہے اور کتنا  
 چاہتی ہے علی انصاف

انفجہا دیں کچھ وہ برقی قوت تھی کہ اس کے سسٹے سے خبر مسلوں کو ٹنڈا لپٹا آتا تھا  
 اور مسلمانوں کے مردہ و افسردہ قلوب میں حیات و تازگی۔

قبل ازین لفظ جہاد | اس موقع سے قبل جب کبھی اور جہاں کہیں یہ لفظ کہا گیا ہے تو اس  
 کا اثر | دیگر کلمات کے اس نے اپنے لفظ کو وہ ہوائے کیمت ثابت ہونے

نہیں دیا جو ایک مرتبہ ٹکرا کر ہوا کی موجوں میں گم ہو جائے اور اس کو ارضی پر اس کا نام لیا  
 غیر قادر اشار کی فہرست میں مندرج ہو جائے بلکہ جب کبھی یہ لفظ کہا گیا اور مسلمانوں کے  
 کانوں تک پہنچا یا گیا ہو تو کفر و شرک کی بنیادیں ہل گئی ہیں مخلوق پرستوں اور ان کے  
 دشمنوں میں زلزلہ پڑ گیا ہے تاہم اقوام اور جغرافیہ ملک میں ہمیشہ ایک تفسیر غلط رہا ہے اور  
 اس لفظ جہاد کے کئے اور سننے کے ایام صفحہات زمین پر ہمیشہ خون کی سرری اور لگ سناں  
 شہرے کئے گئے ہیں۔

لیکن آج تم نے مسلمانوں کے اس سینہ پر صد سالہ غفلت کو اپنے قدموں سے لے لیا ہے

دو دھڑاں تم نے سات کرو مسلمانوں کی دینی غیرت کو بے ذلیل و خوار کیا و کفر غیر مسلم قومیں  
تم پریشانی میں غافل نہ رہنا میں تمہاری ہیبت رہی نہ ہندوؤں پر قتال خوف رہا۔

تم راہ رسالہ دین تم کو قتل از قہر تم اور قتلہ دینی غریبی تعلیم تم اور قتلہ دینی احکام  
میں کے سب گناہ غیر مسلم میں بیچ و فرمایا یہ ثابت ہوئے۔ لیکن اس کی انھیں کیا پروا جب کہ تقریباً  
ایک لاکھ کا خراج تمہارے گھروں میں جو پہنچ گیا جب کہ ہزاروں انسان انھیں اپنے دوش  
عصیت پر لئے پھرتے جبکہ ہر روز شاہانہ دسترخوان سے کام و زبان نئی نئی لہتیں لے رہی  
ہیں تو پھر اس خائن غلام بریں کے مقابلہ میں اسلام کیا ہی اور ایمان کیا۔

اے عمرستان بادۂ یثربی ذرہ ہوش میں آکر ہیں تباہ کہ تم سواراج کے لئے اٹھائے  
گئے تھے خلافت کے لئے تم نے ہندوؤں کو آمادہ کیا خاتم اسلام کے نشر و تبلیغ کا علم لے کر  
بڑھے تھے کافر و شرک کی مکتبہ تعلیم کرنے کی غرض سے یہ لشکر آرائی کی گئی تھی اسلام کی حمایت  
اور دکان اسلام کا غیر مسلم کو گرویدہ بنانا تمہارا نصب العین تھا یا خود کفر و شرک کے جال میں  
پھنس کر آنا دی ہند کا ترانہ مٹانا مقصود و مطلب تھا۔

مسلم لیڈروں کا کفر و **الہ الا اللہ گاندھی** نے کس جن تدبیر سے مسلمانوں کو اپنا اور اپنے  
کافروں کا **ادغام** کا مذہب کا نظام بنالیا ایک برس بھی گزرنے نہ پایا جو حمایت خلافت  
ذمہ دہ ہندو دست کش ہو گئے جو کہ جس عیادانہ پال سے تم مسلمانوں ہی کے ہاتھوں نے  
مسند خلافت کو دھکے دے کر پس پشت اٹھل دیا۔ خلیفۃ المسلیحین اور امیر المومنین کی جگہ گاندھی  
کراہی گئی اب یہ دیکھنا کہ اسلام اسی کی پیش کر رہے ہیں کہ جہاں تک ہر سکے گاندھی کی محبت  
و خلعت سے کوئی قلب مومن خالی نہ رہے پائے۔

گو کہ وہ ہندی علیٰ اسلام کا پہلے کتاب کوئی نہ کہتا ہے کہ نبوت اگر ختم نہ ہو گئی ہوتی

نوحہ مذہبی نبی ہوتا یعنی نبوت کے ماتحت جو سب سے بڑا رتبہ و منصب ہو سکتا ہے وہ مذہبی ہو  
ہے کوئی اپنے کو پسر و گاندھی کا کتا ہے اور اسلام کی نجات گاہی کے انھوں سے نہیں  
رکنا ہے۔

مسلمان اپنی کاؤں سے سستے ہیں انھوں سے اخبارات میں یہ مضامین دیکھتے ہیں کہ  
ہیں پھر بھی عالم وجد و تواجد میں آکر وہ ہمارے لیڈر و شاہان ہمارے لیڈر کی رٹ لگاتے  
ہاتے ہیں۔

فرزندان اسلام رہبر کی تین قسمیں ہیں ایک وہ بالکمال جن کے ذہن میں  
منزل مقصود متعین و مشخص رہا ہے اس کی معلوم و شواہدوں پر اسے  
اطلاع خطرات و ممالک سے واقفیت کا طرآن تدابیر پر تھا ورجن سے خطرات و موانع کا اثر نہ  
آنے پائے۔

ایسا رہبر اپنے علم و بصیرت سے رہبری کرتا ہوا خطرات و ممالک سے بچانا ہوا موانع  
کو دفع کرتا ہوا اپنے پیچھے آنے والوں کو سلامتی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے  
جیسا کہ ایک ماہر ناخدا کر و و عمائد کی راہوں سے واقف مقام خطرات آجہ و ممالک سے بچ کر  
غل جاتے کی اسے معلوم۔

دوسرا وہ ناقص رہبر جسے نہ راہ معلوم نہ خطرات کا علم لیکن مقصود متعین تلاش  
راہ کی طلب کامل اور خطرات پر غالب آنے کی قوت اسے میسر و حاصل۔

تیسرا وہ مذہبی باطل کہ جسے نہ منزل مقصود کی خبر نہ ہستہ کا علم نہ شواہدوں پر بصیرت  
ثبوت نہ کسی قسم و خلق پر قدرت و طاقت۔

اب تیس پر یہ مسل فیض تھیں کہ وہ خدا گئی قبا سے لیڈر کی قسم رہبر میں شامل ہوا

ہندوؤں نے ہندوؤں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا کر کس سولت و نرمی سے آپس  
آؤت انھیں اپنے منظر خیال پر اُتار لیا لفظ سواراج جس سے لاکھوں کان کن تک نئے آئے تھے  
عرفت کے وطن کس جوش سے وہ ہر ایک زبان پر جاری ہے گا مذہبی جس کا نام تک پہنچ  
ہوئی قبل ہندوستان کے کسی مسلمان کے علم میں بھی نہ تھا خلیفۃ المسلمین کی جگہ آئی اس کے  
تقدس و عظمت کے فائدے کس کمال حقیقت سے متواتر ملک میں گئے جاتے ہیں۔

گھمسنے کی قربانی اور اس کا معمولی ذبح بعض جگہوں میں بند ہو چکا ہو اور باقیہ مقامات پر  
بند ہوئے والہاں ہندی نے اردو پر فتح پائی ہے۔ دوش مسلم پر کافر کا جنازہ رکھا جا چکا  
جیسی اس کا موقع نہ ملا انھوں نے نفل جنازہ اُتار کر اپنی شرکت و سمیت کا ثبوت  
دیا مشرک کے لئے برکات عالم آخرت پایا گئیں اور مغفرت کی دعا مانگی گئی کھڑے تو میدانے  
دلوں کے سردار رام رام ست ہو گیا کھلایا گیا۔

یہ سامنے اٹھل جرو قوت پذیر ہوئے اور ہو رہے ہیں ان سے  
بالعکس معاملہ

اسلامی خلافت کی خدمت انجام پا رہی ہے چوبیس کروڑ ہندوؤں کا قدم خلافت اسلامی یا  
کسی دین کی طرف بڑھا یا سات کروڑ مسلمانوں نے بڑھ کر سواراج اور مراسم کھڑو کر  
گوبلیک کہا مسلمان ہندوؤں کے ہنگام یا ہندو مسلمانوں کے ہونہر مسلمانوں کے قریب آتی تھے یا مسلمان  
مسلمانوں نے قتل نہیں بن کر ہندوؤں کو اپنی طرف کھینچا یا ہندوؤں نے اپنی مقابلہ کی کشش سے انھیں  
میں جذب کر لیا اس کا جواب قتل ہے نہ خطیاب نہ عبارت آئی ہے۔

نابالائغ خلافت کے متعلق قریم جواب دو گئے کہ اب یہ مسئلہ طے ہو گیا کہ ایک کلمہ نہایت  
کامیاب اور گریزوں کا قدم یہاں ہے نہ ہے مسلمان کچھ بھی خلافت کی بددینی کر سکتے ہیں۔



ہاں میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ پتہ خداوند کے لئے بندہ ایک سرگرم کوشش ہے لیکن اس میں پتہ  
 میں یہ تبدیلی واقع ہوتی کہ فرد و سلطان بجا و غفلت سوا کے ہمارے لئے قیام گوئی کے باب میں ہم  
 یہ جواب دو کہ جب کہ مسلمانوں میں کوئی صاحب سجادہ کوئی خانقاہ نشین کوئی رفاغویہ  
 کوئی محدث و مفسر مدعی کہ کوئی جہنمیوں کی لہر شعلہ گندہ ہی کے نو تو ہیں اس کے سوا اور کچھ چارہ  
 کہ ہم اسی کی تاکید کریں اسی سے اپنا رشتہ ہدایت جو زیر اسلاف کے وراثت و مراثت ملے  
 آج قصہ دہستان ہوا قوم انسانوں سے نہیں بنا کرتی نہ کسی کی سوانح و سیرت قوم میں رہے  
 ہو ایک سکتی ہی ہیں تو ایک زندہ مثال و نمونہ چاہیے اور وہ نہیں ہے مگر گاندھی۔

ہاں میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ گاندھی تمہارا پیٹنہا ہے اور ہم اس کے پیروں پر گرا ہوا  
 کے متعلق تمہارا یہ جواب ہو گا کہ اس وقت انگریزوں سے مقابلہ کر کے لئے ہمیں عادت  
 تھی کہ ہندوؤں میں جذب ہو جائیں تاکہ باہمی تجاذب و اذحام سے طاف و شدت آجائے  
 اور ہماری جدائے اجتماع میں قوت و صولت پیدا ہو جائے  
 ہاں میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ تم ہندوؤں میں جذب ہو گئے۔

وَمَا تَنْكُمُ رَبُّ الْعَالَمِينَ | علم برادران نان کو آپریشن ہوا راج اقیامت ایک دن ضرور تسلیم  
 ہوگی جہاں اولین و آخرین کا جمع ہو گا اور پھر لیکن الملک الیوم شد  
 الواحد القہار کی دل لکھا دینے والی آواز کے ساتھ تخت رب العالمین سامنے ہو گا و محل  
 عرش ربک فوقہم یومئذ ثانیۃ اُس دن تمہارے سر پر و عظمت کھل جائیں گے  
 یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیۃ۔ اُس دن جس میں اُس محل و جہاں قادیانہ تھا رکھنے  
 باکر لپے اعمال کا حساب دیتا ہو گا "فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْدُہ" تو یہی جشتہ سراضیۃ  
 "اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْدُہ" فَاَمَّا مَنْ هَارَیْقَہُ وَاَمَّا اَعْدَاکَ مَاہِیْہُ فَاَمَّا مَیْہُہُ

تو پھر میں وقت رومر نفع الصداقین صدقہ تم کا ظہور ہو رہا ہو گا تمہاری کیا حالت  
 ہو گی اور تمہارے ان اعمال کا ترازو کسے عمل پر کیا وزن ہو گا خلافت اور دین کا نام لیکر  
 سوار اچ نور مقینات گاندھی میں فنا ہو جانا کیا نتیجہ سامنے لائے گا۔ اللہ میں ضل  
 سيعم في الحياة الدنيا وهم يحبون انهم يحبون صنعاً  
 اولئك الذين كفوا بآيات سرهم ولقائهم فخطت اعماهم  
 فلا نفيدهم يوم القيامة وزناً۔ یقین کر لو کہ اُس روز یہ تمہاری تلیس  
 کی چاند پارہ پارہ ہو گی اور تلیس کا جال ریزہ ریزہ۔ یہی لیدری اُس دن  
 تمہیں وبال ہو گی اور یہ ہر دل عزیز ہی تمہیں رسوا و خوار بنائے گی۔ آج وہ  
 بھیڑ اور ہتھوڑ جس پر تمہیں نازی تخت رہی آج وہ ہنگامہ و ہجوم جس پر تمہیں اعتماد  
 و سہارا ہے کل بروز قیامت تم سے بیزاری کا اظہار کرتا تھا۔ قائلو امینا انا اطعنا  
 صادقنا و کبروا ونا فاضلنا السبیل را بنائے انھم ضعفین من العذاب  
 و انھم لعل کبیراۃ یہ گروہ معتقدین یہ مجمع ارادت مندان  
 جو آج تمہیں اس درجہ محبوب ہے کل بروز عشرتم اس سے خفا ہو گے اور دست بردار  
 شامت اعمال کا وبال سامنے پرکھو اور یہ سیکڑی خاک سیاہ اذتبرا الذین اتبعوا من  
 الذین اتبعوا وراوا العذاب و تقطعت بهم الاسباب  
 نان کو آپریشن کا طمع جامد | اب آؤ ہم ایک دوسری مجلس منعقد کریں اور مسئلہ نان پر  
 سنے جو روپ بدل کر ہندوستان میں ایک اودھم مچا رہی ہے اس کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھا  
 ضرورت ہے کہ یہ گاندھی گردی جو فوج بابر ایمان کو اسلام سے مرصع بنا کر سامنے لائی گئی ہو  
 اس کی ہلیت بالکل ہی بے نقاب کر دی جائے سب سے پہلے اس خط کی تاریخ اور تبدیلی طلب



نہ سے جلد غور کریں کر رہے ہیں کسی ایک ترجمہ پر انھیں قرار کیوں نہیں آتا اور اب کہ  
لفظ مولات انھیں مل گیا تو ان پر قدم جا کر اس طرح کھڑے ہو گئے ہیں کہ ترک معاملات  
میں شرک مل وغیرہ کی طرف اگر انھیں کوئی بھیڑ بھی پڑے تو توبہ کی قسم ہے وہ ہیں اور  
ترک مولات کی صلیبی تم سلام کرو وہ جواب میں ترک مولات کہیں گے تم مزاج پرسی کرو  
وہ ترک مولات کہہ کر اپنی عافیت بتائیں گے اب تو ان کے دل و دماغ میں سولے اس  
ایک لفظ کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔

مالاں کہ واقعہ صرف اس قدر تھا کہ سارے تراجم کے الفاظ سولے مولات کے  
ایسے تھے کہ ان کی فیکٹیں دھوکھا دینے کے لئے ناکافی تھیں لیڈروں کو مسلمانوں کے  
سامنے پیش کرنے کے لئے ایک ایسے لفظ کی ضرورت تھی جس کی ظاہری شکل دکھا کر مسلمانوں  
کو اپنے انفرادی فائدہ کا شکار کر لیا جائے۔

ترک مولات کا لفظ جب سامنے لایا گیا تو مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ نان کو آپریشن  
خواہیاست ہند کا خالص مسئلہ ہو لیکن ترک مولات محض اسلامی مسئلہ ہے اس لئے مسلمانوں  
ہی پر اس کی تعمیل ہی واجب ہے۔

ملا، اعلیٰ سے علمائے سیاسی کا استخاضہ

ملا، سیاسی کو جب ان کے ملا اعلیٰ سے اس ہدایت کا اظہار  
فرمایا گیا کہ اب بجائے نان کو آپریشن کے مولات کہئے  
اور جسے نیز نظم مل کے وہ محدود جنہیں نان کو آپریشن کے دائرہ نے اس وقت گہر رکھا ہے  
تھیں کہ ترک مولات کے معاملہ میں داخل کیجئے اسی کے ساتھ اس کا بھی خیال رکھنا آپ حضرات  
کا ذہن ہے کہ ہندو کی نسلی سرکار سے جو طوق غلامی بھی ایسی لگے میں ڈالا گیا ہے ہرگز ہرگز ہرگز  
ٹاناس کا انصاف نہ ملے پائے بلکہ اس پر تو یہی ایک اور گراہ افزوں ہو جائے۔



دارا علی کا حکم اور طلبانے | آفریں جو عدا سیاسی کے اس اختیار و طاقت گزری ہے۔  
 سیاسی کا سر یہ خم | فرمایا کہ آئے کہ قرآن پاک میں نصاریٰ سے ترک عداوت  
 کا حکم بنفس صریح ثابت ہے یا | یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَحٰدُوْا الْیَہُوْدَ وَالنَّصٰرَیْہِیْنَ اُولٰٓئِکَ  
 بَعْضُہُمْ اَدِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَتَوَلَّہُمْ فَانَّمَا هُمْ فَانِیۃٌ لِّہِمْ لٰکِنْ سِیۡرَہِیْ  
 دشواری پیش آئی کہ بیشمار آیات السیفر تان مجید میں گونج رہی ہیں کہ کفار مشرکین سے ترک عدا  
 ضروری ہے۔

کفار مشرکین اور کفار اہل کتاب | اگرچہ یہود و نصاریٰ بھی کافر ہیں ان کی ترمیم بھی کثرت  
 میں فرق مراتب | میں گم ہو گئی ہے قرآن مجید ان کے کفر و ضلالت پر

گواہ ہے (۱) لَمْ یَلٰکِنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اٰہْلِ الْکِتٰبِ (۲) وَلَا تَوَلَّوْا اُولٰٓئِکَ فَاَنْتُمْ  
 خٰیِرٌ لَّکُمْ (۳) قَالَتِ الْیَہُوْدُ عِزُّ یٰۤاِبْنِ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ  
 پہلی آیت اہل کتاب کے کافر ہونے کو بتاتی ہے دوسری آیت اُن کے عقیدہ و تئیسٹ کو ظاہر کرتی  
 ہے تیسری آیت اُن کی ضلالت و غرابت اور گندگی عقیدہ کو بتاتی ہے تشریہ و تفسیر کے  
 مفہوم سے اُن کا بیگانہ محض ہونا ثابت ہو رہا ہے لیکن باوجود ان تمام گمراہیوں کے یہود و نصاریٰ  
 کو اہل کتاب کیسا گیا ان کی عورتوں سے نکل جانے قرار دیا گیا ہے مولات جب کہ اہل کتاب سے  
 منع کر دی گئی تو کفار و مشرکین جن سے ادنیٰ معاشرت حق عین معنی میں ان کی عورتوں سے صحیح بھی  
 حرام و زنا شریت مطہرہ نے قرار دیا ہو مولات کیوں کر جائز ہو سکتی تھی۔

دارا سیاسی کا اضطراب اور | بار بار اس کثرت سے کفار کے ساتھ مولات کی قربت  
 ایک منالط کی سبب | نے منع فرمایا ہے کہ جو تئیں کفار کا دم گھٹنے لگے وہ صحبت  
 عملی یہ تھی کہ اس مسئلہ کی ایجاد کا مقصد اس کام شریعہ کے زیر اثر رہ کر اگر بڑوں سے کندہ کوشی

و یکسوی نہ تھی بلکہ ہندوؤں کے ساتھ داد و انقیاد رکھ کر وادعہ و مطلوب تھا اب اگر نہایت  
 کہ نہ ہی انصاری کے باب میں پیش کیا جاتا ہے تو کفار کی دلا و محبت کا جام کیوں کر پیا جاسکتا  
 ہے پھر اگرچہ نہیں ہوا تو ساری سہی بے حاصل نمود باطل ہوئی جاتی ہے علماء سیاسی  
 نے کمال سحریت کا جو قیاس اس موقع پر پیش کیا ہے اُس کی داد کسی بشر کی زبان سے ادا ہونا  
 سکتی ان میں کے کلام میں یہ کوٹ پھیر کیا گیا ہے اُسی کی قدرت میں اس کا عوض و صلہ بھی ہے  
 سورہ ممتحنہ کی آیت تلاوت کرتے ہوئے ایسا معاملہ آمیز ترجمہ کیا کہ عوام دھوکے  
 میں آگئے اور نہایت سہولت سے مطلب برآری ہو گئی۔ لَا يَنْفِكُ اللَّهُ عَنْ الَّذِينَ يَلْمِ  
 يُعَاذِلُو كُفْرًا فِي الدِّينِ وَلَمْ يَجْرِ جُؤْمُومٌ مِنْ دِيَارِهِمْ كَمَا أَنْ تَدْرُ وَهُمْ وَتَقْطَعُوا إِلَيْهِمْ  
 إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْطَعِينَ ۚ وَأَنَّا يَهْتَكُمُ اللَّهُ عَنْ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي الدِّينِ  
 وَأَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ أَخْرَاجِهِمْ أَنَّا تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

**تقریر مع الفاظ** | اس وقت وہ علماء سیاسی جو کفار مشرکین کے بادۂ محبت میں  
 سرشار ہو رہے ہیں جہوم جہوم کر اسی آید کہ یہ کی تلاوت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو یہ سمجھاتے  
 ہیں کہ دیکھو جو سبھا نے غیر مسلم فریق کو دھوکوں میں تقسیم فرادیا ہے ایک تو وہ ہیں  
 جو مسلمانوں سے دلاوتے ہیں نہ مسلمانوں سے انہیں نکالتے ہیں ان کے ساتھ ہر طرح کی  
 محبت ہمدردی نیکی اور احسان کا حکم خدا بتا رہا ہے کہ وہ ہیں جو یہ سب کرتے ہیں ان کے  
 ساتھ اس طرح کا کوئی علاقہ بھی اگر مسلمان رکھتے تو یہ نہ صرف گناہ ہے بلکہ نفاق ہے اور  
 منافق ہونے میں دیکھو آج تک ہندوؤں نے نہ کسی اسلامی ممالک پر حملہ کیا نہ مسلمانوں سے  
 قتال فی الدین کیا نہ کسی اسلامی ملک سے مسلمانوں کے اخراج کا باعث ہوئے پس ان کے

ساتھ کیا وجہ ہے جو مسلمان محبت و بہدرونی خشکی و امان نہ کریں طالبان کہ کرب کا رعب نہیں  
ایسا کرنے کی اجازت دے رہا ہی اس جیسا یوں نے نہیں نہیں بلکہ اگر غریبوں نے مسلمانوں کے  
ساتھ یہ سب کچھ کیا ان سے کسی طرح واسطہ رکھنا دین و اسلام سے نکل جانا ہے۔

یہی وہ فریب ہی جو اس وقت عام مسلمانوں سے کیا گیا یہی وہ قہر جس کا سبب ہر مسلمان  
مسلمانان ہند کو گرفتار کر کے ہندوؤں کے حوالہ کیا گیا یہی وہ شرعی مخالف ہو جسے عدالت  
سیاسی نے چند روزہ جہاد کے لئے ایجاد کیا یہی وہ تحریف دینی ہے جس کا کتاب میں اپنا  
قرار پایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مسلمانوں دیکھا تم نے دین سے بے پروائی اور طوم و دین سے بے نیازی کا ثرہ  
ہرام کو حلال اور حلال کو حرام حق کو باطل اور باطل کو حق تم سے کہا گیا نہیں سمجھا یا گیا تم نے  
میں بھی لیا اور عمل پر آمادہ بھی ہو گئے۔

اب مصیبتیں جھیلو شقیں اٹھاؤ ذلت و خواری کی زندگی بسر کرو نافرمانی مولنا رکھو  
تعالے کو فرمان برداری سمجھتے رہو یہاں تک کہ موت آجائے اور تمہیں توبہ بھی نصیب نہ ہو  
مخالطہ کا خطرناک نتیجہ | کوئی گناہ جب کہ گناہ سمجھ کر عمل میں آئے تو نفس تراش کر لگا  
عاصی و غامی کو توبہ و انابت کی طرف متوجہ کرتی ہے لیکن جب کہ گناہ میں اعانت سمجھ کر کیا  
جائے تو پھر توبہ بہ استغفار کی بھی ٹہید منقطع ہو جاتی ہے۔

اس وقت جو عالم نالیٹروں نے بدترین اعمال کو خرابی تعلیم کھڑی کیا ہے اور تم اس  
پر ایک کھڑک پڑے ہو شاید وہ وقت دور نہیں جب کہ اس مگر لڑی و ضلالت کی ہوس  
خفیقت تمہیں شاہ ہو جائے اور یہ سامے سبز باغ جل کر خاک سیاہ ہو جائیں۔ واخترین  
لحم الشیطان اعطاهم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جاکم کم ظناً



قراءت القرآن تکلیف علی عبیدہ و قال انی بروی منکم انی ادعی ما لا یزول

انی احب ان الله و الله شدیدا العقاب

ایکا الناس | اس سے خبر کہ اس مخالف آئینہ تقریر اور اس محض دین مسئلہ کی  
حقیقت یہ کہ اس قدر گزشتہ کی بابت یا بتا ہوں کہ وہ ذات جس نے عالم میں  
نشر و تبلیغ فرمایا اس کے متعلق اس کے پیچھے والے نے ارشاد فرمایا  
وما لہ من انکلاہ و ما لہ من عالمین وہ کتاب جسے تعلیم امت کے لئے اس خاکدان  
عالم میں اس نے امت چھڑا اس کے باب میں حق سبحانہ یوں فرماتا ہی چاہے الناس  
قد جاء تکلم موعظۃ من ربکم و شفاعة لما فی الصدور و صدی و رحمة  
للمؤمنین

اسلام کامل و مکمل ہو | وہ دین متین جس کے اتباع کو ہمارے صلاح و فلاح کا حقا  
و کفیل بنایا اس کے باب میں یہ مژدہ سنایا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت حکمکم نعمتی  
و رضیت لکم الاسلام و بنیاد پیغمبر کا و برور رحمت اس کی لائی ہوئی و وحی آسمانی میں  
اس کا بین کامل و تمام اور حق سبحانہ کا پسندیدہ ہے یہ کیوں کر ممکن ہو کہ وہ امت مسلمہ میں  
دین اسلام کو بیک کما جس نے قرآن مجید کو خدا کا بھیجا ہوا فرمان ہدایت یقین کیا جس نے  
اس نبی برحق کی تصدیق کی اور اس کے اتباع کو وسیلہ نجات بنانا وہ کسی وقت کسی پل  
میں ہی امتیاز کا ہر کسی غیر کی طرف پھیلائے یا اس دین کی کوئی تعلیم اپنے شیخ کو رحمت  
و وصیت میں متلا کرے۔

مولی تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہی لقد کان حکم فی رسول الله اسوة حسنة  
لنہدی کا ہر علماء و رجال انسانی کا ہر لمحہ جو اس عالم امکان میں وقوع پذیر ہو سکتا ہی ان کے



عربی میں کچھ ترجمہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مہم و عزت کی سماعت سے چھ  
 کہ اپنے وراثت زندگی میں اس حیات عیب کی تقلید و تباہ کرے۔ ذالک فضل اللہ  
 علیہ من یشاء

کس قدر نادانی اور کبھی نصیبی ہے جو اسلام کا یہ منہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ صرف ہند  
 ہے اہل دار کاں بتاتا ہی جس سے قوت و حمید بڑھ کر انسان کے سارے ترسے و باغیر  
 منزل پہنچاتی ہیں اس کے جذبات فنا ہو جاتے ہیں اور وہ ہم کی جہ گیری و ہستی و آخرت  
 ایک ایسے و لا یقل بتا دیتی ہے اس کا وجود ایک ایسی عجیب تصویر پیش کرتا ہے جسے دیکھ کر  
 زمین کا بسے والا اس جیسے ہونے کے خیال سے بھی لرز جاتا ہے۔

سیرۃ خاتم النبیین | دوستو من اصدق من اللہ قلیل اللہ تعالیٰ سے زیادہ  
 کا ایک صفحہ | سچا کون ہو سکتا ہے دیکھو جب کہ دو مقامات ہیں کہ ہر ملوث  
 سال اس کی تعلیم کو ہر طرح کی رحمت و برکت کا ضامن اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو  
 لے کر نوذ فرما رہی تو پھر سارا ایسا خیال بعض نا آشنا سے حقیقت ہونے کی دلیل ہو

حمد نبوة کا آغاز اور | ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس طرح شروع ہوتی ہے  
 اس کا قبائل پر اثر | کہ دو مقدس سنی ہنوز حکم مادر میں ہے کہ اپنے اس عالم سے کوئی کیا

الی حالت داد کے وقت سے ہی مضمحل ہو رہی تھی اب اس کا نام و نشان بڑھ رہا خاتم النبیین  
 منصب جس وقت تنویض ہوا اور اسی کے ساتھ یہ حکم ملا کہ یا ایہا المدائن قم فانما مدینہ و مدینہ  
 حکم تو یہ کوئی راز نہیں کہ اس ہادی برحق نے جس وقت اس حکم کی تعمیل فرمائی اور مدینہ  
 توحید کی تبلیغ عرب کی سرزمین میں پیش کی تو سارے ملک میں لڑنے لگا گیا کائنات کی اک  
 آگ نئی جو تمام قبائل میں بڑک اٹھی بعض حصے کے شعلے ہر کا وہ شکر کے سینے سے بلند ہو کر

ایک شخص بھی ایسا تھا جو آقا زادین میں دنگسار ہوتا نہ ہاتھ میں دنیاوی مال و خزانہ  
تھا نہ امت و طاقت کے لئے کوئی فتنہ و لشکر تیار تھا اپنا ملک و دشمن اپنا قبیلہ و دشمن اپنا  
خانان و کتبہ و دشمن۔

کفار کی ایذا رسانی | صداقت ایمانی نے جب آہستہ آہستہ حق کے نور سے بعض سینے  
روشن کر دیے تو اس وقت پیروانِ حق بیعتا بھی امداد کے دستِ قطا دل میں گرفتار ہو گئے  
اب کفار و مشرکین میں ہر روز مشورے ہوتے جفا و سیداد کی نیت نئی تحریریں پیش ہوتیں اور  
وآدار کا ہر روز ایک نیا پلہ تلاش کیا جاتا کبھی راستہ میں کانٹا بچھائیے کبھی اونٹ کا اوجھہ دوں  
انہیں پرلا کر رکھ دیا کبھی چادر پکڑ کر کھینچ لی گئی کبھی سنگ باری سے ساق مبارک زخمی  
و گھائل کر دی گئی کبھی قاطعہ کی تحریک پر جو سر گرم ہوئے تو لین دین خرید و فروخت سب  
بند کر بیٹھے کبھی شہر بدر کرنے پر آمادہ نظر آئے کبھی قید کا فیصلہ کرنے لگے غرض نجف وہی کی  
جس قدر صورتیں ان کے مشرکانہ دل و دماغ میں آسکیں انہیں نہایت بیدردی و مہیاکی سے  
حل میں لاتے۔

مقصود ان ساری مضمرہ پروانوں اور فتنہ انگیزوں کا یہ تھا کہ اس داعی حق کی صدائے  
حقانی کو کسی طرح پست کیا جائے لیکن وہ ذات پاک جسے اپنے مولیٰ تبارک و تعالیٰ کی جناب  
سے یہ حکم ملا تھا کہ یا یھٰا الرسول بلغ ما انزل الیٰک من ربک وان لم تفعل فمأ  
بلغت رسالتک و اللہ یعصک من النام ان اللہ لا یھدٰی القوم الکافرین  
یعنی اے رسول جو کچھ آپ کا رب آپ کی طرف وحی بھیجتا ہے اُسے اُس کے بندوں تک  
پہنچائے رہا کفار و مشرکین کا شرف و فساد اُس سے بچانے والا اور محفوظ رکھنے والا آپ کا اللہ  
ہی ہے کہوں کہ ممکن تھا کہ وہ پیکر حق وہ مجسمہ صداقت ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دشمنوں کی

جمعیت یا ان کی فاسد مشرتاقوں سے مضطر ہو جانا یا اپنے نشر و تبلیغ میں ایک راحت بھی  
 اہل کفار و کفارہ کمال استقامت اور شائستگی سے ہماری مخالفتوں کا مقابلہ کرنا یا ایسا کرنا  
 کہ ہجرت کی آیت اتری اور مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف آجائے دو عالم سے ہجرت فرمائی  
 صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وبارک وسلم۔

مکہ کے دشمنوں نے یہاں پہونچکر بھی راحت و اطمینان سے بیٹھے نہ دیان بد کی کوئی  
 ہے تو محل احد کی غزوہ و دومتہ الجندل سے فانی ہی ہوئے تھے جو غزوہ خندق شریح  
 ہو گیا کفار و مشرکین کی یہ حالت تھی کہ نہ خود چین و سکون سے بیٹھے تھے نہ دہائی اسلام کو  
 طمانیت و فراخ کے ساتھ اشاعت دین کا موقع دیتے۔

**مدینہ طیبہ میں مخالفتوں کا ہجوم** | مدینہ پہونچکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور موقع  
 بھی مقابلہ کرنا پڑا یہ گروہ یہودیوں کا تھا اطراف مدینہ میں بکثرت یہود آباد تھے اس وقت  
 لحاظ سے سامان قوت بھی ان کے پاس کافی تھا یہودیوں کی قوم ایسی خسر النفس اور قلب  
 ہرجن کے فتنہ و فساد و طغیان کے بے شمار واقعات قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں ان  
 دو دشمنوں کے علاوہ خاص سکناؤں مدینہ میں ایک گروہ منافقین کو پیدا ہو گیا جو بظاہر اسلام  
 کا کلمہ پڑھتا اور باطن میں عداوت اسلام و مسلمان خفی و کمون رکھتا جس کا موقع بوقع اٹھا رہی  
 ہو جاتا یہ مسلمانوں کا قیصر دشمن تھا یحزان میں کچھ عیسائی آباد تھے دعوت تو میر نے انیس  
 ہی مخالفت پر آمادہ کر دیا جن سے مباہلہ کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

**انہم کن حالات مصلح اسلام** | الغرض مدینہ طیبہ پہونچکر اُس اللہ کے حبیب کو چار  
 فریقوں سے مقابلہ ہونا پڑا مشرکین یہود و نصاری  
 اور منافقین مقابلہ میں جو کچھ ہوتا ممکن ہے وہ سب کچھ ہوا میدان کارزار کی بھی گراگری رہی اور



میں قتال کی بھی خون ریزی دونوں افغانی مسلمان شہید ہی ہوئے اور کھٹار کو تہ تیغ بھی کیا گڑھی اور گڑھی کے لئے لٹکے کے آثار بھی پائے گئے اور پھر صدق نے کذب پر حق نے باطل پر فتح جما پالی۔

یہاں اس موقع بھی اُس کی لڑائی میں پیش آیا کہ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہوا اور وہ مقتول ہو جاتا ہوتا ہوا۔

کبھی کوئی مسلم کھٹار کے ظالم اُتھوں میں مبتلا بھی پایا گیا اور کبھی مسلمانوں کے قبضہ میں جماعت کُتھارات سیری میں بھی دیکھی گئی اسی دوران جنگ میں کبھی کسی فرقہ سے موادعت کی گفتگو ہو گئی اور کبھی کسی فرقہ سے مصالحت کی باتیں ٹلی پائیں۔

سلاطین سے خطاب | انہیں آیات میں جب کہ مجاہدین کے فخر و تکبر و تہلیل سے سزاوارت مجاہد پر رحمت حق کی بارش ہو رہی تھی سلاطین روم و ایران اور فرما روایان غسان و حبشہ بھی دعوت تبلیغ سے محروم نہ رکھے گئے صلح حدیبیہ کے بعد محمد قاصد چہ بادشاہوں کے پاس ایک ہی دن روانہ کئے گئے بادشاہوں میں سے کسی نے قبول کیا اور کسی نے اعراض کسی نے قاصد کے عزت و احترام سے اپنے اخلاق کا ثبوت دیا اور کسی نے اپنی وحشت و فساد کا اظہار کیا کسی نے قبول اسلام سے تواپنے کو محروم دے نصیب کھا لیکن تنہا وہ یہ بھیجا جو قبول سرکار رسالت ہوا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک یہ پہلو تھا جو مجاہدین و مجاہدین کے ساتھ نظام عمل کا سبق اپنی امت کو دیتا ہوا۔

حیات اقدس کا دوسرا رخ | دوسرا رخ اُس کی زندگی کا مسلمانوں کو تعلیم شریعت سے عطا ہوا تھا آہستہ و مرتین جانا تھا مجاہدین گھر بار و خویش و اقربا چھوڑ کر آئے جاتے تھے اور جتنے قتلیمین کے دامن شہادت میں وہ سب کچھ پالیتے جسے ایک نخل سے حاصل ہو من ہی



پاک تاجی مہاجرین کے علاوہ خود انصار کی جماعت میں اشاعت اسلام ہر روز تفریق ہو رہی  
تھی، خود کو ایاب و ذباب اس کے علاوہ تھا جرقہ و جرقہ منکبت قبائل کے وفد آتے  
ایمان لاتے مسائل سے لگتے اور اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے۔

**تبلیغ کی بنیاد پر نشان** | قابل لحاظ یہ نکتہ ہے کہ اسی کشاکش میں جب کہ ہر چارہ دست  
معاہدوں نے گھیر رکھا تھا ایک لمحہ بھی ایسا زندگی پیغمبر میں نہیں ملتا جس میں رشد و ہدایت کا وہیں  
پہنچ رکھا گیا ہو عین ایسے موقع پر جب کہ اعدا کی لڑائی میں کفار و مشرکین نے خاتم النبیین  
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رفیقین لے لیا تھا اعدا کے تلوار و نیزوں نے ہر چارہ دست سے گھیر رکھا  
تھا اسی غزوہ میں چہ اشخاص حاضر خدمت ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی مشاطہ ہوئی  
وامی الی اللہ سراج رسل ہادی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو کلمہ ایمان کی تمیز فرمائی  
ایک ہی نظر کیا اثر سے ان کے قلوب کا تصفیہ و تزکیہ فرما دیا ان میں سے عمر بن ابی اسحاق  
کا نام صفحات تاریخ پر عجیب اطایف نورانی کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

**ہدایت کا ایک** | یہ دونوں شرف زیارت مستفیض ہوتے ہی استصواب فرماتے ہیں  
**بے مثل واقعہ** | اسلم ام اقاتل یا رسول اللہ یعنی ارشاد فرمائیے پہلے اسلام لانا  
یا اس سے پیشتر جہاد شروع کروں اللہ اس سوال کے جواب کا کیا سخت موقع ہو منصب رسالت  
کی بجا آوری کا کیا نازک لمحہ ہے لیکن وہ ذات مقدس جس کی بہشت کا مقصد تمام عالم میں  
تبلیغ دعوت توحید ہے اس کا جواب یہ ہوتا ہے اسلمہ قاتل یعنی بے عزت نہایت اسلام  
اور ہر ہدایت ایمان میں مقابلہ کرو۔ دونوں حضرات ایمان لاتے ہیں تیسریوں والاڑ سے  
ان کے قلوب دھمور دھمور کر رہے جاتے ہیں پاشت کا وقت ہو کسی نماز فریضہ کی یہ ساعت  
نہیں لیکن جہاد کا فرض سامنے ہو اس کے ادا میں مصروف و مشغول ہو جاتے ہیں کہ ایسے

مقام مصطفیٰ کے ساتھ جس فرض کو یہ دونوں اصحاب ارضی اللہ عنہما انجام دے رہے تھے  
 کہ ان کو اس کی خدمت گزاری پسند آگئی یا م شہادت سے دونوں سیراب ہو کر  
 الموت جبر و صل الحبیب الی الحبیب کا سفر آٹھ راکر گئے۔

حقیقی سجدہ | اصحاب خدا اللہ تعالیٰ کی باتوں پر تائید آپس میں پسلی کے طور پر یہ  
 ہوئے کہ وہ کون صحابی ہے جس نے نماز قریبہ کا ایک سجدہ بھی ادا نہیں کیا اور قلعہ حبشیہ کو  
 چھوڑا ہے کہ یہ وہ اصحاب ہیں جو احد کے غزوہ میں ایمان لائے مگر فرض کا کوئی  
 وقت نہ تھا اس لئے مسلمانوں پر فرض نہ ہوئی تھا و کا فرض نہایت سرگرمی سے انجام دیا  
 جا، اتنا اس میں شریک ہو کر نصب شہادت سرخرو ہوئے لیکن دستوفی الحقیقت سجدہ تو کیا  
 تھا جو انہیں غیب ہو، خدا کی راہ میں پہلے خدمت قبول ہوئی شکر اند میں ایسے سرسبز و پھلے  
 کہ اب کل قیامت ہی میں سر اٹھائیں گے۔

مست نے بیدار کر دیا نیم شب

مست ساقی روز محشر با عداد

یہ غیر کی حیات مقدسہ پر حالت | مذکور بالا واقعات و حقائق ہیں اگر نظر تہق سے  
 میں بسحق لکھو نہ نہ ہے کام لیا جائے تو سورج کی روشنی سے بھی زیادہ  
 واضح نظر آجائے گا کہ باوجود اس سلسلہ شہادیں اور گونا گوں چھپ چھپ کیوں کے جن میں سحر لکھا  
 حوصلہ شکن اور نظام عمل کی درہم برہم کرنے والی تھی مادی برحق کے مزم و سہ قہال اور  
 نظام کا یہی سرچر و فریق ثابا بہت آہستہ اسلام و مسلمین میں قوت پیدا ہونے لگی یہاں تک  
 کہ بہت ہی تعلیم یافتہ میں بدشیر ایک بابت کی شان پیدا ہو گئی پھر جب کہ کفر نفع ہو تو اب ایک  
 سلطنت کی قوت و طاقت تھی جس میں ہر روز دوست و کمال کی ادائش ہو رہی تھی۔

شایانہ ہوتے یہ بتانا مقصود تھا کہ ایک مذہب جو حق ہے سب کے لئے  
 شریع ہو اور وہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے  
 ہر صفت خلق اور گونا گوں اہل مذہب سے سابقہ و متبادل ہو اس میں کے حق یہ کہنا کہ  
 یہ ایسا مذہب ہے کیا تصدیق یا نہ ہے وہ جہانیت کا ماحول قرار دینا کسی عالم میں ممکن  
 نہیں کہ مصداق و سبک فرم کر دینا کسی قدر ہی ممکن ہوگی کی دلیل یہ کہ انسانی نفسی  
 یہ جو کہ آج اس دین صیغہ اولیت یعنی اس کے نہ صرف پیر و جگہ اس مذہب کے عالم و ماحول ہوتے  
 کے مدعی اور علم کے ساتھ کسی سلسلہ طریقت کے شیخ ہونے کا جو اوطاق کے قریب ہی کے انہوں  
 پر سیکرہ و سلطان بیعت طریقت کر کے وصول الی اللہ کی راہ پانا چاہتے ہیں ان کو وہیں کہ  
 صاف لفظوں میں یہ کہ یہ ہیں کہ گاندھی مذکر ہے پسر گاندھی کا بیٹا گاندھی کو اپنا  
 رہنا بنا لیا ہے اسلام کی نجات گاندھی کے ہاتھوں سے ہوگی۔ لا الہ الا اللہ ان  
 مدعیان علم نے لفظ کاف لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی تفسیر کہ اس وقت ہے  
 ازالہ افعال سے کی ہو اس سے اسلام اور اسلام کی تعلیم پھر اسے حق بجا نہ اٹھیں بہت  
 فرقے اور ان کا کو یہاں ایمان پھر نہیں مرحمت فرمائے بجز التبتی والہ الامجاد۔

عزیزانِ وطن اگر آپ فقیہ کی اس گربش کو نہ سرسری طور پر دیکھتے ہوئے گریز نہیں  
 بلکہ قرہ ان سطروں کو پڑھ کر سوچیں کہ میں نے کیا کیا اور کیوں کیا تو امید کرتا ہوں کہ اگر آپ  
 کمالِ نور و فکر سے کام لیں گے تو مسئلہ موابات کی بیست و خفایات غور و بخود متکشف ہو جائیں  
 اور نظامِ کل کا رستہ بالکل صاف ہو جائیگا تفسیر معلوم ہو جائے گا کہ کون سے تعلقات  
 گندھے تاجائز و مسموم ہیں اور وہ کون سے ملائقی ہیں جنہیں خود بخود علیہ السلام نے حل  
 کر رکھے ہیں دنیا میں رہنے اور دینی کی خدمت انجام دینے کی رہبریا فرمائی۔



یہ شریعت پر بستن کی احکام شریعہ میں کلمی تحریف ہو آیت قرآن مجید کی صریح مخالفت ہو  
جو یہ کہا جاتا ہے کہ کفار ہند سے مولات جائز ہو مصیبت عظمیٰ تو یہ ہے کہ طرح طرح سے گنہگار  
و مشرکین کے ساتھ مولات حل میں آگئی ہو اور اسے خدمت دین اور جہاد اکبر قرار دیا جاتا ہے  
نہود بانعہ من شرور انفسنا ومن مہیات اغمالنا۔

لفظ والا کے معنی کی تحقیق | مسئلہ مولات کے ہر ملوک کو واضح و لایح طور پر سمجھنے کے  
لئے ضرورت ہے کہ لفظ والا کا صحیح مفہوم و معنی پہلے سمجھ لیا جائے شریعت نے لفظ والا کے حقیقی  
و مستعار معنی یہ بیان کئے ہیں الولاء ان يحصل شیئان فصاعداً احصوا لیس بینہما  
مالیس بینہما و یستقار ذالک للقریب من حیث المكان ومن حیث النسبة  
ومن حیث الدین ومن حیث الصداقة والنصرة ولا اعتقاد دینی دویا دوسے  
زیادہ چیزیں جب اس طرح یا ہم پائی جائیں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی تیسری شے  
ایسی مائل نہ ہو ان میں سے نہ تو اسے ولا کہیں گے لفظ والا کہ یہ حقیقی معنی ہیں اس لفظ کا  
مسی مستعار نزدیک کی جگہ یہ نزدیک خواہ باعتبار مکان ہو یا باعتبار نسبت یا باعتبار دین یا باعتبار  
دوستی یا باعتبار ہر یا باعتبار اتفاق اس ترجمہ کا خلاصہ اور حاصل

یاللفظ والو لکریوں سمجھے کہ دو چیزوں میں ایسا اتصال و وصال کہ وہ حاصل کئے جاتے  
اعتبار تقابیرت باث و نزدیک دوسرے پر معمول ہو سکیں تو اس نزدیک کی و قرب کا نام ولا  
ہو گا لیکن اگر کوئی نہ حاصل قایم ہے اور دونوں کی یقیناً ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہو رہی  
و نہ قرب نہ ہو گا نام و نہ ہو گا۔

یہ حدیث ہے جسے صحیحین میں روایت آئی کہ خداوند عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص میری  
جگہ سے کسی کو قتل کرے یا میری جگہ سے کسی کو قتل کرے یا میری جگہ سے کسی کو قتل کرے



معاملات (یعنی اعمال اعضاء و جوارح) کا پایا یا جائے یا مقصدات (یعنی تسبیحات قلبیہ) اور  
شریعت کے نزدیک جرم عظیم ہے۔ مثلاً اگر خدا نخواستہ کوئی مسلمان ایک کافر کی ملازمت کر  
یا اسے نوکر رکھے اور اس شخص کو نسبت کفر کی اور یا کفر سے نزدیک ہونا مقصود ہو یا کافر  
کی جہانگی ایسے مقصد و مطلب کے لئے اختیار کی جائے تو یہ مکمل ہوا الخاق سے اور منافق  
مسلمان نہیں۔

اسی طرح یہ مسئلہ بالکل واضح ہے کہ اگر کسی فرد مسلم یا جماعت مسلم کا کسی غیر مسلم سے قرب  
ان حیثیت دین یا اعتقاد پایا جائے گا تو یقیناً اس کا شمار اسی گروہ میں ہو گا جس کے دین و  
اعتقاد سے یہ نزدیک ہوا۔

اسی طرح صداقت پسندی دوستی اور دلی محبت کا نام ہے دو شخص باہم صدیق یعنی بے  
دوست صحیح معنوں میں اسی وقت کے بھائیوں کے جب کہ احکام انشیت اور دینی بالکلیہ  
اٹھ جائیں شریعت محمدی نے اپنے پیروی کرنے والوں کو ایک غیر مسلم قوم سے صداقت  
ورود و اپسید و کرنے یا باقی رکھنے سے منع کیا وہ دلہا جس میں اعتد اور اس کے رسول قرب  
کی محبت ہو اس میں ایسے اشخاص یا اقوام کی کہاں سمائی ہو سکتی ہے جو اعتد اور اس کے  
رسول کے دشمن ہوں۔

لیکن اعمال اعضاء و جوارح ان کی دو صورتیں ہیں ہر ایک کو  
حکم اور نام شریعت جدا جدا رکھا ہے ایسا کام یا ایسا فعل جس سے  
اور باطل کافروں ہوتا ہو یا اپنے دین و مذہب کو نقصان پہنچتا ہو تو اسے ناجائز ہے اور  
اسے موالات فی العمل اور موالات صوری کا فرق  
اسے موالات فی العمل کہیں گے ایسی نصرت و غیر مسلم سے لینا یا غیر مسلم کو جو نچا کر جس سے  
اس کے مذہب کی تقویت ہو یا اپنے دین پر گونا گوت شریعت میں گناہ کی سبب انتہا پر

کہ جسے ہر تیار کا حرجی قزموں کے ہاتھ سمیٹا یہ بھی نامائز قرار پایا ایسے افعال کا مرتکب  
 ساقی لی اصل قرار پائے گا لیکن اگر ایسا نہیں تو وہ مراسم و تعلقات جائز و مباح قرار  
 نہیں گئے اور ایسی مدد و نصرت جس میں حمایت غیر دین کی نہوتی ہو رحمت و شفقت میں  
 غدار ہوگی جسکی معاشرت اللہ عزوجل سے کبھی گئے نہ وہ موالات ہی نہ کوئی آست موالات  
 قرار دینے کا مجاز نہ ہے بعد اس کے کہ لفظ ولا کے حقیقی مستعار معنی کی تشریح ہو چکی یہ سمجھ لینا  
 چاہیے کہ جس طرح ولا معنی عنہ و ممنوع ہے اسی طرح دوا و رکون اور استخارہ بھی ممنوع ہے  
 اس میں ترک کسی غیر مسلم فریق کا استسنا ہی نہ کسی حالت میں کسی غیر مسلم کے ساتھ اس کی اجازت  
 دی گئی ہے۔

مسلم کی نسبتیں غیر مسلم کے ساتھ چار قسم کی ہو سکتی ہیں غیر مسلم ذمی ہو۔ غیر مسلم خلیج  
 گنہگار یا ہو۔ غیر مسلم مساوی و مقابل ہو۔ غیر مسلم حاکم ہو مساوات و تقابل کی تین صورتیں  
 اول گناہ گار یا گنہگار کہ مصالحت و مراءعت ہو یا بھی معاہدہ سے آپس میں بطور قرار داد و عہدہ  
 کہ لے پا چکا ہو ثانیاً یہ کہ غیر مسلم آمادہ پیکار ہو جنگ چھڑ گئی ہو یا پھر جانے کا احتمال ہو  
 ثالثاً یہ کہ ایک دوسرے سے کسی امر خارج کے سبب تعرض نہ کر سکتا ہو حالات کے ان سبب  
 اقسام و تقوعات میں کوئی مشکل جمالت ایسی نہیں جس میں منہی عنہ تعلقات یعنی موالات و  
 دوا و رکون و استخارہ کا جواز و اجابت بھی قرآن کریم یا حدیث نبوی یا اجماع امت یا اجتہاد  
 ائمہ دین سے ثابت ہو سکے۔

<p>حقیقت یہ ہے کہ مسلم کی موالات خدا کی روئے نیت ہے جسے          ایک مسلم ہی پاسکتا ہے کسی غیر مسلم شخص یا قوم کو موالات مسلم          سے مستفیہ ہونے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا یاں قوم مسلم رحمۃ للعالمین کی امت ہے اس سے</p>	<p>غیر مسلم سے موالات          ہر حال میں ممنوع ہے</p>
--	--





دین واری مذہبی اور عقلی مطالبہ دیلی مجرمانوں پر ان کا مذہب پیش کرنا تھا علماء دین کی  
سے جھڑانہ دیتے تھے ان کے آسے پالیا۔

[illegible]

ان تفصیلات کے بعد اگلے برائے مفسرین کی تفسیر سے شواہد پیش کرتا ہوں عبادت تھامس کے حسب  
قول المور پر روشنی پڑے گی۔

وہ کہہ کر آیتیں جن میں غیر مسلم کے ساتھ موالات و ودا و پرہیزی وارد ہے وہاں ملت نمی اُن کا کہ فریبیدین ہونا کر۔

۱۰) الحب فی اللہ والبیض فی اللہ اصول دین میں سے ایک اہم اصل دینی ہے یعنی دوستی و محبت اللہ ہی کے لئے ہونی چاہیئے اور بغض و عداوت بس اللہ ہی کیلئے  
۱۱) کفار یا مشرکین کے ساتھ ترک و داد اور ترک موالات میں قتال یا عدم قتال

ایسا بابا و سلب کوئی دخل نہیں رکھتے کفر و اسلام ان کے ایجاب و سلب کے تحتی حلق ہیں۔

اور جہاں ایمان و سلام ہو وہاں مولا ت و داد ہے اور جہاں کفر و شرک ہے وہاں مولا ت و داد کا سلب ضروری ہے۔

اور سورہ متحلی آیت لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین

(۷) آیات ترک موالاۃ اہلن میں کوئی مفسران کے نسخ اطلاق کا قائل نہیں۔

۱۔ اہمالات غیر مسلم کے مٹنی دوستی و محبت کی یا ایسی اعانت و نصرت جس کے



شماروں کا یا اسلام کا نقصان ممکن و قرین قیاس ہوتا ہے شرعی و تمدنی امور میں مدد دینا یا ہرگز ممنوع نہیں۔

تفسیر جلالین (۱) رَبَّنَا يُحِبُّ الَّذِينَ  
آمَنُوا لَا يَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى  
أَوْلِيَاءَ (وَالْوَلِيُّ قَوْلُهُمْ) (بَعْضُهُمْ  
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ) باقاعدہ ہم فی الکفر  
 (وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ) مَنْ  
 جَمَلْتُمْ (إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
 الظَّالِمِينَ) بِمَوَالِيهِمُ الْكَافِرَةَ  
 لے ایمان والو! جو یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست بناؤ  
 بناؤ یا ان کی طرح کہ ان سے موالیت کرے یا ان کو پیرو  
 کرے یہ سب کفر میں مبتلا اور ایک طبقہ میں سے  
 بعض ان کا بعض کا دوست ہو اور ہم تم میں سے ان کے  
 دوست بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہو گا اللہ تعالیٰ  
 ظالموں کی ہدایت نہیں فرماتا یہ غلط فہمی جو انہوں نے  
 کفار سے موالیت رکھی۔

(۲) لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ  
أَوْلِيَاءَ (وَالْوَلِيُّ قَوْلُهُمْ) (مِنْ دُونِ) (أَعْلَى  
 الْمُؤْمِنِينَ) (وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ)

مومنین کفار کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو مومن  
 ایسا کرے حکما یعنی ان سے دوستی کرے گا تو اس کا  
 لئے دین الہی میں کچھ باقی نہ رہے۔

ای یوالہم (فَلَيْسَ مِنْ دِينِ  
 (اللہ فی شئ))

تجوید دیکھو آیت کریمہ میں مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے مطلق کفار اور یہود و نصاریٰ سے  
 مودت و موالیات یعنی دوستی و محبت منع فرمائی ہے مفسر نے بھی مطلق ہی سمجھا اور کلمہ کوئی قید اس کا  
 نہیں لگائی کہ جو کافر و نصاریٰ مسلمانوں سے لڑے یا مسلمانوں سے کلمے موالیات اس سے  
 منع ہو کیا مطلق کو عقیدہ کہ لایہ تحریف نہیں اگر آیت متین اس کی تائید ہوتی تو مفسر قیدت ال  
 فی الذہن اور اخراج عن الدیار کا اضافہ کرتا یا کم از کم کلمہ کا اضافہ کرتا لیکن جب کہ اس

نیز بڑے پھر ہوا کہ وہی سنی ہوئے و خیریت کی زبان سے گزشتہ صحبت میں چکا  
لفظ میں مضامین ۱۔ یا قاضی  
سوالا علیہ و ابودہ نصاری  
اولیاءہم فلا تعددہم ولا  
بما شروع و مسرت لا حسب اب  
و بعضہم اولیاءہم بعضہم ایماہ الی  
علیہ اللہ انما ہم متفقون علی  
خلافت و الی بعضہم بعضا لا خلاف  
و اللہ بین و اجماعہم علی مضاد تکہ

(۲) لا یخلف المؤمنون الذکا فزین اولیاءہم  
نہا من موالاتہم لقرابۃ الصداقۃ  
جاملیۃ  
و جوہر حق لا یكون جہم و بعضہم لا فی اللہ  
لہن الاستعانۃ ہم فی الغزو و سائر الامور  
الذوقیۃ (من دون المؤمنین) الشارح الی  
ہم لا احضار بالملک لا وان فی موالاتہم  
مستند من موالاتہم اکثر (روم علی اللہ)  
ای اتحادہم اولیاءہم (غیر من اللہ فی حق اللہ)  
ولا ینک فی حق اللہ ہی ولا ینک فان موالاتہ  
اللہ و الی لا یجتمعان قال شاعر

ہوئیں من کو گئے ہیں کہ وہ کفایت و دینی ذہب کریں  
خواہ یہ بحث چسب قرابتہ کے ہو یا اُس دینی کی وجہ  
سے جو ایام جاہلیت میں تھی یا کسی اور سبب سے  
کفار کے ساتھ ہر قسم کے علاقہ  
محبت کو اس طرح قطع کر دیں کہ ان کی  
محبت اور ان کا بعض اللہ ہی کے لئے رو جائے  
یا لفظ ولا اس آیت میں یہ معنی نفسہ  
و عانت ہے اُس تقدیر پر یہ معنی ہوئے

وَدَعَا دُعَايَ قَوْمِهِمْ اَنْفَا کہ مومنوں میں سے کئے گئے ہیں اس سے کہہ کے اکتاہٹ ہو گیا

سَدَقَتْ لَيْسَ الْقَوْلُ عَنَّا جَانِبِ غزوات یعنی جہاد میں سادہ کل دینی کاموں میں

مِنْ دُونَ الْمُؤْمِنِينَ کا اشارہ اس طرف ہو کہ تنقید مولات مومنین کی ہیں ان کی بہت

دوستی ان کی اطاعت و مدد و کفالت سے بے نیاز کرنے والی ہے اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہے

بہت کرتا ہے ان سے دینی کاموں میں مدد لینا ہوتا ہے اور اس کے لئے کفالت اکتاہٹ سے ایک

دور بھی ایسا نہ رہا جس کا ولایت نام رکھا جاسکے اس لئے کہ وہ دشمنوں کی محبت میں نہیں ملتا

خاص کر مکتا ہے میرے دشمن سے تو دوستی رکھتا ہے مگر خیال کرتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں ایسا

نبال تیری حماقت سے کچھ بیدار نہیں۔

تجوید تفسیر بقیادہ کی عبادت سامنے موجود ہے دیکھو غفلت عدم مولات کفر کو قرار دیا ہے

يَا نَالِ فِي الدِّينِ اور اخراج مسلمین کو مطلقاً کفار و یہود و نصاریٰ سے جب کہ مولات منور

ہے تو پھر قید قال فی الدین وغیرہ کی بڑھانے کا کیا مذہب میں تحریف نہیں پھر یہ بھی دیکھو کہ وہ

اگر اصرار و مدد کے معنی میں لیا جائے تو کس طرح کی مدد لینا کفار سے منور ہے صاف لفظوں

میں بقیادہ نے بنا دیا ہے اور مثال بھی پیش کر دی ہے۔

کھلے لفظوں میں منکر کہہ رہا ہے کہ دینی کاموں میں مدد و کفالت سے لینا مولات پر مشابہ

جہاد و غزوات یا اور کوئی دینی امر دنیاوی کاروبار اور معاشرتی زندگی میں نہ مدد لینا ہوتا

ہے نہ دنیاوی نہ دینا۔

خدا را انصاف شرط ہے اسکول اور کالج چاہتا ہے روپیہ واپس لے کر حکومت اعلیٰ

تعلیم کے لئے لے کر جمع کیا تھا اس کی واپسی تو مولات میں شمار ہو روپیہ لینے والا حکم قرآن سے خارج

لینے والا قراء پاسے لیکن خلافت جو معنی دینی مسئلہ اور انگریزوں سے جزیرہ العرب کا تعلق



جو خاص جہاد وغزوہ شمس میں لگے نہ ہی اور کفار ان ہند سے نہ صرف مدد لینا بلکہ من کل الوجہ  
ان کے احمقوں کی کٹ پٹی ہوجانے مولات نہ منی حد بلکہ سنت و فرض پر۔

تعبیر مردار (۱) لا یخفی المؤمنون الکافرین  
اولیاء (۱) انما انما یوالی الکافرین لخرابة ینہم و لصلوات  
قبل الاسلام او غیر ذلک وقد کثر ذلک فالحسن  
والحسب فی اللہ والبعض فی شیعہ یا جب عظیم فی الایمان  
ومن دون المؤمنین (یعنی ان کلمہ فی مولاۃ  
المؤمنین من ذریعۃ عن مولاۃ الکافرین فلا  
قالو ہم علیہم (ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ  
فی شیء) ان ومن یوالی الکفرۃ فلیس من ولایۃ  
اللہ فی شیء لان مولاۃ الولی ومولاۃ عداوہ  
متنافیان

مؤمنین اس سے منع کئے گئے ہیں کہ وہ کفار کے  
ساتھ دوستی و محبت رکھیں یہ محبت خواہ قرابت  
کے سبب یا باہمت کی دوستی کی وجہ سے یا کسی  
اور باعث ہو یہ مسئلہ قرآن میں بار بار آئے  
محبت فی اللہ اور بغض فی اللہ ایمان کا ایک  
پست بڑا باب ہے۔

یہ دونوں متنافیان (یعنی شیعہ مسلمانوں میں  
مؤمنین کی مولات کفار کی مولات سے بے نیل  
کر دیں) انہیں چھوڑ کر کفار کو مجبوریت بناؤ (ومن  
یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء) جو شخص  
کفار سے دوستی کرتا ہے اس کے لئے اللہ کی  
ولایت سے کچھ باقی نہ رہا اس لئے کہ کسی  
دوست کی محبت اللہ اس دوست کے دشمن کی محبت  
یہ دونوں متنافیان ہیں۔

وہ یا عباد اللہ ان مولا لا تتخذوا الیہود  
والنصارى اولیاء (۱) ای لا تتخذوہم  
اولیاء تنصروہم و تستصر و تنہم و توأخوہم  
و تعامشوہم معاشرۃ المؤمنین  
ثم قال اللہ بقولہ (لعضہم اولیاء بعض) و کلہم  
اعداء للمؤمن و فیہ دلیل ان الکفر  
ظنۃ ملت و احد ذلک (ومن یوالیہم منکم  
فانہ منہم) جو انہیں تم میں سے ولی بنائے وہ



وهذا تغليظ من الله

تشدیدی وجوب بجا آید

المخالفة في الدين

توضیح | تفسیر وارک ہی ایک مشہور و معروف کتاب جو اس فہرست ہی مطلقاً لکھی ہوئی ہے

سے ترک موالات واجب بجا اور کیا یہاں تک کہ ہر وہ قوم یا شخص جو مخالفت فی الدین ہے

اس سے ترک موالات ضروری ہے مسلمان اس کی دوستی کریں گے نہ اس کے دینی و مہنہ

کاموں میں مدد دیں گے نہ اپنے قریبی امور میں اس سے مدد دیں گے۔

مسلمانوں کے قریبی امور میں مسلمانوں کا معین وہ ہوگا جو نام موالات کتاب سے مستثنیٰ

ہے یا ذکر کرنے والا ہے اور کفار بیدین کے مددگار دیار و فکر اور کفار ہیں۔

تفسیر البحر المحیط | لا یأخذ المؤمنون

ابو حیان اندلسی | الکفارین اولیاء من

دین المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیمن من الله

فی شئ (الہی ص) انا معاً اتی عن اللطف بجمہ

واللیل الیہم واللطف عام فی جمیع الاعصار

وقد تکرر هذا فی القرآن وکفایت من ذلک

قوله تعالیٰ لا یأخذ قوماً یؤمنون یا الله والیوم

الآخر وادوں میں حاداً الله ورسوله الخ والحجة

فی الله والیوم فی الله اصل اعظم من اصول الدین

وظاهر الاية تقتضی الیوم من موالاتهم الامام

نہی کر رہے ہیں اور اس امر کی بھی یہی وجہ لائی کہ وہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت کی گئی وقت پر کر کے دین اسلام

لا مخالفت کر اس سے پہلے ہی کہنا واجب ہے

توضیح | تفسیر وارک ہی ایک مشہور و معروف کتاب جو اس فہرست ہی مطلقاً لکھی ہوئی ہے

سے ترک موالات واجب بجا اور کیا یہاں تک کہ ہر وہ قوم یا شخص جو مخالفت فی الدین ہے

اس سے ترک موالات ضروری ہے مسلمان اس کی دوستی کریں گے نہ اس کے دینی و مہنہ

کاموں میں مدد دیں گے نہ اپنے قریبی امور میں اس سے مدد دیں گے۔

مسلمانوں کے قریبی امور میں مسلمانوں کا معین وہ ہوگا جو نام موالات کتاب سے مستثنیٰ

ہے یا ذکر کرنے والا ہے اور کفار بیدین کے مددگار دیار و فکر اور کفار ہیں۔

تفسیر البحر المحیط | لا یأخذ المؤمنون

ابو حیان اندلسی | الکفارین اولیاء من

دین المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیمن من الله

فی شئ (الہی ص) انا معاً اتی عن اللطف بجمہ

واللیل الیہم واللطف عام فی جمیع الاعصار

وقد تکرر هذا فی القرآن وکفایت من ذلک

قوله تعالیٰ لا یأخذ قوماً یؤمنون یا الله والیوم

الآخر وادوں میں حاداً الله ورسوله الخ والحجة

فی الله والیوم فی الله اصل اعظم من اصول الدین

وظاهر الاية تقتضی الیوم من موالاتهم الامام

اس جگہ نبی کے معنی یہ ہیں کہ  
مسلمانوں کو کفار کے ساتھ مل کر  
کرنے سے اور ان کی طرف جھکنے  
سے منع کیا گیا ہے۔ لطف سے  
ان کا باز رکھنا ہر زمانے کے  
لئے عام ہے یہ مفسرین قرآن میں  
بار بار آیا ہے تیرے لئے اصرار  
یہ فرمایا کہ نبی ہے کہ تو نہ پائے گا  
ایسی قوم جو اللہ اور قیامت پر  
ایمان لائی ہو کہ وہ قوم دوست رکھے

فِيهِ مِنْ اتِّفَاقِهِمْ  
عَبْدًا وَلَا مَسْتَعَانَةً  
بِعَمَلِ الْمَسْتَعَانَةِ الْمَرْفُوعِ  
بِأَلِّ الدَّلِيلِ وَلَا لَزْفِ  
بِأَلِّ الْوَضْعِ وَالْمُكَلَّحِ فِيهِمْ  
هَذَا أَكْثَرُ ضَرْبٍ مِنْ  
الْمُؤَلَّاهِ أَذِنَ لَنَا فِيهِ  
لِاسْتِغْنَائِهِ عَنِ مَنِّهِ وَطَفَقَ  
لَيْسَ عَلَى عَمَلِهِ

اُسے جو اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن ہو موت  
فی اللہ اور نبض فی اللہ اصول دین میں سے ایک  
بہت بڑی اہل ہے۔ ظاہر آیت اُن سے موالات  
کو منع کرتی ہے مگر وہ چیزیں مستثنیٰ ہیں جن میں ہیں  
گنہگار ہے جیسا کہ انھیں غلام بنا کر رکھا جائے یا  
اُن سے مدد لینا جیسا کہ عزیز ذیل سے یا صاحب منصب  
مہربان ہو دلیا کر تاجی و اُن کی عورتوں سے غلطی کرنا یہ سب میں  
موالات کی ہیں جن کی ہیں اجازت دی گئی ہے اور اس سے ہم منع  
نہیں کئے ہیں جنی اپنے عموم نہیں ہے۔

توضیح | علامہ سی نے اس آیت کی تفسیر میں ایک اشارات لطیف کی طرف ہدایت فرمائی کہ اسم  
موالات کی وجہ نبض فی اللہ کو قرار دیا جیسا کہ دیگر مفسرین کی تفسیروں سے واضح ہو چکا ہے سورہ متحنہ  
کی آیت نے مطلق کو مقید نہیں کیا اگر قال فی الدین وغیرہ قلت نہی ہوتی تو کوئی مفسر تو اسے  
لکھتا کہ اس کی کیا وجہ ہو ہر ایک مفسر مطلقاً کفار سے موالات ناجائز قرار دیتا ہے مزید برآں  
حب فی اللہ اور نبض فی اللہ کو اصل قرار دیتے ہوئے ہر ایک مفسر الطلاق پر ہر کر دیتا ہے۔  
اسی کے ساتھ مفسر اسی نے معاشرت اور کاروباری زندگی کے متعلق بھی یہ فیصلہ  
کر دیا کہ یہ امور موالات صوری ہیں جنی موالات حقیقی ہے نہ کہ موالات صوری النقی لیس علی  
حسن مہ کا یہی مطلب ہے۔

تفسیر بخاری | (۱) لَا تَحِلُّنَ الْمُؤْمِنُونَ  
الْكَافِرِينَ أُولِيَاءُ (یعنی انصار اور اہلوائے  
مومنین کو اپنا) اور مومنین مومن کے  
خیر مومن کو نہ بنا سکتا ہے ایک مومن اپنی ولایت

من دون المؤمنین یعنی من خیر المؤمنین کسی غیر مومن کے ساتھ نہ قائم کہے اور نہ  
 ولعمری لا یجعل المؤمن ولا یتہدن ہو گو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے  
 غیر مومن نہی اللہ المؤمنین ان یوالوا کہ وہ کفار کے ساتھ موالات و ملاحت نہ کیا  
 الکفار وادبا و قطعہم لقرابة بنہم ان کریں یہ فعل ان کا قرابت باہمی یا بہت یا معاشرت  
 محبة او معاشرت و المحبة فاللہ و البغض ہی کے جسے کیوں نہ ہو حال میں موالات نہی  
 فی اللہ باب عظیم و اصل من اصول الایمان ہے محبت فی اللہ و بغض فی اللہ میں کا بڑا باب  
 المؤمن یفعل ذلک یعنی موالاۃ الکفار ہے اور اصول الایمان میں سے ایک اصل ہے اور جس سے  
 من قتل الا نجبا لہم اطہار و عورت کی یا کسی کفار سے برائت نہ کیا جائے اور نہ کسی سے  
 المسلمین او یودہم و یحبہم فلیس خبر میں کہ نہ پناہیں یہ اصل توں کے بعد اول سے  
 من اللہ فی شئی انھیں لگا دیا یا ان سے دوستی و محبت کی تو اس کے  
 لئے خدا کی رحمت سے کچھ حصہ نہ رہا۔

۱۱) یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصارى اولیاء) نہی اللہ المؤمنین  
 و النصارى اولیاء) نہی اللہ المؤمنین  
 جمیعاً ان یخذوا الیہود و النصارى اولیاء  
 و اعواناً علی اہل الایمان یا اللہ و رسولہ  
 و اخیرانہ من اتخذ ہذا الصدا و اعواناً  
 و سفلاً من دون اللہ و رسولہ و المؤمنین  
 فاندہم و ان اللہ و رسولہ و المؤمنین  
 سلم برہم (بعضہم اولیاء بعض) یعنی ان  
 من الیہود و النصارى بعض علی المؤمنین  
 ۱۲) ہمارے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ  
 حق لوگوں پر جو اللہ و اس کے رسول پر ایمان  
 لائے ہیں یہودی و نصاریٰ کو اپنا ناصر و مددگار بنیں اور جو غیر  
 ارشاد فرمائی کہ اللہ و اس کے رسول اور زمین کو چھوڑ کر  
 جو انھیں اپنا ناصر و مددگار بنیں یا طیف بناؤ ان کو کشتار  
 انھیں یہ پر جو جو ایک مشاوریں کا رسول اور مشرین  
 اس سے بری ہو گئے۔ زمینیں کی مخالفت پر یعنی  
 یہودی و نصاریٰ کے کہ ان میں اور جو حال نصاریٰ کا ہے



و من یستوی الیہود والنصارى و من  
 المومنین فیصرہم علی المؤمنین و ہو  
 من اہل دینہد و ملتہم لامتہ لا  
 یتوفی مونی احد الا و هو راضی بہ و  
 بدینہ و اذا قضیہ و رضی دینہ  
 صار منہم و هذا تعلیم من اللہ و تشریع  
 عظیم فی مجاہدۃ الیہود و النصارى و کل  
 من خالف دین الاسلام !  
 حکم دیا گیا ہے۔

تیسرا | مسلمانوں کو تفسیر قرآن کی عبارت پڑھو و کیجو تو کفار کی مدد دینی و غیرہ ہی امور میں مشغول  
 ہے یا معاشرتی اور عمرانی زندگی میں کیا مفسر محمد کی آیت کو منوع قرار دیتا ہے  
 کیا مفسر نے یہود و نصاریٰ اور کفار سے مطلق ارادہ نہیں کیا ؟ کیا قید قتال فی الدین یا غلبۃ  
 مسلمین کا اضافہ کیا ؟ کیا ہر مخالف دین اسلام کے ساتھ ترک موالات کو واجب نہیں کہا ؟ کیا کفار  
 نصاریٰ سے دوستی اور محبت کو منع نہیں فرمایا ؟ اگر ان سب سوالوں کا جواب اب تعین نہ ہوتا  
 کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو پھر تعین بناؤ کہ مشرک مذہبی و ملان کے ہم مذہبوں سے محبت کرنا کیا  
 موالات نہیں ہے ؟ بناؤ قرآنی کلمہ و کلمہ ایک کہ یہاں تک کہ معمولاً اس کو فرج جتہ کہنا کیا گیا ہے  
 کو چھڑانا اور جو نہیں کے مقابلہ میں کفار و مشرکین کی مدد کرنا نہیں ؟ کیا قتل لگانا ہندوؤں کی قبر



پھر تاہم رام ست جو کتاب میں کفار کے ساتھ ائمہ اربعہ و پیغمبروں کی نہیں بلکہ  
 شرط ہے صریح فی قرآنی کا کہ کتاب تمہارے لیے لکھی گئی خاص حالات امتوں کے  
 ساتھ بریں اور مسلمانوں کو اس کی طرف جو غلط شدت و غمی کے ساتھ پہنچ کر میں پس  
 و صرف جائز بلکہ عین خدمت اسلام ہو اور مسلمان جو وہ پہنا واپس میں یہ حالات نہ  
 پائے اس پر ہنگامہ آنال کی جائے اور اسے رحمت حق کا لقب بخش جائے و سُبْحَانَ اللَّهِ  
 ظَلَمْنَا فِي مُنْقَلَبٍ مَّنْقَلِبٍ ۝

**تفسیر کبیر** | واسطہ افہ تَعَاوَل

آیات آخر کثیرۃ فی ہذا المعنی منھا قولہ

تَعَالٰی لَا تَتَّخِذْ وَاِبْطَافَةً مِّنْ دُونِکَ

قَوْلُهُ لَا تَتَّخِذْ قَوْلًا يُّؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

الْآخِرِ يَرَادُّ مِنْ حَادِّ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

وَقَوْلُهُ لَا تَتَّخِذْ وَاللّٰهِ وَالنَّصَارَ حُجًّا

اَوَّلِيَاءَ وَقَوْلُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

لَا تَتَّخِذُوا عِدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ اَوَّلِيَاءَ

وَقَالَ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ

لِأَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ

وَاعْلَمَ اَنْ كَوْنُ الْمُؤْمِنِ وَالْإِ

لْكَا فَرِيضَتَانِ لَا تَتَّخِذُ اَوْسَعَهُ (اعلھا)

اَنْ يَكُوْنَ (اَصْلًا بِكُمْرَةٍ وَتَوَلَّاهُ) (جملہ

بانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی معنی کو بہت سی جگہ

آیتوں میں مثال فرمایا جو ان میں سے ایک یہ ہے

کہ اے ایمان والو! تمہیں کے سوا کسی اور پرستار نہ

بنانا و پھر دوسری جگہ فرمایا اے قوم! اللہ

قیامت پر ایمان لائیے تو نہ پہنچا کہ وہ اوست بنائے

تس میں نے اللہ اور اللہ کے رسول کو دشمن رکھ کر

جبر فرمایا اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست

نہ بناؤ یا تو تم ہی جگہ ارشاد فرمائیے ایمان والو یہود و نصاریٰ

دشمن کو دوست نہ بناؤ پھر فرمایا اے مومن! تم میں سے

جو تمہارا دشمن ہے اس کے دشمن کی دشمنی نہ کر

تینوں کی ہر قسم ہے (۱) کہ تمہارا دشمن کی دشمنی نہ

کرس کہ تمہارا دشمن کی دشمنی نہ کر (۲) کہ تمہارا دشمن کی دشمنی نہ

کرس کہ تمہارا دشمن کی دشمنی نہ کر (۳) کہ تمہارا دشمن کی دشمنی نہ

وعد الصبیح منه وتصوب الكفر  
 كفرة الرضا بالکفر کفر (و ثانیها)  
 معاشرۃ الجبلة فی الدنیا یحب  
 الظفر و ذلک خیر من صبح منه (و  
 القسم الثالث) وهو کما لمتی سطین  
 القسمین الاولین عوان مولی لآلة  
 الکفار یعنی الرکن الیهم والمعونة  
 والمظاهرة والضرة اما بسبب القرابة  
 او بسبب المحبة مع اعتقاد ان دینه  
 باطل فقد کلا یوجب الکفر الا انه  
 من حیث ان المولی لآلة بهذا المعنی  
 قد تجرأ الی استحقاق طرد یقتضی  
 والرضا بدینه و ذلک یخرجہ  
 عن الاسلام فلا یجزم هدا حاکم علی  
 فیہ فقال ومن یفعل ذلک فلیس  
 من الله فی شیء

دوست رکھتا ہو ایک مومن یا اگر نہ سے بددلی  
 علی ہی تصوب کفر کی کفر اور رضا کفر ہو کفر ہو بہت  
 ظاہر دنیاوی یا حقیقی معاشرت کافر کے ساتھ رکھ کر  
 منوع نہیں ہوگا، تیسری قسم پہلی دونوں قسموں کو  
 درمیانی مقام پر اس وقت کافر کے ساتھ مواصلات  
 کے یہ معنی ہوں گے کہ رکن ان کی طرف یا معونہ  
 یا مظاہرہ یا ضررت یہ مواصلات خواہ قریب کی سبب ہو  
 یا محبت کی وجہ سے ہو یا وجود اس اعتقاد کے کہ دین  
 اس کا باطل ہو تو یہ مواصلات موجب کفر نہیں مگر معنی  
 ضرور ہے اس لئے کہ یہ مواصلات کسی وقت اس کی غرض  
 مذہب کی طرف نہ کیجئے اور یہ اس کے دین کو قائم  
 کرنے لگے اور اس دین سے راضی ہو جائے کفر نہ  
 اچھا سمجھنا یا اس پر راضی ہونا دین اسلام سے عمل  
 یا ناہی پس بالضرورت ائمہ تعالیٰ نے اس سے تنبیہ  
 فرمائی اور یہ دھمکی سنائی کہ جو ایسا کرے گا اس کے  
 لئے اللہ کے دین سے کچھ نصیب نہیں۔

تنبیہ اہم مذہبی نے اس میں جس قدر دوسری آیتیں نازل ہوئی ہیں ان میں سے بعض  
 اگر کرتے ہوئے یہ بھی کہہ فرما دیا کہ جہاں کہیں کلام پاک میں مواصلات کو منع فرمایا گیا ہے  
 اس کے کیا معنی ہیں اور فراموش کیا اور وہ کیا یہی مواصلات حقیقی و حدودی کو یکجا لے کر قیام نہیں

مردیں پہلی قسم موالات خبیثی کو کفر کا مرادف قرار دیا دوسری وہ صحت کہ نہ دل سے کفر پر  
بنا و پند یہ گل نہ اعمال و افعال سے اس کی تائید ہاں کفار کے ساتھ میل مل لین دین  
آدیت و عداوت کا برتاؤ اور انی حیات میں مہاسات فعل معروف کا عمل اس سے شریعت میں کتب کیا  
شریعت نے اس سے ہرگز منہ نہیں فرمایا۔

تیسری قسم موالات کی یہ کہ دل کفر سے بیزار لیکن اعضا و جوارح کے احوال و افعال سے  
کفر کی تائید کی جائے دوستی کا لحاظ کرتے ہوئے یا قربت اور دشمنی کا خیال رکھتے ہوئے ایسا عمل  
دفعہ میں آئے تو یہ موالات اگرچہ کفر تو نہیں اس لئے کہ دل کفر سے متنفر ہے لیکن منہ و فہم  
ہے کفر کی تائید ہوتی ہے اور افعال کفریہ سے عقیدہ کفریہ کے پیدا ہر جانے کا احتمال ہے۔  
اب بتاؤ یا ہم کی تقیسات ثلاثہ میں سے اسکول و کالج کا ادا لینا کون سی قسم میں  
داخل ہے نیز یہ بھی بتلاؤ کہ علماء سیاسی کا گاندھی میں جذب ہو کر مسلمانان ہند کے حقوق پر  
پھری پھیرنا کون سی قسم موالات میں ہے نیز تفسیر کی عبارت آنکھوں کے سامنے موجود ہے ترجمہ  
عبارت کا پیش نظر ہو دیکھو اور مجھو آخر خدا کے پاس جانا ہی دین سے آنکھیں نہ چراؤ تم اس کے  
تقاضا ہو دین تمہارا محتاج نہیں۔

تفسیر ابن جریر	لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ	اللہ بزرگ و بزرگی طرف سے مسلمانوں کو کہ
الکفار من اولیاء من دون المؤمنین		اتحادی و باگیاہی کو وہ کفار کو اپنا معین و ناصر یا پشت
هذه یمنی من اللہ عز و جل المؤمنین ان		نہ رہائیں۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ مسلمانان اللہ
یتخذ الکفار اعداء و انصاراً و ظہوراً		کو اپنا پشت و پناہ و مددگار نہ بناؤ یا میں ظہور کرنے کے
و معنی ذالک لا یحکم و ایضا المؤمنین		رجوع سے ہمت نہ رکھنے پر جو نہیں کے ساتھ اللہ کی راہ
الکفار لہم یا و انصاراً تو انہم		کہتے ہوتا کہ مسلمانوں کو نشان و مسخرت پہنچے



"ہم ولسا ہونے والے علی المسلمین من  
 و من المؤمنین و من المسلمین علی اہل  
 قلوبہ ان یجعلی ذلک علیہم من اشیاء  
 فی حقہ ان یصلیٰ علیہ الذلک بعد موتہ من اشیاء  
 و من المؤمنین یا رتداہم عن دینہ  
 یا سلاوی کے سر اٹھیدیں پر کھار کھار  
 کرتے ہوئے شک میں نے اس کیا اللہ اس سے  
 بری اور اللہ کی ذلت وادی سے بری ہو گیا  
 وہ دین اسلام سے مرتد ہو گیا اور کفر میں  
 داخل ہو گیا۔

و من المسلمین  
 یا ایہا الذین یستولوا علیہم  
 و انصارہم اولیاءہم و انصارہم من المؤمنین  
 فی ذلک حد ثان یقال ان اللہ تعالیٰ  
 ذکرہ فی المؤمنین جمیعاً ان یخذ فی الہد  
 و انصارہم اولیاءہم و انصارہم من المؤمنین  
 اہل الايمان با اللہ و رسولہ و اخبر  
 اللہ من یخذ ہم نصیراً و حلیفاً و ولیاً  
 من دین اللہ و رسولہ و المؤمنین  
 فانہ منہم  
 (۱۲) اس آیت کے متعلق صحیح و صواب قول یہ ہے کہ اللہ  
 بخوانہ جس کا ذکر بلند ہو اس نے ساری مومنین کو نسخ  
 فرمایا کہ ان لوگوں کے خلاف جو اللہ اور اس کے  
 رسول پر ایمان لائے ہیں یہ وہ انصاری کو اپنا مددگار یا حلیف  
 نہ بنائیں نیز اس امت میں بخوانہ نے خبر دی کہ اللہ و رسول  
 اور مومنین کے سوا جس نے بغض مددگار یا حلیف یا دوست  
 بنایا وہ ان میں سے ہوا (بعضہم اولیاء بعضہ)  
 سے یہ ارادہ فرمایا کہ بیشک بعض یہود و مومنین کے مقابلہ  
 و مخالفت پر بعض یہود کے مددگار ہیں مخالفت قبائل  
 یہود و مسلمانوں کے مقابلہ و مخالفت پر بہت دیکھ رہا تھا

اما قولہ بعضہم اولیاء بعضہم فانہ منہم  
 یا ایہ الذین یستولوا علیہم و انصارہم من المؤمنین  
 علی المؤمنین و بعد واحد علی جمیعہم  
 بیشک انصاری کا یہی حال ہے کہ جو بھی  
 ان کے دین و ملت کے خلاف ہو اس کے مقابل میں  
 بعض انصار و بعض کے مددگار ہیں و من یولم



ان انصار میں کذا اللہ بعضهم انصار بعض  
 علی من خالف دینہم وملتہم (ومن یؤلفہم  
 منکم فاندہم) یعنی تعالیٰ ذکرہ بقولہ ومن  
 یؤلفہم منکم فاندہم ومن یؤلف الیہود والنصار  
 دون المؤمنین فاندہم منہم یقول فان من توہم  
 ونصرہ علی المؤمنین فہو من اہل دینہم وملتہم  
 دین وہدیب میں ہو۔

(ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین) یعنی  
 تعالیٰ ذکرہ بذالک ان اللہ لا یوفی من ضیع  
 الولاية فی غیر موضعہا تو الی الیہود والنصار  
 مع حدادۃ اللہ ورسولہ والمؤمنین علی  
 المؤمنین وكان لهم ظہیراً ونصیراً  
 اس کے رسول اور مؤمنین کا دشمن ہو۔

توضیح | تفسیر ابن جریر کی عبارت پڑھو اور اچھی طرح خود کرو پھر انصاف سے کہو کہ صبیحہ تعلیم  
 میں جو روپیہ اپنا جمع کر دے اگر گرنٹ سے واپس لیا جاتا ہے وہ مولات کیوں کر ہو سکتا ہے کیا شا  
 ال کی واپسی اعانت کفر ہے یا مؤمنین کو اس سے نقصان پہونچاتا ہے یا اخوت اسلامی کو منقطع  
 کرنا ہے۔

دیکھو تمہارے لیڈروں نے چپکے چپکے گاندھی سے سرگوشی کی مسلمانوں کو جھوٹا ان کا  
 بات بھی بد پرچی اور جب گاندھی کا درس انہیں یاد ہو گیا تو اُس کی زبان بنکر انہیں گاندھی کی قربانی  
 سے منع کیا فرق اسلام و کفر مٹا دینے کی تلقین کی مشرک کا توہم خواں نہیں بنایا بلکہ اُن کی نعم  
 انمولیٰ میں مسلمان نے ان افعال سے جو صریحاً حرام و منوع تھے منع کیا یا اس خطا کو ہی پرہیز

متنبہ کیا اس کے پیچھے شہ کے مسلمانوں کو چھوڑنا کفار سے ملنا ان کے مذہبی مراسم میں شریک  
ہو، منکر و پرہیزگار کو مقدس و متبرک کہنا یہ سب انہیں اقسام موات سے ہیں جنہیں شریعت  
نے نوزیم فرمایا ہے۔

جبارت تفسیر میں ہر جگہ قصہ کا صلہ علی آیا ہے علی المؤمنین علی المسلمین جبر کا  
یہ مطلب و مفہوم ہے کہ مسلمانوں کے خلاف مسلمانوں کی ضرر رسائی مسلمانوں کی تکلیف دہی پر  
کفار کی مدد و ممنوعہ اور داخل موات ہی یہ عام محاورہ ہے قصہ سزا دینا اس نے نیک  
مدد کی قصہ خطے سزا دینا کے خلاف مدد پہنچائی پس لفظ ولا کے معنی جب نصرہ یعنی  
مدد کے لئے جائیں تو اس وقت وہ مدد جس کا تعلق معاشرت و تمدن سے ہو موات منہی مرتز  
میں شمار نہ ہو گا یہی معنی شریعت کی زبان سے ابتدائی بحث موات میں بعض تحقیق معنی  
ولا لکھ چکا ہوں۔ تمام مفسرین کی جبارت بھی اب پیش کر دی ہر ایک مفسر نے اسی معنی کی تائید  
کی ہے۔ تیسرے لفظ عطا لایا موات کے معنی جو بیان کرتے ہیں وہ خود انہیں کا اخراج  
کر دے ہو۔ شریعت اس اخراجی معنی کو قبول کرنے سے ابا کرتی ہے جن حالات و تعلقات پر وہ اس  
کی تطبیق دیتے ہیں از روئے شریعت و غلط محض اس طرح کا اجتہاد اور اس طرح کے معنی کا  
اخراج مسلمانوں کو پریشان کرنا اور اصل حقیقی نظام حل کو باطل کرنا ہے یہ دین کی خیر خواہی یا  
یہ ملکہ مذہب و ملت کی بدخواہی ہے اور کللی بدخواہی۔

اب آؤ سورہ ممتحنہ کی پیش کردہ آیت کے متعلق بھی مفسرین کی تحقیقات لکھ کر بحث کا خاکہ لکھا  
جائے لیکن اگر آیت لا یصلحوا لکم اللہ الخ سے قبل اس آیت شریفہ کے متعلق جس سے سورہ ممتحنہ شروع  
ہوتی ہے کہ کہ اگر تم تمہیں تمام میں بہت وضاحت ہو جاتی ہے۔  
حضرت عاقل کا واقعہ | یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا صلاتی وهدوکم اولیاء

تلقین الیہم بالموحکہ۔ تمام اللہ صغیرین کی تحقیق و تیز نصوح و ادا دیت اس پر دلیل الیہ  
حضرت مایہ بن ابی بلتعہ کی شان میں اس آیت پاک کا نزول ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
میکہ کا رخ کر پرتوج کشتی کا ارادہ فرماتے ہیں سادو سامان کی تیاری ہو رہی ہے لیکن عام طور سے  
اس کا اظہار نہیں فرمایا گیا کہ مجاہدین کا نعرہ بکبکیر کس سر زمین پر بلند ہو گا کہ ان ہی اکابر کی مسلمانوں  
کے خاک قدم سے مشرف ہو کر وارا اسلام کی کرامت حاصل کرے گی ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
اس شرفی کے حامل و امین بنائے گئے جن میں سے ایک صاحب رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت  
مایہ کے اعزہ ہنوز مکہ میں مقیم تھے آپ کو یہ خیال گزرا کہ میری قربت نسب کفار کے جس  
ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں سے مخلوبہ کا اندازہ کہتے ہوئے کفار کو اپنا خلیفہ و خضب قرار دے  
سلیں سے جو کہ میں مقیم ہیں ظاہر کریں وہ مسلمان جن کی قربت نسب کفار کے ہے ان کے  
افربانی رشتہ کی وجہ سے مظالم کفار سے محفوظ رہ جائیں تو کچھ عجیب نہیں لیکن میری کُل قربت نہیں  
میرے خاندان کو کفار تباہ و برباد کر دیں گے۔ ہاں اگر میں کوئی احسان و امتحان ان کے حق  
میں اس وقت بجا لاؤں تو اس احسان کا حوض شاید انھیں ظلم و ستم سے باز رکھے اسی خیال سے  
انھوں نے ایک خط کفار کو لکھا اور انھیں اس امر سے آگاہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تم پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے ہیں تم اپنا بچاؤ کر لو۔

ایک عورت نے کہہ دیا کہ ہوتی ہے حق سبحانہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خط  
سے مطلع فرماتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو حج چند اصحاب کے  
یہ حکم دے کہ روانہ فرماتے ہیں کہ روضہ خانہ پر ایک عورت نے گل اس کے پاس ایک خط ہج  
اس سے خط لے کر آیا وہاں اگر انکار کرے تو اس عورت کو قتل کر دینا۔

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اسی مقام پر عورت کو پاتے ہیں خط کا مطالبہ ہوتا ہے وہ انکار کرتی



ہے موت کی دھمکیاں دیا جاتی ہے تو اپنے بڑے میں سے خط نکال کر دیتی ہے مولیٰ علی  
 کریم اللہ و جہ خطے کریم رضیہ تشریف لاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی میں خاموشی  
 فرماتے ہیں۔ اب حضرت عاتب رضی اللہ عنہ طلب ہوتے ہیں افکار راز کی پرسش ان کہہ دیتی  
 ہے جواب ارشاد فرماتے ہیں مَا كَفَرْتَ مِنْذَ اسْلَمْتَ وَلَا خَشَشْتَ مِنْذَ فَضَحْتَ  
 وَلَا اجْبَيْتُمْ مِنْذَ فَا رَقَعْتُمْ یعنی روایت میں یہ جواب مروی ہے اما واللہ انی لمومن  
 یا قہ و مرسلہ ما خفیوت ولا بدلت ما فعلت ذالک کفر اولیٰ اس قد احسن  
 دینی و لا مضایا لکفر بعد الاسلام فلا صہ جواب کا یہ بچ کر جب میں اسلام لایا ہوں  
 کفر کی باتوں سے دل بیزا ہو گیا جو دین کی خیر خواہی مخلصانہ بجا لاتا ہوں کچھ بھی دل میں کوشش  
 میں جب اسلام لایا تھا اسے محبت چھوڑ دی روزا اسلام سے اس وقت تک کسی طرح کا تغیر  
 تبدیل مجھ میں نہیں آیا نہ میں مرتد ہوا اور نہ کی حفاظت مقصود تھی اسی کے ساتھ اس کا بھی علم و یقین  
 تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فتح عطا فرمائے گا میرے اخیس کوئی نفع نہ حاصل  
 ہو گا ہاں کفار منت پذیر میرے ہو جائیں گے اس جواب کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ارشاد فرماتے ہیں بیشک عاتب نے سچ کہا۔

حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں یا رسول اللہ یہ شخص منافق ہو گیا اعداؤ اس کے رسول  
 کے معاملہ میں نیابت و تدبیر کی حکم ہو تو اگر دن آراؤں ارشاد ہوتا ہوا کہ اے عمر عاتب اصلاً  
 بد میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین بد کو مغفرت کا شرف نہ سنا ہے یہ ارشاد سن کر عمر فاروق  
 رضی اللہ عنہ کی شخص انوبہلے لگتی ہیں۔

توضیح اس واقعہ کی طرف اگر غور سے دیکھا جائے تو گونا گوں مسائل پر روشنی پڑتی ہے حضرت  
 عاتب رضی اللہ عنہ سے عثمانی لاجتہاد ہوتی ہو وہ اولیٰ کے مفہوم سمجھنے میں نرس ہو سکتا تھا



وہ بھی کہ جب دل میں اصناف ہو اور قلب میں بجز انشاء اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 کسی کی قزوہ برابر بھی غیر خواہی نہیں تو میرا یہ عمل نہ وہاں ہے نہ وہاں۔ لیکن حق بھلائے ہے کہ یہ  
 میں اس فعل کو ولا اور داد و دونوں قرار دیا اس لئے کہ انشاء رائے پیغمبر تعالیٰ انوں کے  
 نقصان و ضرر کا احتمال و امکان تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انشاء کی غیر خواہی بہ نظر قوا و ذاتی  
 و بنیادی جس سے اپنے دین کا ضرر محتمل ہو یا حقوق مسلمین کا اہانت ہو وہ بھی دلائل و دوا  
 ایسے اعمال جن کی مہربانیاں عزت نہیں دیتا وہ کسی خیال سے بھی کیوں نہ کئے جائیں حرام و  
 منہی منہ ہیں۔ دلی محبت کا قرعے رکنا یا اس کے افعال کا کفر یہ کہ دل میں ہند کرنا تو کفر و اسلام کے  
 فروغ ہے نہ ان سے بے نصیب ہو تاوی لیکن دل متفرق و متضاد ہونے کا حال میں ضرر  
 یہ حرام ہے اشد فتنہ ہے خاص کر جب علی مدوں الاشهاد اس کا وقوع ہو تو فتنہ بالکمال  
 کا حکم فتنہ مخفی سے زیادہ شدید ہے۔ فاسق معلن کو نہ سلام کرنا شریعت میں جائز نہ اس کے  
 سلام کا جواب واجب حضرت عاقل رضی اللہ عنہ کے واقعہ نے سورج کی روشنی میں دکھا  
 دیا کہ فرضی و اختراعی دعوت حق کے مدعی کفارہ منہ سے موالات کر رہے ہیں یا بغیر گاہیں جو  
 رہیہ لے رہی ہیں وہ نصاریٰ اسے موالات کر رہی ہیں حضرت عاقل رضی اللہ عنہ کے  
 پاکی قلب پر پیغمبر خدا کی تصدیق نے مہر کر دی حضرت عاقل رضی اللہ عنہ کفار کہ نہ غیر طلب  
 و رگ نہ تھے لیکن ان کا یہ فعل ایسا تھا کہ اگر کفار کہہ لا کوئی جاسوس ہوتا جسے اس راز و منورہ  
 کی خبر ہو جاتی تو وہ بھی یہی کرتا یہ فعل جاسوس کفار یا فتنہ کفار کے فعل پر عمل ہو سکتا ہے  
 اس سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ قوم مسلم یا فرد مسلم کو ایسا کام مہربان کفر کی تائید میں  
 نہ کرنا چاہیئے جسے کوئی کافر اپنے مذہب یا قوم کی ہمدردی و غیر طلبی میں عمل میں لاؤ جیسا کہ  
 وہ میان دعوت حق اپنے اعمال پر نظر کریں حضرت عاقل کا واقعہ جرت و بصارت کے لئے کافی ہے

یہ کہ اگر حالات اور مسائل اور مطلقاً یہ بھی صحیح نہیں فی الحقیقت تائید کفر و  
بیداری کا نام نہ اہل حق ہی تائید اگر اعتقاد سے ہر تو کفر ہے اور اگر اعمال و افعال سے ہر تو اہل  
ہے اب مسئلہ فیصلہ کریں کہ امدادی مذہب یہ جو درجہ ہوں گے مناسب کیا اس سے میثابت  
و تعزیت کی تائید نصرت ہوتی ہے اگر اس کا جواب ایجاب میں ہر تو اس سوال کی اجازت  
ہیجے اگر شہادت ہے قبل جواب کو یہی فتویٰ تھا یا نہیں اگر اس کا جواب اثبات میں ارشاد  
ہو تو اس اثبات کی ساقی چاہتا ہوں کہ پھر اگر نریض کا جزیرۃ العرب اور مقامات مقدسہ پر  
تعزیت ہو جانا اور قوت و قافی اسلام یعنی خلیفۃ السلیخ کا بے دست و پا کر دینا ملت ترک  
سوالات کیوں قرار پایا اور اگر جواب نفی میں ہر تو براہ کرم یہ فتویٰ دیکھئے کہ حالت صلح و  
آشتی میں میثابت کی تائید و تقویت جائز ہی اسے کاش اب بھی سمجھنے کی کوشش آپ  
کریں اس سے لیڈر و تدار سے مسلسل متواتر افعال بانوں مختلفہ کفر و شرک کی تائید میں صاف  
ہوتے اور یہ معلوم ان کا سلسلہ تک ظاہر ہو گیا۔ کس بیدار دی سے مسئلہ قربانی پر تم نے  
بہت صاف کیا کس فوق و شوق میں تم نے گنوا مانا کی بجائے پکاری۔ کس حقیقت سے غم کی  
تم نے توہم توہنی کی کس قدر لوگ تم نے یہ کہا کہ گاندی ذکر بنا کر بھی لایا ہوا یہ اسلام جو تہذیب کے اسلام کے  
جیسا کہ تم نے وعدہ راج کر لیا یہ کفر و شرک کی تبلیغ و تحسین کا تم نے یہ اثبات کیا ہے لیکن  
یاد رکھو کہ تمہاری یہ فتوہ ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی کیا یہ آیت تم بھول گئے یا قرآن کے کلام دہانی  
ہونے سے قطعاً منکر ہی ہو بیٹھے سنو اور کان کھول کر سنو۔ یومئذ یوم لیسطعون انفسہم اللہ  
یا تو اہم واللہ متم فوراً ولو کرۃ الھما قرون ۵

ایک بار دہرہ تمہاری آیت کریمہ لایہا کہ اللہ عن الذین لہم قیالو کفری  
الذین ولہم خرچہ کہ من دیا کہ ان نبیوہم وقسطوا الیہم ان اللہ یحب للظالمین

سے متعلق گزارش ہوا امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبریٰ میں ان تمام اقوال مفسرین کو یکجا جمع فرمایا ہے جسے اس آیت کا شان نزول اور باب تھا جسے قرآن یاد ہے۔

آیۃ لا ینہاکم اللہ	اختلفوا فی المراء	اس میں مالکان علوم تفسیر کا اختلاف ہے کہ
کی شان نزول	من الذین لم	یقاتلوکم سے کس طرح کے شہداء مراد ہیں حضرت
یقاتلوکم فالاکثرون علی اہل	اہل عباس اور قتائیں اور کبھی کی یہ تحقیق ہو کہ	اہل
العہد الذین عاہدوا رسول اللہ	سے اہل حد مراد ہیں جنہوں نے یہ عہد کیا تھا	صلی اللہ علیہ وسلم علی ترک القتال
والمخاہرۃ فی العداوۃ وھم خزاعۃ	کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تھا تو کہیں	نہ نہ انوں کو غالیں گے یہاں حد بنو خزاعہ سے
کاونا عاہدوا الرسول علی ان لا یقاتلوا	۱۴) مجاہد صلی اللہ من فرماتے ہیں کہ لہ یقاتلوکم سے	کفار مراد نہیں ہیں بلکہ وہ مسلمان مراد ہیں جو ایمان
بالبر والوفاء الی مدۃ اجلہم وھذا	لائے لیکن ہجرت کر کے مدینہ طیبہ نہیں پہنچے	بول ابن عباس والمقاتلین والمکملی
۱۵) وقال مجاہد الذین امنوا بمکۃ	لہ یقاتلوکم سے مراد جو تھے اور مکہ میں رہتے تھے	۱۶) عبد اللہ ابن زبیر فرماتے ہیں کہ اس طرحی حضرت
ولہم ما جروا ۱۷) وقیل ھم النساء	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غیبت کے متعلق یہ	آیت نازل ہوئی جو ان کی اس میں کا نام قبیلہ تھا
والصبیان ۱۸) وعن عبد اللہ بن	کہ اسے اپنی بیٹی کو دیکھتے آئیں کہ تمہارے اور یہ بھی	ساتھ لائیں مگر چون کہ وہ ہنوز مشرک تھیں اس سے
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غیبت کے متعلق یہ	بیٹی نے ان کو نہ تو مکان میں گھسنے دیا نہ ان کا وہ	



ان تک دخلوا و قتل منها و تکررها  
 و نحن ایہا راہ و عن ابن عباس  
 انہم قوم من بنی ہاشم منہم  
 العباس اخر حواہم بدس کرھا  
 (۱۶) و عن الحسن ان المسلمین استأجروا  
 رسول اللہ فی اقریاءہم من المشرکین ان  
 یصلوا فاعزل اللہ تعالیٰ ہذا الکلیہ  
 (۱۷) و قيل الا یتقوا فی المشرکین  
 (۱۸) و قال قتادہ فتحیما آیۃ القتال  
 قول کیا جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی  
 تو آپ نے حکم دیا کہ تمہ قول کرو مکان میں انیس افراد  
 عزت کا برتاؤ کرو مگر ہلوک سے پیش آؤ (۱۶) ابن عباس  
 سے روایت ہو کہ لہر قاتلو کھ سے مراد عافان  
 بنی ہاشم کے وہ افراد ہیں جو بحر جنگ بدر میں لاؤ گئے تھے  
 جن میں سے نو ایک حضرت عباس بھی تھے وہ احسن  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مسلمانوں نے اپنے اقربا کے  
 ساتھ برہنہ و صلہ رحمی ہلوک کی اجازت چاہی اس وقت  
 پیغمبر کریم نازل ہوئی (۱۷) ایک قول یہ بھی ہو کہ یہ آیت  
 کی شان میں ہے (۱۸) قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت  
 قتال نے اسے منوخ کر دیا۔

مسلمانوں کو ایمان و انصاف سے کام لو و دیگر جس آیت کے یقین مراد میں صحابہ اور  
 تابعین کس قدر اختلاف فرمائیں گے اسی تقسیم قرار دینا کس قدر انصاف و دیانت کا خون کرنا ہو۔  
توضیح قتادہ کی روایت یہ ظاہر کرتی ہے کہ لایہذا کہ اللہ کی آیت منوخ ہو اگرچہ ابن جریر  
 اس کا جواب دیتے ہیں لیکن اس سے اس قدر معلوم ہوا کہ اس آیت کریمہ کو کسی نے نسخ ان آیات  
 متعددہ کثیرہ کا قرار نہیں دیا جن میں عدم ہوالات کا حکم مطلقا کفار سے وارد ہے۔ کوئی ضعیف  
 سے ضعیف تر روایت بھی جیسی نہیں پائی جاتی ہے جس میں یہ مروی ہو کہ لم یقاتلو کھ و لہ  
 بخروجکم من دیار کھ کی آیت سے مطلق کو عقیدہ کر دیا ہو اس ہوالات جب کہ مطلقا ہر حال میں منوخ ہے  
 تو اس صورت میں ہوالات کے وہی معنی قرار پائیں گے جنہیں شریعت کی زبان اور تمام مفسرین کی تصدیق



سے بھی ذکر کر چکا ہوں یعنی کفار کی محبت و مروت پاکفار کے ہیں کہ تا شیعہ یا ان کی تائید  
اپنے دینی امور ہیں۔ مگر اس کے جس قدر تعلقات ہوں گے وہ جتنی مصلحتیں ہو کر مصلحت  
مردی ہیں جن سے شریعت نے ہرگز منع نہیں فرمایا بلکہ خود شائع علیہ السلام کا عمل یہ ہو چکا  
کفار سے صلح کرنا ان سے معاہدہ کرنا ان سے بغیر لینا انھیں ذکر رکھنا ان کی اجازت  
کرنا فرض لینا اگر وہی رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ سب تمدنی مصلحتیں ہیں جن کی شریعت نے اجازت دی  
ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل ان امور میں کافی ثبوت ہے۔

ہاں کوئی روایت ایسی نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہو کہ کبھی کسی حال میں بھی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قیس یا راہب کو نعوذ باللہ اپنا مقتدا بنایا ہو۔ یا انصرام امور دینی میں  
اس کی رائے کی پابندی کی ہو یا کسی رسم کفر و شرک کو آپ نے برتنا جائز قرار دیا ہو یا کفار  
کے مذہبی ایام میں خواہ بہ نفس نفیس شرکت فرمائی ہو یا صحابہ کو اجازت عطا فرمائی ہو یا عید  
مسلمین میں کفار کو شریک فرمایا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزدن کی ایک تین ثبوت ہے  
کہ مولات وہی امور ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی خاطر سے نہ خود کیا نہ اور  
کو اس کی اجازت عطا فرمائی ہاں جن امور کو آپ نے عزت عمل بخشی وہ نہ مولات نہ ان کا ترک اقتدا  
پر مہر لگادی نہ دین و ملت کی غیر خواہی اب مفسرین جو یہ کہ تقریر یہ سہل کیجئے۔

تفسیر ابن جریر	اداولی الاقوال	بہترین قول ان سب اقوال میں اس کا یہ ہے کہ یہ
فی ذلک بالصواب قول من قال عنی بندہ	کما کر جمع اتلم عل وادیان الدار وکیا گیا کہ جس کے	
لا یلزم اللہ عن الدین لہ فیقات لکم	ساتھ بھلائی وامن کر اصل رسم کا قبول کرنا	
فی الدین من جمیع اصناف المثل	یترک کفار خاص شریع جنگی مصلحت کے منافع	
ولا دیان ان تبوہم وتصلوہم	میں ہم مکرم ساؤ فرمایا کہ جو بھی ایسا ہو کہ رسول اللہ	

وَقَطَطُوا لِيَعْلَمَ اللَّهُ

عَنْهُ جُلُومُ يَوْمَئِذٍ الَّذِينَ لَمْ يَتَّقُوا اللَّهَ

فِي الدِّينِ وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُدْرِكُونَ

بِجَمِيعِ مَا كَانَ ذَالِكَ صِفَتُهُ فَلَمْ

يُخَافُوا بِهِ بَعْضًا دُونَ بَعْضٍ وَلَا

مَعْنَى لِقَوْلِهِ مَنْ قَالَ ذَالِكَ مَنُوحٌ

لَا يَرَى الْوَيْسَانَ مِنْ أَهْلِ الْحَرَمِ يَمِينُ

بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَرَابَةُ نَسَبٍ أَوْ مَعْنَى

لَا قَرَابَةَ بَيْنَهُ وَلَا نَسَبَ غَيْرِ مَحْمُودٍ

وَلَا مَعْنَى عِنْدَهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي ذَالِكَ

دَلَالَةٌ لَهُ أَوْ لَا أَهْلَ الْحَرَمِ عَمَلًا

عَوْرَةً لَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ أَوْ تَقْوِيَةً

لَهُمْ بِكَرَامَةٍ أَوْ سَلَامَةٍ وَقَدْ بَيَّنَّ

صَحَابَةُ مَا قُلْنَا فِي ذَالِكَ الْحَبْرُ الَّذِي

ذَكَرْنَا عَنْهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي قِصَّةِ

أَسْمَاءَ وَاجْهًا وَقَوْلُهُ إِنَّ اللَّهَ يَجِبُ

لِقَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ يَجِبُ لِلْمُتَصِفِينَ الَّذِينَ

يَتَصَفَّوْنَ النَّاسَ وَيُعْطِيهِمْ الْحَقَّ

وَالْعَدْلَ مِنْ أَعْيُنِهِمْ فَيُؤْتُونَ مِنْ بَرٍّ

رُسُومُهُمْ وَأَنْ كُنْ مَكَانَ مَنْ سَمِعَ الْكَلَامَ

سَامِعًا بَرْدَ قُطْبِ دِرْبِغٍ ذَكَرَ جَابِئُ

مَدِينَةِ رَقَّتْ كِي خُصْرُ حُصْنٍ كُوْهُلُ خَيْسٍ بَلَدُ حُصْنٍ

يَدُ مَعْتِ بِائِي جَابِئُ أَسَى كُوْبِهِ حَكْمُ شَالٍ هُوَ كَالِ كُوْبِي وَ

أَسَى كِي خَيْسٍ كِهْ بِمِ اسْ آيَتِ كُوْهُلُ قَرَارِ دِيں اسْ

كِهْ اِيكِ مَرْسِي كِهْ لِيْے فَرْقِي مَحَارِبِ كِهْ اسْ مَرْسِي

اَوْرَاسِي فَرْقِي مَحَارِبِ كِهْ دَرْمِيَانِ قَرَابَتِ هُوَ بِانْسَبِ

هُوَ بِاِيْے فَرْقِي مَحَارِبِ كِهْ سَامِعًا كِهْ اسْ مَرْسِي اَوْرَاسِي

مَحَارِبِ كِهْ دَرْمِيَانِ نَهْ قَرَابَتِ هُوَ ذَنْبِ پَا پَا جَابِئُ

بَرْدِ اَحْصَانِ كِرْنَانِ حَرَامِے نَسْنَسِي حَسْرَتِ جِيكِ اسْ اَحْصَانِ

سے فَرْقِي مَحَارِبِ كُوْ كِسِي پَتَرِ كِي رِبْهَرِي نَهْ ہوتی ہوتی

مَحَارِبِ كُوْ سَلَامَتِ كِهْ خُصِيَاتِ دَسْرَتِ پَرِاطْلَارِ ہوتی

ذَ فَرْقِي مَحَارِبِ كِي تَقْوِيَتِ گھڑتِ اَوْرَ اسْلِحِے كِي گھڑتِ

ہو ابْنِ زُبَيْرِ كِي رَوَايَتِ جِسْ مِيں قِصَّةِ حَضْرَتِ اَسْمَاءِ اَوْرَ

اُنْ كِي مَانِ كَامَرُوْیِے پَتَرِ مِيں تَوْبِيْہِ كِي تَفْصِيْلِ كِرْنَانِ

وَإِنَّ اللَّهَ يَجِبُ لِلْمُتَصِفِينَ (بِشَيْءٍ) اللَّهُ دُرْسَتِ

دَكْتَارِيْ اَنْصَانِ كِنِے وَالْوَلِ كُوْ بَرُوْگُوْں كِهْ سَامِعًا

اَنْصَانِ كِهْتے ہيں اَوْرَ اُنْ لَاحِقِ اَنْخِيْصِ مَحَلَّ كِهْتے ہيں

اِيْیِ جَابِئِ مَحَلَّ كِهْتے ہيں اَحْصَانِ كِرْنَانِ دَلِے كِهْ سَامِعًا

وَيُحْسِنُ إِلَىٰ مِنَ احْسَنِ إِلَيْهِمْ  
امان کہتے ہیں اور نیکی کرنے والوں سے نیکی۔

إِنَّمَا يَهْدِيهِ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوهُ  
میں سے جو نہیں کے موافقین کا اثر تھا

فِي الدِّينِ وَآخِرُ حَرْجِهِمْ مِنْ دِيَارِهِمْ  
تھیں شیخ فرماتا ہے ان لوگوں سے جنہوں سے

وَمَا هُوَ بِأَعْلَىٰ أَمْرِهِمْ أَنْ تُولُوهُمْ  
دین کے معاملہ میں تم سے قتال کیا اور تمہیں تیار

وَمَنْ يَتُولَهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ  
کھڑوں سے نکالا اور تمہارے غمٹنے پر مدد کی یہ

يَقُولُ لَنْ يَكُونَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
کہ تم مورات کرو۔ پس تم ان کے دوست بنو

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ مِنَ الَّذِينَ قَاتَلُوا  
مددگار ہو و من یقولہم قرآن ہے اللہ تعالیٰ

فَالَّذِينَ مِنْ كُفَّارِ أَهْلِ مَكَّةَ  
کہ جو شخص تم میں سے یا تمہارے سوا دوسرے جو نہیں

آخِرُ حَرْجِهِمْ مِنْ دِيَارِهِمْ وَمَا هُوَ  
انہیں اپنا دوست بنائیں گے یا انہیں مدد نہ پائیں

عَلَىٰ أَمْرِهِمْ أَنْ تُولُوهُمْ فَتَكُونُوا  
(فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ) فرماتا ہے کہ یہ

لَهُمْ أَوْلِيَاءُ وَنُصَرَّاءُ وَمَنْ يَتُولَهُمْ  
وہ لوگ ہیں جنہوں نے مورات ان سے کی ہیں

يَقُولُ وَمَنْ يَجْعَلُهُمْ مُنْكَمُا وَمِنْ  
جائز نہ تھی اور اپنی ولایت غیر مجاہد پر رکھی اور حکم

خَيْرِكُمْ أَوْلِيَاءُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ  
انہی کے اس معاملہ میں خلاف کیا۔

يَقُولُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الَّذِينَ تُولُوا  
الذی مایجی زلہم ان یقولہم و

الذی مایجی زلہم ان یقولہم و  
وضوا ولا یتہم فی خیر موضعہا

وَأَلْفُوا أَهْلَ اللَّهِ فِي ذَٰلِكَ  
ملا رہیں جبراً یہ کہ لا یتہم کہ اللہ کو منور قرآن میں دیتے لیکن سی کے ساتھ جو مطلب بیان

فَرَسَتْ مِنْ أَدْرِجٍ بِطَوَّافٍ  
فرستے ہیں اور جس بطور سے شریعت فرماتے ہیں جس سے مہربانانہ عفو حق کا اور اعلیٰ

فَرَسَتْ مِنْ أَدْرِجٍ بِطَوَّافٍ  
فرستے ہیں اور جس بطور سے شریعت فرماتے ہیں جس سے مہربانانہ عفو حق کا اور اعلیٰ

فَرَسَتْ مِنْ أَدْرِجٍ بِطَوَّافٍ  
فرستے ہیں اور جس بطور سے شریعت فرماتے ہیں جس سے مہربانانہ عفو حق کا اور اعلیٰ

فَرَسَتْ مِنْ أَدْرِجٍ بِطَوَّافٍ  
فرستے ہیں اور جس بطور سے شریعت فرماتے ہیں جس سے مہربانانہ عفو حق کا اور اعلیٰ

فَرَسَتْ مِنْ أَدْرِجٍ بِطَوَّافٍ  
فرستے ہیں اور جس بطور سے شریعت فرماتے ہیں جس سے مہربانانہ عفو حق کا اور اعلیٰ

فَرَسَتْ مِنْ أَدْرِجٍ بِطَوَّافٍ  
فرستے ہیں اور جس بطور سے شریعت فرماتے ہیں جس سے مہربانانہ عفو حق کا اور اعلیٰ

فَرَسَتْ مِنْ أَدْرِجٍ بِطَوَّافٍ  
فرستے ہیں اور جس بطور سے شریعت فرماتے ہیں جس سے مہربانانہ عفو حق کا اور اعلیٰ

پندرہ ماہ تھیں

تحریر اور حضرت کی کفالت کے لئے حق تہجد کے لئے فرمایا تھا بعض اصحاب میں سے  
 ایک حضرت صاحب ہیں انہوں نے مولانا کے لئے میں نظامے اجتہادی کے مرتکب ہوئے اور یہ کہ  
 کو الیٰ بیت اہل غیر فرمایا یا جسی حضرت علی بن مولانا کے صدق ہیں لیکن جن بجاہ شریف  
 ان کے نقل کر لیا اور وہ اور وہوں غفلوں سے یاد فرمایا اور ہر شریعت مابعد میں یہ ارشاد ہوا  
 ان یقفوا کفر مکی و انکم اعداء و جسطوا الیکم ابدیہم و السنہم بالسنہ و وودوا  
 نوکفرون من متفقہم اس حال میں کہ اولاد کم یوم القیامۃ فیصل بینکم واللہ  
 صاف معلوم ہے میری کفالت اگر تم پر ہے تو پائیں تو تمہاری دشمنی میں کچھ اٹھانہ رکھیں نہیں  
 بتائی یہ پناہ میں اتنے ہی بڑھائیں گے اور نہ ان ہی کفالت کی تو رہتے ہی ہے کہ کاش تم انہیں  
 کی طرح کافر جاؤ قیامت کے روز تو تمہاری رشتہ داری کچھ کام آئے گی نہ اولاد ہی سے نہیں  
 کہ تم سے پہلے کاش ان حق و باطل کا فیصلہ اکمل ہا لیکن فرماتے گا اور انہوں کو کہ رہا ہے  
 جو کہ تم کہتے ہو۔

اب خدا کی جیسے کہ علم کفالت کے ساتھ کسی طرح کا معاشرتی تعلق ہی رکھنا اور غفلت مولانا سے  
 وہ کفالت کے حقوق و ذمت قرابت کے سب سے قریب مثلاً والدین وغیرہ مسلمانوں سے سمجھا کہ اب  
 اعلیٰ باطل ہو گئے اسی بنا پر حضرت اہل حق اپنی اہل قیادت کے جو مشرک تھیں حقوق مادی سے  
 اعراض فرمایا حق تہجد نے اب اس مسئلہ کو باطل صاف فرما دیا۔

معاذ اللہ اسلام کی دو قسمیں فرمودے کہ ہر ایک کا حکم ارشاد فرمایا ایک ایسا مخالف اسلام  
 جو دنیا سے منہ پھرتے ہوئے نہیں لیکن کے مفادوں سے نکالے اس کے ساتھ انسان اور عاقل  
 بتاؤ کی عبادت و عطا کرنا کی پھر ان اقلیہ المقسطین فرما کر مسلمانوں کو افساد کی طرف



حب و لہذا نظر میں ترغیب و تہذیب دلائی۔

اس ترغیب اور اس اجابت کی وجہ سے اس ظہر پر ذیت و محال اور محبت و ہیبت کا  
ہر پہلو ایک قسم کی بھلائی اور نیکی ہے ایسی حالت میں جب کہ کر لی کا فریب پر اسلام کے ساتھ  
اس اجابت کا برتاؤ کرے تو اسلام صیبا پاکیزہ دین جو سرسبز رحمت ہی رحمت جو ان کی یہی خیر  
دہنی چاہیے مہی کر نیکی کا بدلہ نیکی اور احسان کا عوض احسان۔

حق سبحانہ نے مسلمانوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ جو کافر و بدین ایسا ہو کہ تمہارے غریب کو  
تعلیم نہ کرے اسلام کا کھوہ نہ پڑے لیکن اسی کے ساتھ تمہیں سناٹا نہیں تمہارے آدمی کے ساتھ  
ہیں ہر تار و نس کی اس انسانیت اور مراعات کا عرض اگر تمہاری جانب ہر انسان کے ساتھ  
ہو یہ مقدار اتنی اور تعلیم قرآن کی تمہیں ہوگی۔

مسلمانوں نے آیت کریمہ **لَنْ تَنْفَعَكَ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ شَيْئًا** جو لیا تمہارا  
ہر طرح ممالک حقیقی منسوخ ہر اسی طرح ممالک صوری بھی منسوخ آیت لایا تمہارا اللہ عالم  
نے اس غلطی کی تصحیح فرمادی اور صورت مسئلہ کو صاف کر دیا کہ ممالک حقیقی تو ہر کافر سے ہر حال میں  
منسوخ ہی لیکن ہاں ممالک صوری مثل برادری اس کی نہیں اجازت ہے بلکہ ایسے کفار کے  
ساتھ جو نہ تم سے اچھے نہ تمہیں تمہارے مکانوں سے نکالیں تمہارا منصف نہ برتاؤ گا نہ کوہر سے  
حقیقت یہ ہو کہ احسان اور فضل معروف محل اور انصاف نہ ممالک جو نہ داد و اس لئے  
کہ تو میں مسلمانوں کی مضرت ہے نہ کفر کی حمایت ہے نہ اپنے مذہبی فرائض میں شہرہ و شہرت  
پر نہ یہ محبت و داد کا نتیجہ ہے یہ تو حقوق کا ادا کرنا انصاف کا صحیح نمونہ قائم کرنا اور مخلوق خدا پر  
شفقت و کرم کرنا یہی وہ طرز عمل تھا جس کے اثر سے یہ مخلوق فی دین اللہ اقولیہا کا  
بلوہ دکھایا جو حق و برحق اور نیک و بد فرق کھارتے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر سعادت

مردی سے مال مال ہوتے جاتے۔

آیت لا ینالکم اللہ کے متعلق علماء ابن جریر کی تحقیق ہمارے پیش نظر ہے اور وہ تامل سے کام لے رہے ہیں آیت کی تفسیر میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس کا ایسا نام بھی ہو تا ہو کہ کافر غیر مجاز سے مراد ہے یا وہ جائز ہو۔

کافر کی محبت یا کفر کا فرق کی اعانت یا اسلامی و دینی امور میں کافر کی مستحکات کا جو انبیا ایات میں ایک لفظ سے بھی منہم نہیں پھر یہ کتنا کہ قرآن نے ایسے کفار سے جو مسلمانوں سے بدترین منافض مسلمانوں سے نکالیں ان کے ساتھ محبت و موالات مسلم قوم یا مسلم شخص کے لئے جائز دشتہ و مع قرار دی کہ کسی دین میں تحریف ہو۔

مفسر نے صاف لفظوں میں اس کی تصریح کر دی کہ وہ کفار جو مسلمانوں سے نہ تصافق فی الدین کریں نہ انہیں ان کے مکانات سے نکالیں انہیں بھی منہیات و مبراہر سلیس ہوا گا وہ نہ کیا جاتے گا مسلمانوں پر قابو پانے کا پتہ نہ دیا جائے گا۔ گھوڑے اور اسلحہ ان کی مدد نہیں کیجائے گی۔

و لکھو یہ دینی منی و نامور ہیں جن کا ذکر بھی ابھی تم نے ان آیات سابقہ کی تفسیر میں پڑھا ہے جن میں تحقیق معنی دلا ہے جن آیتوں سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ مطلق کفار سے موالات حرام ہے قید قتال یا اقوا ج من الدیار معتبر نہیں۔

اس مقام پر ابن جریر نے واضح کر دیا کہ جو تعلقات مطلقاً کفار سے منی منع ہیں وہ اس صورت میں بھی علی حالہ ممنوع ہیں۔

ابن جریر کی نا تمام عبارت کے | لیکن حکیم صاحب نے جو اہل علم صاحب غلیت فیہا غضب اور پر خیر ہے | حکیم صاحب کا استدلال | میں نا تمام عبارت ابن جریر کی نقل فرما کر یہ نتیجہ استخراج فرماتے ہیں کہ اگر

اس کے بعد بھی یہ کہا جائے کہ نہیں سہلی کو نہ دستان کی دو سرے تو اس کے ساتھ ہی جنگ مہلات کرنے پہنچے  
 تو اب کئے والوں کو وہ ہی بستر کھیا سکتا ہے۔ (خطبہ صدارت مجلس استقبالیہ جمعیت اہل اسلام)  
 مرفقی یہ کہ برواقساط کا صحیح ترجمہ خود بالائی سطروں میں یکم صاحب نے احسان و انصاف  
 تحریر فرمایا ہے لیکن استخراج نتیجہ میں موالات کو برواقساط کو مرادف قرار دے کر جو ہم کو غیابت  
 شریک و حاکم دینے کی کوشش کی ہے۔

لفظ دلا کی شرعی تعریف آغاز بحث موالات میں گزری چکی اس مقام پر برواقساط کے  
 معنی شرعی سمجھ لیجئے۔

البر التوسع فی الاحسان یعنی نیکی اور احسان کرنے میں وسعت و فراخی سے  
 کام لینا لفظ هو التصیب بالعدل والا قساط ان یعطی قسط خیرہ بالعدل یعنی عادلانہ  
 اور انصافانہ حصہ کا نام قسط ہے اور اقساط کے یہ معنی ہیں کہ فیہ کہ اس کا حصہ عادلانہ اور انصافانہ  
 دیا جائے اب ہر مسلمان بھائی خود انصاف کرے کہ احسان و انصاف کیا مراد وہ موالات  
 ہے اگر جو شمعن پروردی میں کوئی اس اور ملے باہل کامی ہو جائے تو اس سے غایت  
 عاجزانہ نصیر کی یہ اتنا ہے کہ تفسیر ابن جریر متعلق آیت کریمہ لا یخوذ المؤمنون الکفار فزیلوا  
 کا صریح کر پھر مطالعہ کر دیا جائے وہاں یہ الفاظ موجود ہیں قسطاً و نعم علی المسلمین و  
 قل لو نعم علی عوام اتعممینی مسلمانوں کے خلاف کفار کی پشت پناہی کہ مراد اس کے کفار کہ  
 غیبات مسلمین پر مطلع کرنا موالات ہے اب آیت لا یخاکھ اللہ الذی تفسیر میں بھی ابن جریر نے  
 انیس مقاصد کو اس طرح ادا فرمایا اذ الہم لکن دلالۃ لہ علی حورۃ اہل الاسلام  
 اور حقوۃ لہ صریح کفار کے ساتھ اسی قسم کا احسان ہوا ہے جس میں مسلمانوں کے سرانہ و غیبت  
 ہوا انہیں باغیر بنایا جائے یا اس احسان سے انہیں تقویت نہ ہو نہ تھی ہر اس لفظ کی یہ مراد

نہیں ہو کہ مولاں سے ہیں پیروں کو ابن جریر نے آیت کریمہ لَا يَتَّخِذُ الْمُتُؤَمِّنُونَ الْكَافِرِينَ اَوْلِيَاءِ  
 کی تفسیر مولاں کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کی بھی امانت و نصرت آیت لَا يَنْحَاكُمُ اللَّهُ  
 سے نہ بھی نہ کھی بلکہ ان کی ممانعت کی اس مقام پر مکرر تصریح فرما کر ہر کافر کے ساتھ ہر مال  
 میں ترک مولاں پر مقرر فرمادی کیا اب بھی حکیم صاحب یہی ارشاد فرمائیں گے کہ برواقعا و مبرا  
 مولاں ہیں ان تفسیرات کے بعد بھی اگر حکیم صاحب یا ان کے حارین طلبائے سیاسی اپنے  
 اس قول پر کہ ہندوؤں سے مولاں یا وادیا محبت منطبق کلام الہی اور موافق تعلیم نبوی ہے  
 مستعدانہ صراحت فرمائیں تو ہر گز مذہبی صاحب کے در کوئی انھیں سمجھائیں سکتا۔ آیت کریمہ میں اگر  
 ایسے کفار کے ساتھ جو مسلمانوں سے دینی لڑائی نہ لڑے نہ انھیں ان کے مکانوں سے نکالے  
 مولیٰ تبارک و تعالیٰ کو حکم مولاں یا وادیا محبت کا دینا ہوتا تو یہاں اس کے کہ دو لفظ تبارک  
 و تعالیٰ الیہم ارشاد فرمائے تو لوہم یا تو دوہم یا تجوہم کا مختصر ایک لفظ کافی  
 فرمادیتا۔ انوسری مسلمانوں کی عقلوں پر جنوں نے دین کو محض راہ واد سننے کے لئے اپنے  
 انھیں سے تباہ و برباد کیا ہے کاش کھتے وقت حکیم صاحب ابن جریر کی پوری عبارت پڑھ  
 لیتے یا مطالعے سیاسی ہی زحمت مطالعہ تفسیر برداشت کرتے تو شرعی مسئلہ میں خیانت منوفیاتی  
 یہ ہے حقیقت اس آیت کی اور یہی حکم حق سبحانہ کا۔ جسے معرفت بنا کر لیڈر اور ان کے  
 مظہر اہل ایمان و عموم احام سپاہی کہتے ہیں مسلمانوں کو ملحقین کرنے ہیں کہ کفار و مشرکین  
 سے مولاں نہ کہو واد و محبت پیدا کرو بلکہ ان کے غلام بن جاؤ۔

فَوَيْلٌ لِلَّهِ الْعَاقِبَةُ اِيذًا يَكْفُرُونَ ۝

اب دوسری آیت انصافاً یہ کہ اللہ ان کے منسلق اسی مفسر ابن جریر کی تحقیق پر بھیجے نیز خود  
 قرآن شریف کے الفاظ دیکھئے اور پھر اسے سوچئے کہ وہ کافر جس نے مسلمانوں سے قتال فی اللہ



میں یا انہیں ان کے گھروں سے نکال لایا ان کے اعزاج پر دشمنوں کو دھوکا دیا تو فرما ان میں  
 اور میں سے کسی ایک امر کا بھی جو تم گنہگاروں کے ساتھ نیکی و احسان کا قرآن کریم نے تو  
 حکم صادر فرمایا نہ اس کی مانعت ہی فرمائی مالان کہ سابق حکام جب کہ یہ تھا کہ جو تم سے  
 دین کے بارے میں نہ لڑے نہ تمہیں مکانوں سے نکالے اس کے ساتھ نیکی و احسان اور  
 عدل و انصاف کرنے سے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا ہے قراب سیاق یہ ہوتا کہ جو تم سے  
 دین کے بارے میں لڑے تمہیں مکانوں سے نکالے اس کے ساتھ نیکی و احسان اور عدل  
 و انصاف کرنے سے اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے۔

لیکن قرآن پاک میں جب کہ ایسا نہیں تو کسی کو اس کا کب حق ماسل ہے جو چاہتی ہے  
 ناقص اور تناسلے فاسد کو خدا کا فرمان قرار دے یقولون علی اللہ الکذاب و ہم  
 یعلمون انہ

فیر یہ مسئلہ پہلے بیان کر چکا کہ کوئی کا فر جب مسلمانوں کے ساتھ یہ رعایت کرے  
 کہ وہ اپنے آزاد مسلمین نہ ہو تو اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کی اپنے پیران کو یہی تعلیم ہو چکی ہے  
 حتیٰ کہ وہ بھی اس کا عوض فرامی دوست سے ادا کریں۔

لیکن جو کہ فرمایا نہیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ مفاہی و برائی سے ہٹیں تاہم ان سے  
 لڑنا ہی گھروں سے نکالتا ہے اس کے متعلق یہ حکم ہے اگر اس قسم کا فر سے بھی صرف  
 موالات منع ہے۔

موالات مطلقاً کفار سے خواہ وہ مشرک ہوں یا اہل کتاب بار بار یہ تاکید فرمائی کہ  
 گئی لیکن اس جگہ اخذ ظہیم کا قرآن بیان کر کے ان سے جو موالات منع فرمائی ہے اس لئے کہ  
 مسلمان ظہیم و ستم سے گھبرا کر بے بار و دیار ہو کر ان کے دین کی طرف ہٹیں نہ ہو جائیں۔

سکین میں ان کے ساری وہ دگر بختیاں یا ان کی سطوت و دولت کو دیکھ کر ان کے  
گریہ اور پاہنے والے مہربان رہتے مولات سے ماوراء اللہ ان کے باب میں  
قرآن کریم نے سکوت فرمایا اس لئے کہ باعتبار ماحول ان کا حکم متغیر ہوا کرے گا۔  
کیسے برہنوں جذب تہجیک مہربان ہوں گے اور کیسے صف و صبح کا قرین نور ایمان کے  
بامت ہوں گے قرآن کریم صف و اصلح کی اس طرح رغبت دلانا ہی فن عفا و اصلح فاجبرکہ  
حق اللہ پھر میں نے سنا کہ دیا یا اصلح کر لی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہی ایک دوسرے  
حکام پر اس سے بھی زیادہ واضح ارشاد ہی۔

ادفع بالحق می احسن بڑی کار فیہ ایسے برتاؤ سے کہ جو بہت ہی اچھا مہربان تم اس حکم  
فاذا الذی جنت وینہ اتنی پر عمل کرو گے تو جسے تم سے دشمنی تھی وہ دوسرے دوست بننا  
عداوت کا منہ دہی جمیم بنائے گا یہ پاکیزہ اخلاق انھیں سے حل میں آئیگا جو صبر کرتے  
وما یلقا الا اللہ صبر و ہاں ہی نفس کے حملہ کو روک کر شریعت کے موافق کام کرتے ہیں جس پر اللہ  
وما یلقا الا الذی عظیم بڑے نصیب کے بخت آدمی کو ملتا ہی۔  
اس آیت شریفہ کے مستحق امام غزالی بن رازی کے یہ الفاظ ہیں۔

فانک اذا صبرت علی سوء اخلاقهم جب تم بیدنیوں کے برے برتاؤ پر مسلسل صبر کرو  
مرقۃ بعد اخری و لہ تعاقب سقام ان کے معاہدے کے عرصے میں نہ تو غضبناک  
بالغضب ولا اضرار ہم بالایذاء ہو گے نہ انھیں وحشت دلاؤ گے اور نہ اذیت  
ولا یحاسن استیجوا من تلك الاغلا وہی سے انھیں ضرر پہنچاؤ گے تو ہرگز بیدنیوں  
المدحوسۃ و تروا تلك لا فعال کو اپنے مذموم اخلاق پر شرم آئے گی اور قبیح  
القصۃ ثم قال فاذا الذی سیدک کاموں کو چھوڑ دیں گے پھر فرمایا فاذا الذی

وینہ عدوۃ کا نہ ولی حیم  
یعنی ادا قابلیت اساتھ ہم بلا حسن  
وافعالہم البقیۃ بالافعال الحسنة  
نکوا افعالہم البقیۃ والقبول امن  
العداۃ الی المحیۃ ومن البغضۃ اور بغض سے مروت کی طرف پلٹ  
الی المودۃ ۵  
پڑیں گے۔

جس طرح آیات منقولہ بالا میں عفو و اصلاح عادات متہ اور اخلاق نیکہ کی تعلیم  
ارشاد ہوئی ایک دوسرے مقام پر ہر حال میں انصاف و صل اور دائرہ اعتدال میں چلنا  
کوہنے کی تاکید شدید کی گئی ہو۔

ولا یحیر منکم شنان قوم ان صد وکم  
عن المسجد الحرام ان تعتلوا ۵  
جس قوم نے تمہیں نیابت مسجد الحرام سے باز رکھا  
اس قوم کی عداوت اس کا سبب نہ ہر سہ پائے  
کہ تم جسے متجاوز ہو جاؤ پھر ارشاد ہوا۔

ولا یحیر منکم شنان قوم علی کسی قوم کی عداوت نہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے  
الاتعدوا احد لواحد ساتھ صل و انصاف کرنا چھوڑ دو اس صل و انصاف کرو اس  
اقرب للفقوی ۵ کہ انصاف تقویٰ سے بہتر ہی قریب ہو۔

توت مساوات کی حالت میں جس طرح شرارت کا عرض درگزر دہی کا عرض نیکی ظلم کا  
عرض صل و انصاف اسلامی تعلیم ہے اسی طرح حالت ضعف و مجبوری میں جب کہ غیر مسلم قوم  
سلیبن پرستولی ہو جائے تو تباہی و بربادی سے اپنے کو محفوظ رکھ کر آئندہ تندرستی کا آمادہ ہونے  
کے لئے ولا تلقوا ابایدکم الی التہلکۃ اور الامن اکرام و قلبہ مطمئن بالانامۃ۔



اور کہ ان تنقوا منهم قناتہ اور یا ایہا الذین امنواخذوا حذرکم کارشاد موجود ہے یعنی اپنے کو ہلاک نہ کرو ایمان والو اپنا بچاؤ کر لو جب دل تمہارا ایمان سے مطمئن ہے تو تمہارا وہ قول و فعل جس کے بہ جبر و اکراہ تم مرتکب ہوئے قابل مواخذہ نہیں۔

ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی بحیث النفس درگزر اور کریمانہ برتاؤ سے فساد و شر میں زیادہ سرگرم ہو گیا ہوتا ہے تو پھر قرآن کے اس تعلیم کی تعمیل کا موقع ہے ولجبدوا فیکم غلظۃ کفار و بیدین تم میں کرارہ پن پائیں فاقتلوہم حیث وجدتموہم انھیں جان سے مار ڈالو جہاں کہیں بھی پاؤ والذین اذا اصابہم البغی هم منتصرون و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا یعنی جو لوگ ایسے ہیں کہ بب ان پر بیجا زیادتی ہوتی ہو تو وہ اُس کا عوض لے لیتے ہیں اور بُرائی کا بدلہ اُسی مقدار پر بُرائی خدا نے جائز فرمایا، الحاصل آیت کریمہ انما ینہا کہ اللہ الخ میں جو موالات منع اور دیگر امور سے سکوت دہا یعنی نہ تو اُس کی اجازت ہی عطا فرمائی نہ اُس کے متعلق نہی صادر کی اُس کی وجہ تو حالت مسلم ہے اور ہر حالت کے لئے مستقل حکم فرقان حمید میں موجود ہے۔

اگرچہ مفسرین جریر کا منی کو حدود و موالات یحقی ہی میں منحصر رکھنا اور برواقساط کا اُس میں داخل نہ کرنا بجائے خود فقیر کے بیان کی تصدیق ہی لیکن بغرض مزید اطمینان ایشیخ محمد عبدہ مفتی مصر کی عبارت انھیں کی تفسیر سے نقل کرتا ہوں۔

ناظرین کرام کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایشیخ محمد عبدہ کی جلالت شان مصر میں یہ بھی کہ ان کے ہم عصر علماء نے اُن کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا تھا فضلاء مصر اُستادالامام ابوالعزیم اللامۃ کے لقب سے انھیں یاد کرتے تھے اور آج بھی اُستادالامام ہی لکھکر اپنی تحریروں میں حسن عینیت کا ثبوت دیتے ہیں مصریوں میں اس وقت آثار حیات علوہمت اور حریت کی



ہر دہد جو کچھ پانی جا رہی ہے اس کی داغ بیل اسی مالی داغ کی تہ پر دست تعلیم و تربیت  
نے رکھی تھی۔

اسی آیت سورۃ ممتحنہ کے متعلق ایک بیضاوی تفصیلی بحث کے بعد حاذق سخن پر بیضاوی  
فرماتے ہیں۔

خص هذا النفي بتوليهم و  
ونصرهم كما بجبا ملتهم حسن  
معاملتهم بالبر والاحسان  
والعدل وهذا منتهى الحلم  
والسماح بل الفضل والكمال  
یہ نئی دوستی اور نصرت کفالت کے ساتھ خص میں ہے نہ کہ فصل  
بجیل اور دشمن معاملہ جو بر و احسان اور عدل کے ساتھ ہو یہ  
رب العزۃ حق سبحانہ کی طرف سے امتحانے علم اور  
درگزر ہے بلکہ فضل و کمال ہے۔

آیت شریفہ کا تفسیر قوم المؤمنون الخ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ امداد علی اسلمی  
وضاحت فرمائی کہ ہر طرح کے شکوک صاف ہو جاتے ہیں۔

فالموادۃ مشارکۃ فی الاعمال فان  
کانت شان من شؤون المؤمنین  
من حیث هم مؤمنون والکافرون  
من حیث هم کافرون فالمنع منها  
ما یلکون فیہ خذ لان لدینک و  
ایضا لا اهلہ وارضاعہ لمصالحکم  
واما ما اکل اذا لک کالتجارۃ خرجت  
من صروب المعاملات الدنیویۃ  
حاصل یہ کہ موادۃ اعمال میں باہم شریک ہونا یکایم  
ہر اگر مشارکت میں شامل ہو کہ مسلم اپنے اسلام سے  
اور کافر اپنے کفر سے باہم مشارکت میں ہیں مشارکت میں  
نے کسی کے منہ پر پانا اور نہیں لگا دیا تو اس بات  
میں وہی مشارکت منہی ہوگی جس سے اسلام کی برائی  
ہوتی ہو یا اہل اسلام کو اذیت پہنچتی ہو یا مسلمان کی  
کوئی اصلیت تباہ ہو رہی ہو لیکن ہر مشارکت میں جس  
سواہر کی جیسی تجارت وغیرہ ذریعہ معاملات دنیویہ کو قائم

ملا نہ بدل فی ذلک المذی  
 سے ہر اس نفی میں وہ داخل نہیں اس لئے کہ اس  
 لا عداۃ علیہم مطلقاً  
 سارے امت اور اس کے رسول کی مخالفت اور عداوت  
 فی عداۃ اللہ ورسولہ  
 نہیں ہوتی ہے نہ اس سے دین کی بربادی ہو (الجزء  
 ای فی معادلتہما و تعاقبہ  
 اشکات میں تفسیر الشیخ محمد عبدہ صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶)  
 دینہما

الشیخ محمد عبدہ کی دونوں عبارتوں کو پڑھو دیکھو کس قدر واضح اور صریح الفاظ میں  
 فرمایا ہے کہ برہمہوں کے ساتھ اس نبی کا کوئی تعلق نہیں دوسری عبارت اس کی تفسیر  
 کرتی ہے کہ موادہ جس طرح سے غلطی ہو کرتی ہے اسی طرح موادہ عملی بھی ہے موادہ مثلی  
 کسی کافر سے تو قطعاً حرام ہے لیکن موادہ عملی سے اگر دین کا نقصان نہیں مثلاً تجارت وغیرہ  
 تو وہ جائز و مشروع ہے اسی مضمون کو امام فخر الدین رازی نے معاشرۃ جمیلہ کہا ہے (دیکھو  
 تفسیر کبیر کی عبارت منقولہ)

نزل کلام پاک کو تیرہ سو برس کا زمانہ ہو چکا اس تمام عہد میں منکر موالات اُمّت مرتجی  
 سے ایسا نفی رہا کہ جب تک گناہی نے چودھویں صدی میں اُسے نہ سمجھایا اُس وقت تک  
 کسی کے بھی سمجھ میں نہ آیا۔

اب معلوم ہوا کہ سورہ ممتحنہ کی آیۃ اصولی تقسیم ہے اب معلوم ہوا کہ جو کافر مسلمانوں  
 قتال فی الدین نہ کرے اُس سے عہد کی موالات و محبت منطوق کلام ربانی ہے اب معلوم  
 ہوا کہ برہمہ شاپوراف موالات ہیں وغیر ذلک من الحقوق التي لا تخص اللحم  
 احفظنا من عد الاشرار علی الدین المبین بحرمۃ سید المرسلین والہ  
 الطیبین الطاہرین

قرآن کریم کے مومنین کی یہودیوں سے اور نصاریوں کی نصاریوں سے مولات کی خبر دیتی ہے  
اور ان ہی کے مومنین کو مولات یہود و نصاری سے منع بھی فرمایا ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا**  
**لَا يَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ** بعض یہ آیت میں تفسیر کرے  
تفسیر صفات مابقی میں گزرنے لگی لیکن اسی کے ساتھ قرآن اس کی بھی خبر دیتا ہے کہ ایک  
فریق یہودی دوسرے فریق یہودی کا اور ایک گروہ نصاری دوسرے گروہ نصاری کا  
دشمن ہے اور ہر مفسد و دشمنی بھی کیسی کہ قیامت تک مٹنے والی نہیں یہود کے متعلق ارشاد  
ہے **وَالْقِيَامَةُ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** یعنی ہم نے یہودیوں کی  
اپس میں کیئے اور عداوتیں ڈال دی ہیں جو قیامت تک نکلنے والی نہیں۔

نصاری کے متعلق ارشاد ہے **وَالْبَغْضَاءُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** یعنی بغض اور عداوت کی آگ باہم سیائیں میں ہم نے ایسی بھڑکانی کہ  
جو قیامت تک دہکتی اور لگتی رہے گی۔

دونوں ارشادوں میں (یعنی یہود و نصاری میں) باہم مولات بھی ہے اور بغض  
و عداوت بھی، اگر تلبیس و توفیق و بجا ہے تو منی مولات کی حقیقت روشن ہو جاتی ہے  
جہاں بعضہم اولیاء بعض فرما کر مولات کی خبر دی ہو وہاں یہ مراد ہے کہ یہود و نصاری  
کو دین میں مخالفی اس کے مقابلہ پر یہ سب باہم متفق ہو جاتے ہیں ایک فریق دوسرے  
فریق کا دوست اور عین وہ دھار بن جاتا ہے لیکن جب غیر مذہب کا مقابلہ نہ تو ان میں عداوت  
بعض کی آگ ان میں ایسی شعلیں ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو جلا کر خاک سیادہ کر دینا ہوتا ہے۔  
پس مسلمانوں کو ان کی دینی عداوت و دوستی سے حق سجاوے منع فرمایا اور انھیں اپنے  
مسلمان بھائیوں سے مولات کا حکم دیا کہما قال اللہ تعالیٰ **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ**

بعضہم اولیاء بعضہم

تمام اہمیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ

۱۱) کافر کے ساتھ دینی دوستی اور قلبی محبت کفر ہے۔

۱۲) دل میں کافر کی دوستی نہیں لیکن عمل دوستوں کے مانند دشل یہ حرام ہے۔

۱۳) قلب محبت کفر و کفار سے پاک بلکہ بیزاری لیکن کافر کے مذہبی اعمال میں عملاً شرکت

کی جائے یہ حرام ہے۔

۱۴) کافر کے دین کی حمایت حرام ہے۔

۱۵) کافر کی ایسی مدد کرنا جس سے دین اسلام کا یا مسلمانوں کا نقصان ہوتا ہو حرام ہے

۱۶) کافر سے ایسی مدد لینا جس میں اپنے دین یا اپنے دینی بھائیوں کا نقصان ہوتا ہو

حرام ہے۔

۱۷) اعدائے فعل جمیل عمل معروف و احسان اور عدل و انصاف ہر حال میں جائز ہیں

بلکہ بعض کفار کے ساتھ امن و انسب۔

۱۸) دنیاوی کاروبار اور دین دین ہر کافر عربی اور غیر عربی سے جائز کسی وقت بھی

حرام نہیں۔

۱۹) ان احکام میں کفار ہند اور کفار یورپ سب مساوی ہیں بجز اس کے کہ کفار اہل کتاب

کا کھانا کھانا اور کھان میں کتابیہ عورت کا لانا جو جب حکم قرآن پاک مباح و جائز ہے اس کے سوا

جو احکام شرعیہ کفار اہل کتاب و کفار غیر اہل کتاب دونوں کے لئے یکساں ہیں۔

ترک دولت کے مطلق جن آیت کا اقتباس مضیان سیاسی نے اپنے فتاویٰ میں

کیا ہے اگر ان تمام آیات کا نکات نزول اور مفسرین کی تحقیقات لکھوں تو بہت ضخیم کتاب ہو جائے



ہیں لہذا حضرت چار آیات کے متعلق مفسرین کے اقوال لکھے گئے ہیں۔

دیگر آیات کا شان نزول اگر معلوم ہو اور پھر اس آیت کے قبل اور بعد کو غور کر دیکھا جائے  
 ضمان طلب مجھ میں آجاتا ہے کہ موالات یا قبلی محبت مراد ہو یا ایسی امانت و مستحکات  
 یعنی ہمدردی یا مدد لینا مراد ہے جس سے دین کا یا دینی بھائیوں کا نقصان نہ ہو یا مسلمانوں  
 میں برحمان مذہب کفار کی طرف پیدا ہونے کا احتمال ہو اس کے سوا بقیہ تعلقات ہیں وہ  
 سب جائز و مہرخص ہیں منہی عنہ تعلقات ہر حال میں منوع و حرام ہیں۔

نہایت نیاز مندانه سوال ہے کہ شہزادہ مظلوم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ و  
 ابی بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جب یزید لعین نے دشنام و ننگی اور فحشانہ  
 ظلم و ستم کا برتاؤ کیا تو کیا اس وقت صحابہ و اولیاء بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہی ترک نہ کیا  
 کیا جسے قم پیش کر رہے ہو۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر جب انہماک مظلومیت میں صحن مسجد الحرام میں شہید  
 ہوئے اور ظالموں نے خاندان کعبہ پر سنگباری کی حرم کی حرمت بیت اللہ کی غفلت و غرض نہ کرنا  
 سے ثابت ہے اس کا ادب بھی دل سے اٹھا دیا تو کیا اس وقت برگزیدہ جماعت تابعین  
 اور اصحاب ائمہ اہل بیت نے یہی کیا جسے قم و حرمت حق کہہ کر مسلمانوں کے سامنے لاتے ہو آیت شریفہ  
 انما ینھما کھ اللہ الخ کے مصداق یزید لعین اور حجاج بن یوسف دونوں ہر طرح سے ہیں۔

دین کے بارے میں یہ لڑے اور پھر کس سے مقابل ہوئے جسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے پناہ دی و یہاں فرمایا تھا خدا ناثرت اور آل ہاشم کر بے غاٹاں انہوں نے کیا قرآن پا  
 میں آیت کا ینھما کھ اللہ عن اللذین اور انہما کھ اللہ عن اللذین اور انہما کھ اللہ عن اللذین  
 لہذا ہم ہر مصل و دار و ہوا ہی اس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حکم کسی خاص گروہ و فرقہ

سے نصیب نہیں ہو سلاؤں سے قتال فی الدین کرے گا انھیں جگہوں سے نکلے گا یا ان کے دشمنوں کی مدد کرے گا اس سے مسلمانوں کی حالات ممنوع و حرام ہے۔ اس میں کسی ضرب و قت کی قید نہیں ہے بلکہ پہلی آیت کا لفظ اللہ کے متعلق تسمیہ کو بہت وضاحت کے ساتھ ابن جریر نے کمال کر بیان کر دیا ہے لیکن وہ حضرات جنھیں دین کا ستون کہا گیا ہے ان کے عمل میں اس کا اثر نہ کیس نہیں تھا جس کی تم تحریک کر رہے ہو۔

ہاں جو کچھ رازداران و موزع شریعت نے کیا صفحات تاریخ پر وہ تاہاں و خوشحال ہیں ایک صدی بھی گزرنے نہ پائی جو خاندان نبوت میں سے خلفائے عباسیہ سریر آوارے شد خلافت ہو گئے۔

تاتاریوں کے حملے جب بندہ اذیتا دیا اور مسلمانوں کے صدیوں کا سرمایہ خصوصاً علمی خزینہ غول یہ ظالم ہاتھوں نے دھشت و بربریت میں اگر برباد کر دیا خلیفۃ المسلمین کی بات یہودی و عیسوی سے شہید کیا اور خود فاطمائہ و ملوکاتہ جہنمیت بندہ اور حکومت کرنے لگا اس وقت متوجع مسلمین نے تاتاریوں کے ساتھ کیا یہی طرز عمل اختیار کیا جس کی تم نشر و تبلیغ کر رہے ہو۔ واللہ تعالیٰ جو کچھ انھوں نے کیا آج اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلامی سلطنت اس بڑے عروج و بلندی میں بھی آفری سانس بھرتی ہوئی نظر آرہی ہے مفتوح و مظلوم قوم نے کس خوبی و کمال سے فلاح کو مفتوح بنالیا و دنیا کی تاریخ میں یہ عجیب واقعہ ہر ایک آدم تک پہنچ گئی ہے لیکن مفتوح قوم اس کا مذہب اس کا اخلاق فتح کر کے فرق فاح و مفتوح شادی کیا گراں بندہ اس وقت کسی کافر فرقہ کا دامن پکڑے تو نہ معلوم کبھی کا سلطنت اسلامی کا قاتمہ ہو گیا ہوتا۔

تفہیم و ترویج الخیر فی الدین | اس پر تاتاریان ہندو گھلی و ان کی قوت و اسلامی اخلاق کی کشش میں ترقی بھی ہو

یہی تم نے کہہ تو حید جس دل پر خوش ہو اُس کے لئے نگہ میر کے لئے دعا کا خیال بھی کیا  
 تباری، دوتی آنکھیں کنار کی جمیٹ دیکھ کر پھر انگلیں تھامے اتنی دلی دعا کی  
 وہ فکر یہ سے لرزاں و ترساں ہو گئے لیکن کیا تھا اسے پاس بھی کچھ ایسا نہ تھا  
 میری دلی دعا ہو کہ اس کا جواب تم اثبات میں دے سکو پھر میں تم سے یہ کہوں کہ ایمان کے  
 ذمے تو یہ خدا پرستی کے زور و قوت کا نظارہ کرو تو تمہیں اصل شاد و راہ معلوم ہو جائے  
 میری دردمندانہ گزارش تصطبہ ہٹ دھرمی سے یکسو ہو کر سنو اس وقت سیاسی مفید  
 نے لہا لٹ گاندھی سے متاثر و متغیض ہو کر ممالک کی جو تعریف بیان کی وہ جن چیزوں کو  
 صدیقی ممالک قرار دیا ہے وہ محض الفاظ گاندھی کی تفسیل ہے اس کا نتیجہ حقیقی اسلامی  
 سے متعلق وہ بے پروائی ہے۔

حمد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت تک ممالک کی یہ منی کسی نے نہ کی  
 ہی کتابوں میں لکھے تھائیں سے میر کن خواہ پیش کر چکا ہوں جو اختلاف حقیقت کے لئے بالکل  
 کافی ہیں لیکن اس خیال سے کہ قرآن پاک کی علی تفسیر حیات طیبہ حبیب کبریٰ اسمہ حبیبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہی بعض احادیث مشورہ میں سے ہر مسلمان صاحب ایمان کا کون سا شاہی روایت کرتا  
 ہوں اسی کے ساتھ ائمہ مجتہدین اسی فقہائے کرام کی کتب فقہ کا بھی حوالہ ہو گا توئی قضاے  
 قائم البقیں صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہدایت عطا فرمائے کہ وہ اپنے پیغمبر کے اتباع کا رتبہ  
 حاصل کرے اور غلامی کنار سے نجات پائے۔

یہودیوں سے معاہدہ | مدینہ طیبہ میں دار الجرحہ قرار پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے وہاں کے باشندگان یہود سے ایک مہنامہ لکھ کر اسے واضح فرما دیا کہ مسلمانوں اور یہودیوں  
 میں کیسے تعلقات رہیں گے ابن ہشام نے نہایت تفصیل سے مضمون مہنامہ کو روایت کیا ہے۔

کتب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تحریر لکھی جس میں  
 کیا یا میں المذاجرین ولا نصم  
 وادع فیہ یحود وعاہدہم  
 وافرہم علی دینہم واما الہم  
 شرط علیہم وامنہم شرط لہم  
 جس سے فرشتے پر پابندی آتی تھی۔

لیکن اس کے ساتھ یہ شرط نہایت صفائی سے کی گئی ولا یخصر کا فعلی معنی یعنی  
 کسی کافر کی مسلمانوں کے مقابلہ اور ضرر رسائی پر مردہ کی جائے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ معاہدہ کی حقیقت موات سے جدا گانہ ہے معاہدہ جائز اور  
 موات حرام موات حقیقی کا صاف ٹھکڑوں میں انکار موجود ہے۔

مشرکین کو صلح | اصالح النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے  
 صلی اللہ علیہ وسلم للمشرکین یوم روزہ مشرکین سے صلح قرآن شریف  
 الحدیثیہ (رواہ البخاری)

حدیث شریف میں وارد ہوا الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا احل احراما  
 اور حرم حلالا یعنی مسلمانوں کو کفار و مشرکین سے صلح کرنا جائز ہے مگر ایسی صلح جو خدا  
 حرام کو حلال و حلال کو حرام بنادے۔ علماء ریاضی الصاف کریں کہ اگر وہ قوم ہنود سے معاہدہ  
 یا صلحت کر رہے ہیں تو موات کا انھیں کب حق حاصل ہو یا انھیں ہولی اور رام لیل میں  
 شریک ہونے کی کہاں اجازت کیا حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دینا چودھویں صدی کے  
 علماء ایسی کوئی آیت یا حدیث سے معلوم ہو ہے تو براہ کرم اسے پیش فرمائیں۔

اجارہ | ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبر کی زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



اعطى خيرا لمبعض على ان

يعملوا و مردھا و لحم شطرا

نبيع منها (رواه البخاری)

دین | لقد جن المشی

صلی اللہ علیہ وسلم حیالہ

بالمداينة عند یهود حنا

شعیر کلا حله (رواه البخاری)

کافر کا کام انجام

دے کر اہل بیت لیتا

علیہ وسلم علی یخرج لبعض

کل دلو بتمرة حتی اجتمع

شی من تمر (الریض)

کافر کو نوکر رکھنا

علیہ وسلم عبد اللہ بن

کافرا (ابن خلدون و ابن ہشام)

کافر سے قرض لینا

کان یقال لا فلا حبرہ و لا علی

صلی اللہ علیہ وسلم و ما یرتفع فی

علیہ وسلم فقال لہ یا یحیی ما عندی

وہاں کے یودیوں کو اس شرط پر بھائی کر دہ ہر

برائی حق محنت و کاشت کا پیداوار میں نصف مشاں کا

ہر گاہ و بھاری شریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہذیب کے ایک

یودی کے پاس اپنی نذرہ گرو دی رکھی اور اس سے

جو چیز ازادان مطہرات کے لئے لیا (بخاری شریف)

شریف رکھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی کھینچنے لگے اس طلب سے کہ فی ذل

ایک کجوریوں تک کہ تھوڑی کجوریوں میں

ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عبداللہ بن ابی ریحہ کو نوکر رکھا

وہ کافر تھا۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ ایک یودی سے یودیوں کا مال

کھانا مانگا اس کی کجوریوں میں

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرا آتی تھیں

صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسے ایک مال فانی کا اقرار کیا تھا لہذا  
برسوں اللہ یوحیٰ جیسے تقدالی ہوا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہما  
مساعدت و خیرہ الخ (مکملہ)

تھا کیا آپ نے فرمایا اس وقت  
میرے پاس لقمہ نہیں جو تجھے دوں جس  
کہ اگر جب تک آپ ادا نہ فرمائیں گے میں  
آپ کو آٹھ گھنٹے نہ دوں گا

م صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ایک یودی کی یہ مجال ہے کہ وہ آپ کو روکے  
آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے رہنے میں حکم دیا ہے کہ میں کسی پر ظلم نہ کروں خواہ وہ فرستہ  
ساحہ ہو یا غیر ساحہ۔

کافر کا علاج | براہ ملاحب لاسہ اسرسل  
ارتادوا یحیئنا | الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی  
قد انصافی وج احبہ قال یقال لہ الدیکہ  
فابعد الی جسی اتداوی بہ فاسرسل الیہ البنی  
صلی اللہ علیہ وسلم بکفۃ صل و امرہ ان یقتشی

برائے جس کا لقب طاعب الاسہ ہو یہ  
التاس پیش کی کر مجھے پیٹ کی بیماری  
تارکھا ہے جسے دیکھتے ہیں آپکا  
پاس اگر کوئی دوا ہو تو سیدھے آپ سے  
ایک مشکیزہ شہد کا آئے سیدھا اور حکم  
دیا کہ اسی سے اپنا علاج کر۔

وضع ہو کر یہ اس وقت ایسا سنت کافر شریر النفس تھا جس کے بھیجے ہوئے تھے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرما کر رد فرمایا کہ یہ تھے نہیں جو دہشت کی درخواست  
لیکن وہ صحیفہ سے انماض نہ فرمایا۔

وقدرہ حدیثہ الی براہ ملاحب لاسہ  
وقال ان تحت عن زید المشرکین اقل  
صاحب روض الانف قولہ علیہ السلام

براہ ملاحب لاسہ کا ہر یہ آپ نے رد فرمایا اور فرمایا کہ  
کبھی مشرکین کی کچنی پھیری باتیں کرنے سے منع کیا گیا  
جو صاحب روض الانف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

عن زید المشرکین ولہ قتل عن عظیم  
 علیہ السلام نے زید مشرکین کو سخت فرمایا اللہ دین فرمایا  
 بدل علی انما کرہ ملا ینتقم ومنتہم  
 کہان کے ہر شخص سے انتقام لیا جائے گا  
 لان الزید مشتق من الزید کما ان  
 معلوم ہو گا کہ زید مشتق ہے زید کے  
 المداعنة مشتقة من الدھن  
 زید مشتق ہے زید یعنی مسک سے ہوا کہ زید مشتق  
 ہے لفظ دھن یعنی روغن سے۔

ہدیہ دینا اور شرک سے | اہدی الی  
 ہدیہ طلب کرنا | ابی سفیان  
 رسول پاک نے ابوسفیان کو ہدیہ طلب  
 کی بہترین کجور و عجرہ ہر یہ بھیجی اور اس سے  
 مصالحہ یعنی نان خرش ہر یہ طلب فرمایا  
 ابوسفیان نے مصالحہ بھیجا مالان کہ وہ نہیں  
 تک مشرک تھے۔  
 (روض الانف)

کافر کا ہدیہ قبول کرنا | المقوقس حصا  
 الاسکندریہ کتب بقت الیہ تجارت  
 متوقش شاہ اسکندریہ نے بجواب فرمان نبوی  
 جو خط لکھا اس میں یہ بھی تھا کہ میں حضور کے لئے  
 کچھ کپڑا بھیجتا ہوں اور ایک سفید بٹن اس پر  
 حضور ہی سوار ہوں اور دو چار یہ لیکن متوقش  
 اسلام نہ لایا۔

ہدیہ و اخذ الجار سین ما رید ام  
 ابراہیم بن رسول اللہ و اخذما تیرین  
 و بقلۃ بیضاء وہی دلدل وقال رسول اللہ  
 من الطیب بلکہ ولا یفاء لمسلکہ  
 تحفہ آپ نے قبول فرمایا بقلۃ بیضیاء عرب  
 میں نمایاب تھا اس کا نام آپ نے دلدل لکھا جاوے  
 میں سے ایک کا نام مار پر تھا میں کے بطن سے  
 سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ سے اللہ

(بیت میں سنا)

پیدا ہوئے تھے دو صریح کا نام شیریں تھا۔ لیکن  
اس کے اسلام نہ لانے پر آپؐ کو پایا جو بیت سنان کے  
تحوال سے یہاں نکالایا حالانکہ ملک و سلطنت اس کا  
باقی رہنے والا نہیں رہی۔

دو صریح یہ بیت | تم ہو قل کتب  
کتب یا اور مسئلہ مع وحیہ یقوال فیہ  
لبنی صلی اللہ علیہ وسلم افی مسلم  
ولکنی مغلوب علی امری

ہر قول نے جواب لکھ کر حضرت دیکھ کے حار  
کیا اس میں یہ لکھا تھا کہ میں مسلمان ہوں لیکن  
معا یا سے مغلوب ہوں ایسا ان کا اظہار  
کر نہیں سکتا۔  
جواب کے ساتھ کچھ تمغہ بھی بھیجا تھا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ملاحظہ فرما کر ارشاد  
فرمایا مذاک دشمن جھوٹا ہے وہ مسلمان نہیں  
بلکہ وہ اپنے نصرانیہ ہی پر جبراً یہ قبول فرمایا  
اور مسلمانوں میں اسے تقسیم فرما دیا۔

مترقن نے جبراً یہ بھیجا تھا اس میں قات مبارک کی تخصیص کر دی تھی اس لئے  
اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم مسلمانوں پر نہ فرمایا لیکن ہر قول نے تمغہ بھیجا اور  
اس میں تخصیص نہ تھی اس لئے اسے آپؐ نے تقسیم فرما دیا۔

کافرہ :- ایک قسم مال نہایت میں سے جو مقرب مساکل فقیر سے وضع ہو گا۔

تیسری روایت | ام ای عمر خالد سید  
بنام قتال یا رسول اللہ اتبع ہذا  
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لایشی نقد علیہ  
بازار میں فروخت ہوتے دیکھ کر رسول اللہ



والسحایوم الجمعة واذا  
جاؤک الوفود قال انما  
بابس هذه من لاخلق  
له فانی البی صلی اللہ علیہ  
وسلم منها فارسل الحسن  
بلعہ قال البعہ وقد قلت  
فیہا ما قلت قال انی لہ  
اعطکھا لتلبسھا وکن  
لتبیعھا وتکسوها فارسل  
عمرانی اخ لہ من اهل مکة  
قبل ان یسلم (رداء النہاری)

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ایک ملاپٹے کے  
خرید لیں جب کوئی وفد آئے یا جمعہ کا دن ہوتا ہو تو اس پر  
فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے عمر لیا لباس تو اس کے لئے  
ہے جسے عالم آخرت میں کچھ حصہ اور نصیب میں پھر کہیں  
سے وہی ملے مدت اقداس میں کچھ چھوٹے آپ نے ان میں  
سے ایک عمر فاروق اعظم کے پاس بھیج دیا حضرت نے  
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کپڑے کا بیسے پاس کیا پتھر  
رہیب کہ اس کے متعلق آپ نے ایسا ارشاد فرمایا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے عمر میں نے اس شخص سے نہیں  
نہیں دیا کہ تم اسے خود پہنو بلکہ یہ کہ تم اسے بیچ کر خیر حاصل کرو یا  
دوسرے کسی کو اسے کہ اسان کی کی کرو عمر فاروق نے شہید ہوا  
کہ جو کہ میں تھے اور ہونا ایمان نہ لائے تھے مسجد یا۔

نفع مسلمان کے خیال سے  
کافر کو مال دینا

غزوہ خندق میں جب کہ کفار نے ایک بہت بڑی ہمت  
سے مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا تو اس وقت رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم نے کفار سے اس امر پر صلح فرمانے کا ارادہ ظاہر کیا کہ مدینہ کے تختان کا ایک ٹکڑ  
پہل انیس سالانہ دیا جائے گا صلح کی کتابت ہو گئی لیکن گواہی دینے پر ہونا باقی تھی آپ نے  
سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ انصاری سے مشورہ طلب فرمایا ان انصاریوں نے عرض کیا  
کہ یا رسول اللہ اگر یہ ایسا امر ہے کہ جسے آپ پسند فرماتے ہیں تو ہم راضی ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ  
نے حکم فرمایا ہے تو پھر ہمیں حکم الہی بسر و چشم اور اگر ہمارا نفع مقصود ہو تاکہ دشمنوں کے حملے

ہم مہنہ میں قہر نہیں ایک کجور بھی نہ دیتا چاہئے حالت کفر میں ترکاؤ کہ ہم سے نہایت  
دستے آئے اور اب کہ اسلام ہم میں آیا اور ہمیں حضور کے وجود باجوہ کی عزت و قوت حاصل  
ہوئی وہ کجور کے عرض تواریک و حارادینیزے کی نوک ابتر ہم سے پائیں گے آپ نے یہ  
جواب سن کر صلح ہر پاک فرما دیا۔

صاحب الروض الانس میں واقعہ کو ٹکڑے تحریر فرماتے ہیں۔

وقد من الفقہ جواز احاطہ المال  
للعبد و اذا کان فیہ نظر المسلمین  
و خیطا لهم و قد ذکر ابو سعید  
عند الطبرانیہ امر معمول بہ و ذکر  
معاویہ صالح ملائح الروم و کلف  
عن ثعلوبہ الشام بمال دفعہ الیہ  
قبل کان الف دینارہ

اس سے فقہ کا یہ مسئلہ متنبط ہوتا ہے کہ کافر کو مسلمانوں  
کے نفع اور احتیاط سے رہنے کے لئے روپیہ یا جائیداد  
اور ابو سعید نے روایت کیا ہے کہ یہ ایسا امر ہے جس پر  
عمل بھی ہوا ہے حضرت امیر معاویہ نے ایک لاکھ  
اشرفی روم کے بادشاہ کو اس عرض سے مطافرائی  
تھی کہ سرمد شام پر حملہ آوری نہ کی جائے۔

کافر کے ساتھ نفقہ | ان عائشہ  
و مدارات | زوجہ النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم قالت دخل رسول  
من الیہ و علی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فقالوا السلام علیکم قالت  
عائشہ نعم ہمتا فقلت علیکم السلام  
واللہ قالت فقال رسول اللہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہودیوں  
کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور  
میں حاضر ہوئی اور ترمان دیا کہ السلام علیکم کی جگہ  
السلام علیکم گمانی تم پر موت آئے حضرت عائشہ  
فرماتی ہیں کہ میں نے یہودیوں کی شرارت سمجھ لی  
اور پردے کے پیچھے سے جواب دیا نہیں ہر  
آئے اور تم پر خدا کی لعنت ہو رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وعلا یاعائتہ  
 ۱۱۵  
 عن عائشة ان رجلاً  
 استاذن علی النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم فیا امرک  
 فی رایتہ علیک بالرفق وایاک  
 والنف و الفحش (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ قرانی ہیں کہ ایک شخص نے  
 ماضی کی اجازت طلب کی آپ نے اسے ٹھکرا  
 فرمایا کہ اپنے خاندان کا برا شخص ہے لیکن جب  
 وہ حضری میں حاضر ہو کر بیٹھا تو آپ نے نہ رو  
 ہر کر اور کھل کر اسے جیسا چاہا کیا تو میں نے  
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ دیکھ کر تو آپ نے اسے  
 ایسا فرمایا تھا پھر آپ نے نہ رو کھل کر اس سے  
 اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس  
 عائشہ تم نے مجھے فریاد کیا یا ایک مذہبی  
 نزدیک یا شخصیت ہی اسے جسے لوگ  
 اس کے فحش گوئی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔  
 (بخاری شریف)

مدارات کی | عن عائشة ان رجلاً  
 دوسری روایت | استاذن علی النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم فیا امرک  
 فی رایتہ علیک بالرفق وایاک  
 والنف و الفحش (رواہ البخاری)

کسی کی بُری عادت کو اس خیال سے اگر غماہ کر دیا جائے کہ لوگ وہ ہو کر اس کے  
 شر و بدی سے محفوظ رہیں تو یہ جائز ہی اسی طرح سے آپ نے ایک کھنڈ فرمایا کہ اپنے قبیلہ  
 و خاندان میں یہ بُرا شخص ہے لیکن ملاقات و گفتگو میں اجناط و اخلاق سے یہ سنی است

دیا گیا کہ عمارت برے کے ساتھ اٹھنا یہ کہ کافر کے ساتھ بھی کرنا چاہیے۔ اب  
نہما کے کلام کی تحقیقات | علامہ ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ وہ کون سے انہی  
 جنہیں کافر کے ساتھ مومن کا عمل میں لانا جائز و مباح ہے۔

دشمن کے ملک | اذ انسج  
 میں بغرض تجارت جانا | التجارۃ  
 لی الرض المدد بامان فان کان  
 امر لا یخلف علیہ منه وکانوا قوماً  
 یؤتون بالعدل یرثون بذلک ولانہ  
 فی ذلک منصفۃ فلا یاس (یحیاء)

جب کوئی مسلمان بغرض تجارت دشمن  
 کے ملک میں امان لے کر جائے تو اگر ایسا  
 امر ہو جس سے کوئی اندیشہ نہیں امد وہ لوگ  
 عہد پورا کرتے ہوں اور ایسا اے عہد میں  
 مشورہ ہوں اور اس تجارت میں مسلمان کا نقص  
 ہوتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دارالحرب میں کس قسم کی بیعت | اذ المراد  
 حیوان کی اجازت ہو | المسلمان  
 بدخل حار الحرب یا امان للتجارۃ  
 لم یمنع فالت منہ وکذا الذی اذا المراد  
 حمل کلامتہ الیہم فی الحرب فی النخیقۃ  
 لا یقع من اہمال البغال والحمیر  
 والثور والبعیر (ابن ماجہ)

جب مسلمان دارالحرب میں بغرض تجارت  
 امان لے کر جانے کا ارادہ کرے تو وہ اس  
 ارادہ سے روکا نہ جائے گا۔ یہ مکمل ہے  
 اگر کشتی پر سامان لاد کر سفر دیکھ کر کے  
 دارالحرب میں مال تجارت لے جائے۔  
 بخرگد عاہل اور اونٹ کے لیہاتے ہیں  
 مضائقہ نہیں۔

دارالحرب کے کس قسم اجناس | فان کان  
 کسب کی اجازت ہے | خیر لمن  
 ابرئیم او ثیا یا رجا من القز فلا یس

اگر بیشی کیلئے خرگد یا ایک کپڑے قز کے  
 لیہاتے تو کسب صحیح نہیں اسی طرح دعائے  
 کی قسم میں سے سفر و شبہ دارالحرب میں ایجا کہ



بادخالها اليهم ولا باس بادخال المصفر الشح  
 الجهم لان هذا لا يستعمل السلاح (ہندیہ)  
 گھوڑا اور تیار دار الحرب | قال محمد لا  
 میں لیجا نا منع ہے | باس بان ایل  
 المسلم الى اهل الحرب ما شاء الا انكر اع  
 والاسلاح (ہندیہ)

دشمن کو ہدیہ بھیجنا | لو ان سكرامن  
 المسلمین دخلوا دار الحرب فاهدوا  
 امیرہم الى ملك العدو وهدية فلا باس  
 به وكذلك لو ان امیرا لمتغور اهدى  
 الى ملك العدو وهدية واهدى  
 ملك العدو واليه هدية (میٹ)

دشمن کا ہدیہ مرسل الیکس | قال محمد ما  
 حال یر تقسیم کریگا او کیں حال | ببعثه ملك  
 میں اس کا خاص ہوگا | العدو ومن  
 الهدية الى امیر حیث المسلمین اوالی  
 الامام الا کبر وهو مع الجيش فانه لا  
 باس یقبولها ویصیر فی المسلمین کانت  
 اذا اهدى ملكهم الى قائد من قوائد

امام غزوئے فرمایا کہ دشمن کے بادشاہ  
 سے سردار لشکر مسلمین کے پاس یا امام اکبر کے  
 پاس ہدیہ بھیجا وہ اس مالیک لشکر پر ہدیہ اس کا  
 قبول کرنے میں کہ حج میں مسلمانوں کے لئے  
 یہ ہدیہ حکم میں ہے غنیمت کے ہے اسی طرح  
 جائز ہے بیان کا بادشاہ مسلمانوں کے کسی  
 غریب یا نذر کے پاس یہ بھی دیا جائے

المسلمین لہ منقہ قوت مالہ فرجی اُس کے ساتھ ہو اس لئے کہ یہ ہر یہ مسلم لہ  
 ولکان احدی الخ کے حق میں حکم مال قیمت کار کتا ہی اور اگر مسلم ان کے کسی سے  
 واحد من کبار المسلمین بڑھو کے ہیں بھیجا جس کے ساتھ قوت مالہ نہیں تو یہ ہر یہ  
 لیس لہ منقہ یختص اُس بڑے کا ذاتی ہو گا اور خاص اسی کا ہو گا۔

ہو یا (ہند)

کافر کا نوکر رکھنا | من رسول ابیہا کسی نے اپنے جو سی نوکر یا غلام کو بھیجا  
 لہ جو سینا اوغاد ما فاشتری لہما اُس نے گوشت خریدا اور یہ کہا کہ میں نے یہودی  
 فقال اشتریتہ من یہودی اوغاد یا نصرانی یا مسلم سے خریدا تو مسلمان کو گنجائش  
 وسلم و معہ کلمہ (ہایہ) اُس گوشت کے کھانے کی ہے۔

دش ہو کر جو سی دیگر اہل کفار روئے کفار اہل کتاب کسی کا قتل کیا ہو یا جانور  
 مسلمان کو کمانہ جائز نہیں اہل کتاب خدا کا نام لے کر ذبح کرتے تھے شریعت نے ان کا  
 ذبح حلال کیا لیکن اہل نصرائی ذبح نہیں کرتے لہذا ان کا کھانا حرام ہے۔

کافر کی فوگری کرنا | مسلم ابو رضہ کسی مسلمان نے جو سی کی مزدوری کی  
 من جو سی کا یا من بہ ذہری الم ناہر عادی تو کچھ حج نہیں۔

کافر کو امور کفار کے | الکافر یجوز لہ کافر عہد ارضا پر اس نے مقرر کر دیا جائے  
 لے مقرر کرنا تقلید کا تاکہ ذمیوں کے معاملات و مناقشات کا

القضاء لیحکم بین اهل الذمة فکرو فیصلہ کرے تو یہ جائز ہے امام فیہی نے  
 حکم میں اس مسئلہ کا ذکر فرمایا ہے۔

مضیان سیاسی کی خیانت | یہ مسئلہ بابا زببان حکم پر آچکا کہ موالات کے سیاسی

جیتوں سے دو فریقے کھلیں ایک محبت و دوستی اور دوسرے مناصرت اور عداوت یعنی عداوت یا بغاوت  
مفتیان سیاسی مناصرت سے مطلق مدد دینا یا لینا اور ادا کر کے ہیں تاکہ ان کو اپنے  
کے حدود اثر و شریعت میں آجائیں اور یہی ان کی خیانت ہے۔

موالات جب مناصرت کے معنی میں لیا جائے گا تو وہاں مناصرت علی المؤمنین مراد ہوگا  
یعنی ایسی مدد جس سے مسلمانوں کا نقصان ہوتا ہو یا نصرت الکفر مراد ہو یعنی کفر کی مدد۔  
معاشرتی تمدنی اور اخلاقی امور میں مناصرت ہرگز ہرگز ممنوع نہیں۔

مفتیان سیاسی | لیڈروں کو اس وقت کفار ہند سے موالات یعنی چوں کہ مرکز  
کی فریب دہی | خاطر ہے اس لئے سیاسی مضمتوں نے یہ فریب آمیز مخالف پیش  
کیا کہ عدم موالات یا عدم واد کا حکم عام کفار سے مطلق نہیں بلکہ یہ حکم انھیں کفار سے  
مخصوص ہو جو مسلمانوں سے قتال فی الدین کریں یا انھیں ان کے مکانوں سے نکالیں یا  
ان کے اخراج پر دشمنان اسلام کی مدد کریں اس فریب کی بہت اچھی طرح قلعی کھولی جا چکی  
اور روشن کی طرح یہ ثابت کر دیا گیا کہ آیات التیہ بکار پکار کر یہ حکم دے رہی ہیں کہ مطلقاً  
کفار سے موالات اور واد حرام ہے نہ ہی عداوت کوئی منصر کوئی عتد تسخ اطلاق کفار  
نہیں موالات کے معنی شرعی بیان کرنے کے بعد تفاسیر مفسرین سے شہادت بھی گزر چکی  
اب احادیث و سیر و نیز کتب لغت سے روایات صحیحہ معتبرہ نقل کر دی گئیں ہر شخص بجائے  
خود فیصلہ کرے کہ موالات یا مناصرت کے اگر یہ معنی ہو مفتیان سیاسی افتراء کر رہے ہیں  
نئے جائیں تو تنویر با مشرق نمونہ و با صریح لازم آتا ہے کہ خود صاحب وحی و کتاب شریع علیہ السلام  
سے کفار سے یہود سے بطرز گونا گوں موالات پیدا کی کہ ہر کلمہ غریب من افواہ  
ان یقولون الا کذباً۔

فرزہ علیہ السلام میں کی غیرت مذہب کی حمایت و دشمنان ایمان کی عداوت کا نام ہے  
 کاظم کیا تباری ہی قسمت کے لئے روزِ نازل سے امانت تھا مولات کے اگر یہ مسیحی بچتے  
 جسے تم بیان کرتے ہو مناصرہ کا اگر یہ مفہوم ہوتا جسے تم سمجھنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے وہ  
 وجود مقدس جس کا آستانہ وسیلہ حیران تھا اس حکم کی تعمیل کر کے عملی فتوہ اُنت سرور کے  
 چھوڑ جانا۔

خزۃ المصنف کی روایت پر جو حدیث طیبہ پر انھیں کفار نے جوہم کیا تھا جنہوں نے  
 مسلمانوں کو قتل کیا تھا مکاؤں سے نکالا تھا دشمنان اسلام کی مدد کی تھی لیکن یہ کچھ انھیں  
 دینہ کا ایک ٹکٹ خرچے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح فرمانا چاہتے ہیں اور اسے کافر  
 کی عداوتیں خیال فرماتے اگر تم ہوتے تو سورۃ بحتہ کی آیت تلاوت کر کے مسنی مولات  
 سمجھا دیتے۔

تھارے فتوے کی رد سے دارالحرب میں مال لیجانا کفار کی مدد ہی کا فرقہ  
 یہ وہ بنا کفار کی مدد کا فرقہ ہے یہ لینا کفار کی مدد ہے خاص کر جب کہ حالت جنگ ہو  
 اس وقت تو تمہارے فتوے کی بلند آہنگی کا کیا کنا۔

لیکن اے شریعت اسلام سے بیگانہ محض مفتی العادیت صحیحہ اور مسائل فقہیہ تو یہ بتاتے  
 ہیں کہ یہ منار سے امور بنفس نفیس حضور پر نور ہادی نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 برکت مرقبہ مولات و عادات فرقہ دار و معاشرت مبیل واضح فرمادیا۔

دشمن کا رنگ جو ہا کر اسلام دار الحرب میں خیرہ رہا ہے یہ سالار اسلام دشمن کے  
 بادشاہ کو یہ یہی تیار شریعت جانتی رہی دشمن کا بادشاہ یہ سالار اسلام کو یہ یہی تیار شریعت قبول  
 کیا کہ اہانت میں یہی قبول کہ ہم شریعت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں یہ جانتے ہیں اس پر وہیں صدی کا مفتی مسنون



بازرنگہ حرم قلعے کے کاغذ رکھتا ہے جو اسے بائیکاٹ سے روک دینا چاہی  
 سے مانج کر رکھتا ہے۔ اللهم انا جعلناك في عورهم وفضولهم من شرورهم  
 کفار کا عمل بائیکاٹ | ایضاً حق میں تثبیت کا نواہی تھا ابو ذر نے اس سے وفای  
 روچکا ہوں لیکن بایں خیال کہ نادر باہر سائید چند مشورہ مقبرہ روایتیں نقل کر رہی  
 تاکہ ان کو آپریشن نے جو موالات کی عیا پنکر مجس و مسجد تک اپنے کو پہنچا یا ہے اس کے  
 اس پر ہین منصوب و مسروق کا کوئی تا جسم کفر پر باقی نہ رہ جائے۔

روایت اول | بائیکاٹ جس کا ترجمہ لیڈروں نے عدم تعاون و مقاطعہ کیا ہے اس کی  
 تحریک آغا محمد اسلام میں کفار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کی تحریک  
 سے کی تھی۔

دارالندوہ میں بائیکاٹ | دارالندوہ میں کفار کے جمع ہوئے اور ایک حد نام لکھا  
 کی تحریک | حاضرین کے دستخط اس کی توثیق کی گئی مضمون  
 اس کا یہ تھا۔

لا ینکھوا الیہم ولا ینکھوہم ولا ینکھوہم (ابن ہشام) خیر میں گئے ان کے ہاتھ کسی قسم کی چیز نہیں  
 ہاتھ شادی بیاہ ان کے یہاں نہ ہوں گے ان کے شادی بیاہ ہاتھ سے یہاں ہوں گے  
 یہ دو خاموش مقابلہ اور مقاومت مجہول جسے کفار کو نہ پہچان سکیا۔

ایک روایت کی سب سے تین برس اور دوسری روایت کی نوے دو برس تک کٹا  
 کو اس حد نام پر سختی سے مصر جو شعب ابی طالب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس  
 میں تشریف فرما ہے اس معاملے نے آل ہاشم کو سخت سخت پہنچائی آخر آٹھ

حضرت ابو طالب کی وصالت سے انھیں ہدایت کا پیام بھیجا کہ تمہارے ممد نامہ کو دیکھ  
 لے ہاتھ لیا ان میں سے صرف اسم ذات اللہ باقی رہ گیا ہے یہ آپ کا سچا ہوا تھا بعد تصدیق  
 اس خبر کے ممد نامہ نسخ ہوا اور وہ نذرانہ اٹھنے لے اس بندش سے راحت پائی۔

اس واقعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کفرین دین اور بار دنیاوی میں کفار سے  
 مدد لیا تو ہم غنمی بن ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ہزار چند زیادہ تکلیف برداشت  
 فرماتے لیکن عاٹا کفار کبھی کفار کو اس بندش کے توڑنے کی ہدایت فرماتے۔

یہ جیلہ نہیں کیا جائے کہ اس وقت تک عدم مولات کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی  
 اور مبتدئین میں مولات کفار سے منی وارد ہے مانی سورتوں میں ہیں اس سید کی  
 یوں گنجائش نہیں کہ ماہنت جس کا رتبہ مولات سے کہیں کم ہو قیام مکہ میں منع ہو چکا  
 تھا جس سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ معاشرت دنیاوی میں لین دین مولات تو کجا نہ انت  
 بھی نہیں۔

یہ امر مخفی نہیں کہ کفار نے سو سو طرح سے چاہا کہ کچھ بھی دین کے باب میں حضور زہی  
 فرمائیں کم از کم چارے عبودوں کو باطل نہ فرمائیں لیکن وہ مجسمہ حق و صداقت ہے  
 اپنے رب کے جناب سے یہ حکم ملا تھا کہ فلا صدع بما تو مروا عرض عن المشرکین یعنی  
 جس کا نہیں حکم دیا جاتا ہے اسے کہوں کہ پوچھا تو اور مشرکین کی پروا نہ کرو اس کی بارگاہ  
 سے ہمیشہ کفار کے کانوں میں یہی صدا پونہی رہی انتم وما تعبدون حصص جہنم یعنی  
 تم اپنے خدا سے عبود اس کے سب جہنم میں جو تک دیئے جاؤ گے۔

آیت کہیر وہ والوقد هن فیلد ہنون کی یہی معنی کفار تو دل سے چاہتے ہیں کہ  
 اگر تم کو ایمان پڑ تو وہ بھی ایمان ہو جائیں اس کو یہ شریفیہ میں انتہائے بااخت کے ساتھ اللہ تعالیٰ

اس کی خبر دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاہنت کمال پر۔

حق سبحانہ نے ان شرطوں میں نہ فرمایا کہ کوئی شخص اس سے کہ اگرچہ بہت  
شرط کو اور ان دونوں میں لیکن ان کی وضع مکان کے لئے ہے اور کوئی وضع مکان  
کے لئے اولاً یہ کہ جو شرط ہے اور دیکھا کہ شرط ہے بغیر سبق مقدم قابل ہی صاف ہے  
اثنائے عاقبت کے لئے شرط کے ساتھ بیان کرنا کافی تھا۔ لیکن میں اس پر کفایت  
بکرم شرط کو بجائے ان کے ارشاد فرمایا تاکہ یہ معلوم ہو کہ عاقبت وصال سے حال جو  
دونوں ملکوں کی دلیل آیت لو کان فیہما اہلۃ الا اللہ لفسدتا میں موجود ہے۔

بایکاٹ اور ہڑتال کو اب بھی موالات کہنا دراصل قدامت دین سے چشم پوشی کا مراد ہے۔ اس روایت سے اس قدر یاد رکھیے کہ مقاطعہ کی رسم عرب میں ہی کہلاتے ہیں اس پر عمل بھی کیا تھا دو برس تک اس کی تحلیف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم برداشت فرما چکے تھے اس قدر یادداشت کسی مرتع پر کام آئیگی۔

جنگ بدر | مسلمانوں سے یہ پوشیدہ نہیں کہ کفار کو سے جنگ بدیں اولین مقابلہ ہو کر  
اسلامیہ کا تھا لیکن اسی ایک مقابلہ نے بہاد اسلامی اور عرب تمدنی کا فرق پیدا کر رکھا  
کر دیا جس کے زریں حروف صفحات تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیں گے جہاد کی ایک ایسی  
رحمت ہے کہ جس خطہ زمین پر اس کی حقیقت مشہور ہوئی وہاں کی زمین اور زمین کے سب سے  
مالوں نے وہ حیات پائی ہے جو غفلت و وجود کا حقیقی راز اور مائید ناز تھا لیکن اسی کے مقابلہ  
میں عرب تمدنی خدا کا ایک قمر ہے جو گونا گوں تباہی قومی ملی افلاقی اور ملی اپنے ساتھ لائے  
آئی ہے۔

یاد رہے کہ اپنی تہذیب پر ناز ہی لیکن وہ آئے اور دیکھئے کہ اسلام صیب میدہن جنگ

ہیں اپنی فوجوں کو آگے بڑھاتے اور پھر حکم آتی مجاہدین فی سبیل اللہ کی غنیمت و مسلمان  
کو بخش دیتے تھے اس کی ہر حرکت کس طرح دائرہ حکم آتی میں گرجش کرتی رہی۔  
خوارش غنیمت و مسلمان غنیمت شدت کینہ خیرگی کو اس اور غیر متبادل جو غنیمت ان کا نام  
و نشان بھی نہیں ہوتا۔

مجاہد کا ہاتھ تخت لہر آتی اس انجن کے مانند ہے جسے اس کا ساتھی ایسی قوت  
و صاف سے ہٹا رہا ہو کہ بال برابر بھی ریل کی پٹری سے وہ اترنے نہیں پاتا انجن اگر  
ریل سے اتر جائے تو ہزاروں جانوں کا خون ہو جائے اسی طرح مجاہد فی سبیل اللہ اگر راہ حق  
سے راہ ہدایت حرکت کر جائے تو عیسائی اعدا کا خون ہو جائے۔

واقعہ یہ ہیں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ وہی کفار مکہ ہیں جنہوں نے رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن طعن کی تحفیں با انواع مختلفہ پہنچائی ہیں تیرہ برس پہلے اور اس  
کے متبعین مسلمین پر کفار مکہ نے ستم و جفا کی مشافی کی ہے ہجرت کے بعد بھی جس کے ایمان  
و اسلام کا وہ ہوتا پائے گئے ہیں اس کی ہستی تہ و بالا اگر ڈالی رہی۔

آج انھیں کفار سے ایک بہت بڑی تعداد میں توجہ و اسلحہ سے مسلح ہو کر مدینہ پر فوج کشی  
کی ہے اور اللہ کا عیب تین سو تیرہ سال سے مسلمانوں کو لے کر ان کی ممانعت پر روڑا  
بجاری جس کے مقام پر حق و باطل کا مقابلہ ہوتا ہے قادیان و مغلنی مولیٰ نقائے اپنے حبیب اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کو کابل فتح مظفر آباد پر شہر کافر مومنین کے ہاتھوں سے جہنم واصل ہے  
شہر کافر مومنین کے ہاتھوں میں قیدہ اگر کفار ہوئے۔

سورہ النجم کی آیت پھر تلاوت کر لیے تاکہ واقعات ابعد کے سمجھنے میں آسائش  
آیت کی تفسیر آپ کو فضل رسول سے معلوم ہو سکے۔



لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ  
يَقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم  
مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا  
إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ  
يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ  
فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُواكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ  
وَيَظَاهِرُوا أَعْلَىٰ أَعْرَاجِكُمْ أَنْ تُقَاتِلُوهُمْ  
وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَوَاعِلُهُمُ  
الظَّالِمُونَ

اللہ ان لوگوں کے متعلق جو دین کے معاملہ میں  
تم سے نہیں لڑے اور تم کو تمہارے  
گھروں سے نکالنا اس سے منع نہیں کرتا کہ تم ان کے  
ساتھ بھلائی اور منصفانہ سلوک کرو بلاشبہ اللہ  
انصاف کرنے والوں کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ  
ان لوگوں کی دوستی سے، ان کی برائی سے تم سے دین  
کے معاملہ میں اڑے اور تم کو تمہارے گھر سے  
نکالا اور تمہارے نچلنے میں اور وہ چاہتا ہے کہ  
جو ان کی دوستی رکھیں وہی ظالم ہیں۔

یہ دو آیتیں ہیں پہلی آیت لا ینہاکم اللہ سے شروع ہوئی ہے اور دوسری آیت  
کا انہا ینہاکم اللہ سے آغا ہے۔ لیکن اسے اجمعی طرح دیکھو کہ پہلی آیت میں جس چیز کی اجازت  
ہے یعنی برادری کا ترجمہ بھلائی اور منصفانہ سلوک کیا گیا ہے دوسری آیت میں اس  
سے منع فرمایا ہے دوسری آیت میں جس سے منع فرمایا ہے یعنی وہ جس کا ترجمہ دوستی اور  
کیا گیا ہے اس کی اجازت پہلی آیت میں عطا نہیں فرمائی۔ آیت پر احوال اور ترجمہ سے مطابقت  
دیکھتے جاؤ یہ ترجمہ بعینہ متن سے شیخ الحدیث مقررہ کے فتوے سے نقل کیا گیا ہے اس طرح  
اجازت اور منع کیوں وارد ہوئی اس کی تفصیل صفحات ۱۰۰ میں ملاحظہ کی جائے اور سکوت  
میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے لیکن جب کہ اجازت پر ترغیب بھی دلائی جائے تو ایسا سبب  
بہت ہی اعلیٰ اور نمایاں ہو گیا اسی کے ساتھ اس قدر اور سمجھ لیجئے کہ دونوں آیتوں میں  
دونوں حکم قریم کے ساتھ ہیں کسی فرقہ کی تخصیص نہ دو آیتوں میں سے کسی ایک میں ہی

نہیں کی گئی تھا حال ہی میں علم جو از روشنی مساوی ہوا ہے تاکہ فتنہ و تذبذب چاہے کلام  
مردم و ممالک کا مستند کرے۔

ہذا کلمۃ الخلفۃ المؤمنون الکفارین اولیاء یعنی مومنین اپنا دوست یا مددگار  
کافر کو نہ بنائیں۔

اور اگر مومنان یا ایمان والے نہ بنیں تو کفار یا کفریہ اور انصاری کو اپنا دوست نہ دیکھنا بناؤ۔

ان دونوں آیتوں میں ملت عدم ممالک ان گروہوں کا کافر ہو نہایت مسلمانوں  
کے ساتھ پیروان ادیان باطلہ کا گیساری برتاؤ کیوں نہ ہو لیکن محض اس وجہ سے کہ وہ کافر  
ہیں ممالک ہم سے محروم رہیں گے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُفِّرُوْا عَنْ الدِّیْنِ وَاُخْرِجُوْا کُلَّ مَن  
دِیَارَکُمْ وَاُخْرِجُوْا عَلٰی اٰخِرِ اَجَلِکُمْ اِنْ تَوَلَّوْهُمْ مِنْ یَّوْمِ لَکُمْ  
عَسَی الظَّالِمُوْنَ یَمِیْنُوْا اِنَّ اَشْرَکَیْنَ اَنْ یَّحْسِبُوْا اَنْ لَّوْکُمْ اُوْلٰئِکَ  
ہے جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے منکر کیا اور تمہارے گھروں سے تم کو نکلوا  
تمہارے دشمنوں کی تمہارے اشرک پرہیز کی اور جو کوئی تم میں اُن ظالموں سے دوستی  
کے یا اُن کی مدد کے تو وہی ظالم ہے۔

اس آیت میں عدم ممالک کی فتنہ افروز تہجیر اور احوال شیعہ علم و ستم کو قرار دیا ہے  
اور احوال شیعہ کا جو بھی مرتکب ہو گا اس سے مسلمانوں کو ترک ممالک کرنا ضروری ہے  
نہاں وہ انصاری ہو یا یہودی ہو یا کافر شرک ہو یا مدعی اسلام ہو۔

اسی تہم تہذیبات کو کہ ہمیں میں رہ گئے ہوتے و قہات ہم کی طرف نظر ڈالے۔

**کاف کے ساتھ وقتاً اور انصاف**

جماعت کفار میں ایک کافر سے ہر کلمہ اور فقرہ  
ہے اس کے متعلق حکم ہوتا ہے کہ اگر یہ جنگ میں اس کا مقابلہ ہو جائے تو مسلمان اسے  
قتل نہ کریں بلکہ زندہ میرے حضور میں حاضر کیا جائے صحابہ عرض کرتے ہیں کہ جس کی  
بات جیٹی آپ نے کیوں نہ مائی ارشاد ہوتا ہے کہ قیام کفر میں اس نے اپنے ہاتھ اور  
نہاں سے مجھے تخفیف نہیں پہنچائی تھی آج اس کا عوض یہ ہے کہ اس کی ہاتھ جیٹی ہو جائے  
ہر انگریز کا مقابلہ ہوتا ہے صحابہ اسے امان دیتے ہیں لیکن وہ اپنے ساتھی کی بھی  
اس طلب کرتا ہے اس کے متعلق اجازت نہ تھی صحابہ خدا رکھتے ہیں اب انگریزی لڑتے ہیں  
آئندہ ہو جاتا ہے اور آخر کار مارا جاتا ہے صحابہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں  
فَقَالَ الَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَنِي لَقَدْ مَحَلِّي شَعْرِي كَيْفَ قُتِلَ نَفْسِي كَيْفَ سَيَكُونُ  
مَحَلَّتْ عَلَيْهِ اَنْ يَسْتَأْذِنَكَ اَنْ يَكُونَ كَيْفَ سَيَكُونُ كَيْفَ سَيَكُونُ كَيْفَ سَيَكُونُ  
يَهْ فَاَبَى اِلَّا اِنْ يَهْ قَاتِلِي هَاطَلْتَهُ يَمْتُ كَوْشِي كَيْفَ سَيَكُونُ كَيْفَ سَيَكُونُ  
قَتَلْتَهُ ۚ  
پھر آفریں نے اسے قتل کر دیا۔

**دوسری روایت**

ہمیں بن مرزا ایک کافر کے اور گرفتار ہوا یہ شخص باہر  
وقت تھا نماز اعلیٰ اسلام پر مجامع کفار میں پتہ زور تقریریں کیا کرتا تھا فاروق اعظم اس کی  
سز کے متعلق ایک تحریک پیش فرماتے ہیں رمتہ لہما لین اسے تا منظور فرماتے ہیں اور  
جواب میں ایسا کلمہ ارشاد ہوتا ہے جو حد انصاف کی ایک بے نظیر مثال ہے۔  
اللهم من الخطايا مني الله عنه عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کیا یہ اس کی  
قال لمرسول الله صلى الله عليه و آله و آتہ جہاد میں جہاد کے لئے اور انت

وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہیدی  
 صلی بن عمر بن عبد اللہ لسانہ فلا یقول  
 علیہ خطیباً فی موطن ایدل اقال  
 فقال رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم لا امثل بہ فی مثل اللہ  
 لی وان کنت نبیاً  
 انک اذہوں اُس کی زبان باہر  
 نکل پڑے گی تو آپ کے خلاف تقریر  
 کرنے پر کھڑا نہ ہوا کہے گا۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 میں اُسے مثل نہ بناؤں گا پھر تو مجھے بھی  
 اللہ مثلاً بنا دے گا کہ میں نبی ہوں۔

**تیسری روایت** | ان دونوں سے زیادہ واضح اور واضح وہ سلوک پیغمبر ہے جس کی  
 عادت کافر قیدیوں کے ساتھ کی گئی خوب یاد رہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں آج جو  
 گرفتاریں لگ چکی ہیں انہیں نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا مکانوں سے نکالا تھا قیدی ہیں  
 کافر ہیں ظالم ہیں دشمن بانی ہیں لیکن خدا کا برگزیدہ رسول انہیں حالت اسیری میں  
 دیکھ کر اپنے یاروں کو حکم دیتا ہے  
 استوصو کھربالا ساری غیرا قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنی کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں  
 اس وصیت رسول کی صحابہ نے کیوں کر تعمیل فرمائی اُسے قیدیوں کی زبان  
 سے سنئے۔

حکوا اذا قدموا غدا وہم  
 او غدا وہم خضرونی بالحق بنو  
 اکھوا التمر لوصیہ رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم ایامہ  
 چوتھی روایت | حکاں خدا کا شکر کہیں  
 قیدیوں کا بیان ہے کہ صحاب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کہ ہیں  
 جب ان کو کھانا یا ارات کا کھانا آتا تو روٹی ہمیں دیتے اور  
 کچھ خود کھاتے یہ ایثار و خاطر داشت یوں تھی کہ انہیں  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی  
 بدر کے روز مشرکین کا فدیہ کم از کم نی



وَمِنْ ذَٰلِكَ أَلَّا تَدْرُسَهُمْ

بِالرَّحْلِ إِلَى الْفَدْرِ هُمْ أَلَا مِنْ لَدُنِّي

لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چوتھی روایت کی

ابو حذافہ عمرو بن عبد اللہ

کان محتاجاً ذابنات فكلهم رسول الله

صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله

لقد عرفت مالي من مالي والى لند

حاجة وذو عيال فامنن على فمن

عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم

واخذ عليه ان لا يظا مره

کا فر کو معلوم بنانا

فمن له

يكن عند كاشي امران يعلم

علمان الا نصار الكتاب

اقساط کی کھلی مثال

الما كانت

اساری بدر کان فیهم العباس

عم رسول الله صلى الله عليه وسلم

فهر النبي صلى الله عليه ليلة قال

له بعض اصحابه ما امهرك يا بنی الله

مشک چاروں درجہ اور تیار سے تیار

درجہ تھا لیکن جس مشک کے پاس کچھ نہ تھی

اُس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل فرمایا

قیدیوں میں ہر عہدہ عمرو بن عبد اللہ بہت ہی

متعلق شخص تھا اور اس کے کئی لڑکیاں تھیں

اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خود دیکھتے ہیں

کہ میرے پاس مال نہیں اور میں ایک مرد محتاج اور

عیال دار ہوں مجھ پر سنت رکھئے اور کہہ کر فرمائیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر اس نے فرمایا

اور یہ قول سے کہ کہ پھر کافروں کی مدد نہ کرنا

چھوڑ دیا۔

جن قیدیوں کے پاس کچھ نہ تھا اور وہ کھانا جانتے تھے ان کا

قد یہ مقرر ہوا کہ وہ اطفال انصار کو کھانا کھائیں جب

انہیں کھانا آجائے تو یہ قید سے آزاد ہیں۔

بعد کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے چچا حضرت عباس بھی تھے قیدیوں کی کنگیں

باندھ دی گئی تھیں حضرت عباس کو اسے لگے

بغل میں قیدیوں کے بند رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا تھا حضرت عباس کے کراٹے سے

فقال ايها الناس فقام رجل  
 فارعى من وثاقه فقال رسول  
 صلى الله عليه وسلم لا اسمع  
 ايها الناس فقال رجل  
 من القوم اني ارجيت من وثاقه  
 شيئا قل فافعل ذلك بالاسارى  
 كلهم

آپ بے گل ہو گئے آنکھوں سے نیند اڑ گئی  
 بعض صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ نبی الہی  
 کا کیا سبب ہو آپ نے فرمایا عباس کی کراہ  
 یعنی کہ حاضرین میں سے ایک صحابی اُسٹے اور  
 حضرت عباس کے بند ڈھیلے کر دیئے تھوڑی  
 دیر بعد آپ نے پوچھا کہ عباس کے کراہ کی آواز کیوں  
 نہیں سنتا ہوں حاضرین میں سے ایک نے عرض  
 کیا کہ میں نے ان کی بندش ڈھیلی کر دی ہے  
 آپ نے فرمایا کہ سارے قیدیوں کی بندش ڈھیلی کر دی جائے  
 اے حضرات شریعت کا مذہبی ان واقعات کو پڑھو اور ہمیں بتاؤ کہ قیدیوں کے  
 ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا یہ احسان و انصاف ہے یا بدی اور ظلم اگر یہ واقعات ترمیم  
 رحمت شفقت عدل اور انصاف بتاتے ہیں تو پھر تمہارا یہ کہنا کہ سورہ ہمتختہ کی آیت ایک  
 اصلی تعمیر ہے کس قدر نواہر باطل ہے۔ یا یہ کہو کہ یہ احسان و انصاف ان لوگوں کے  
 ساتھ ہوا جو اقسام ثلاثہ ظلم میں سے ایک کے بھی مرتکب نہ تھے نہ تو انہوں نے مسلمانوں کو  
 قتل کیا تھا نہ مکوں سے نکالا تھا نہ ان کے دشمنوں کی مدد کی تھی تو آفتاب پر خاک  
 ڈالنا ہے یا یہ کہو کہ یہ موالات و مہانت ہو اگر تمہارے نزدیک یہ موالات ہے یا  
 مہانت تو تمہیں تمہارا فتویٰ مبارک ہو ہیں اُس وقت رسول کی تعمیل کرنے دو تمہیں  
 اپنے پیشوا کی تعلیم اور اُس کی تعمیل نصیب ہو یوم ملک حوا کل الامام با ما احکم کا  
 جس دن ظہور ہو گا تم کا مذہبی کے ساتھ ہو گے اور مسلمان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

کے وار احمد کے نیچے ہوں گے۔

فتح مکہ کی نظر اس وقت فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی ہو لہذا میں یہ دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اس وقت انھی کفار کے ساتھ جنہوں نے تیرہ برس تک مسلمانوں پر ظلم و ستم کی مشاقت کی تھی جن کی شرارتوں نے مسلمانوں کو بے خانہ بنا کر ہجرت پر مجبور کیا تھا جن کے پیغمبروں نے مدینہ طیبہ میں بھی راحت و سکون سے بیٹھے نہ دیا تھا اب کہ مکہ فتح ہوتا ہوا اور کفر کے سارے گھمنہ خاکِ مذلت میں فنا ہو رہے ہیں لہذا کابر توافیہ فریقِ محارب جنگجو جن کا رک کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

روایات معتبرہ ہیں یہ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ کا نقیب مکہ کی پرگلی کو پہنیں یہ صدائے راہ ہو کہ

من دخل دار ابی سفیان فهو  
امن ومن اخل علیہ جائد فهو  
امن ومن دخل المسجد فهو امن  
ایمان ہو جو مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اُسے امن ہو  
ایک صدائے امان ہو کہ ہر درو دیوار سے گونج رہی ہے کفار کی جماعت سامنے  
کھڑی ہے سطوتِ محمدی نے سارے حوصلے پست کر دیے ہیں اپنی جنائیں یاد ہیں لیکن  
وہ ذات جسے خود اُس کا رب العزیز نے فرمائے کہ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین  
اُس کے رحمت و کرم پر کفار و مشرکین کہہ کر بھی یہ اعتقاد ہے کہ جب اُن سے بارگاہِ نبوت  
سے یہ سوال ہوتا ہے۔

قال یا معاشر قریظین ما  
ای جماعت قریشی تمہارا کیا خیال ہے کہ اُن سارے غوغا ظلم و ستم کو  
خود انی جائل فیکم کیا عرض کیا جائے گا تو وہ فرما دیں اب میں یہ کہہ اُٹھتا ہوں



الحکیم داغی الخ حکیم آپ کرم کرتے دے بھائی ہیں اور ایسے باپ کے بیٹے ہیں جو کرم کرنے والا بھائی تھا۔

ارشاد پیر پور۔

جاءتھیں آنا دیکھا۔

احم الطلقاء

آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تعالیٰ انھیں بخشو اور وہ  
سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہو۔  
الحق کل انما یتدرج بما فیہ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اُس میں ہوتا ہے وہ  
سینہ جو کرمیت و کرم شفقت و معاف کا ایک دریا ہے ناپید کن رہا اُس میں جب جوش آگیا  
و شفقت و کرم ہی کی موجیں لہریں مارتی ہوں گی۔

ایسے مشرکین ہیں کچھ مرد و زن ایسے بھی مجرم و خطاکار تھے جن کا خون ہر کر دیا  
گیا تھا پڑ کے یہ سمجھ کر جہاں کہیں پائے جائیں فوراً قتل کر دیئے جائیں ان پر اسو ایکٹ  
نفاذ کب کے پردوں میں اپنے کو جا چھپا یا صحابہ نے یہ خبر ہو پڑی حکم ہوا وہیں تیرتج  
کیا جائے۔ لیکن ان میں سے بھی اگر کسی کی غلطی کی گئی تو اسے قبولیت کا شرف  
معاف فرمایا گیا۔

حضرت عکرمہ کا واقعہ | مکرمہ بن ابی بل کا بھی خون پڑ کر گیا تھا اُن کی بی بی ام بیلا  
ایمان لائیں اپنے شوہر کی جان بخشی کی سفارش کی حکم ہوا معاف کیا۔

مکرمہ بھائی میں ہر کی خبر سن کر فرار کر چکے تھے بی بی نے پیچھا کیا جا پڑا ہوا  
ہو کر قصہ، جنگی کا تھا جو بی بی نے پایا جان بخشی کا مشرکہ منایا مکرمہ کو یقین نہیں آتا کہ  
اپنی اذیت دہانی یاد کرتے ہیں تو بی بی کا پیام غمگین معلوم ہوتا ہے آخر تیری داد کہ



سے بعد انہیں یقین آتا ہے اب نہایت جتنا باندہ شوق میں حاضر بارگاہ و رسالت ہو کر  
روضہ کرتے ہیں کہ یہ عورت یعنی ام جمیل یہ کتنی ہے کہ آپ نے میرے گناہوں کو معاف  
فرما دیا کیا اس کا قول سچ ہے اور شاد ہوا ہاں سچ کتنی ہے میں نے معاف کیا عرض  
کرتے ہیں کہ یہ کرم یہ عنوسوائے نبی برحق کے کسی پشہر میں ہو نہیں سکتا یہ کہا اور پھر  
حبیب پڑھ کر داخل اسلام ہوئے۔

حضرت عثمان بن طلحہ کا واقعہ | حضرت عثمان بن طلحہ کعبہ بردار غار کعبہ کی تلاش  
میں حضرت بلال بھیجے جاتے ہیں جب وہ حاضر ہوئے غار کعبہ کی کتبیاں پھر انہیں کو  
یہ فرما کر عطا کر دی گئیں کہ ہمیشہ کے لئے کعبہ بردار ہی تمہارے خاندان کو تیار رکھو۔

فخطب الناس يومئذ وجعل عثمان نفع كوكب رذير رسول الله صلى الله عليه وسلم فخطب  
بن طلحة فذفع اليه المفتاح - الفخر يا معشر قريش هذا من الله عز وجل اني قد  
وقال خذوها يا بني ابي طلحة - ہرے کعبہ کی کتبیاں ان کے خوالہ کی گئیں اسے پھر اڑھو  
قالدة وخالدلة لا ينزعها - کے ہمیشہ کے لئے یہ کتبیاں لو اب تم سے کوئی نہیں  
منكم احد الا ظالما - نہ کے محاکمہ جو کہ ظالم ہو۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔

يا عثمان اليوم يوم بروفا - اے عثمان آج کا دن وفادار و برکات کا دن ہے۔

(حضرت عثمان بن طلحہ نفع کو کہتے قبل ایمان لانے کے لیکن قیام کو قیام)

میں نہیں سمجھ سکا کہ باوجود ان واقعات کے پھر بھی جو شخص یہ کتابت کہ بروفا  
فرق غیر محارب کے ساتھ مخصوص ہے وہ ان واقعات کو کیا سمجھا رہا ہے اگر اس کا نام اس  
الفضل میں تو کیا ہے خود حضور ہی نے اس دن کا نام یوم بروفا قرار دیا تو

اب اسے سلطان برواحان نہ کیس تو کیا کہیں ؟

منہات مابین میں واضح بیان ہو چکا کہ آیتہ انما یہتکھا اللہ الخ میں جو موالات  
منہ اور برواحان سے سکوت فرمایا گیا اس کی وجہ تو یہ حالت ہے اور ہر حالت کے لئے  
فرقان مجید میں حکم موجود ہے ہر حکم کی تعمیل فعل رسول سے واضح و واضح کر دی گئی۔  
ہر ایک انسانی میں شرف قیدی تھے ان میں سے بعض قتل کئے گئے بعضوں کو زرقہ  
کے کر دیا گیا بعضوں کو تعلیم کتابت کی خدمت لے کر چھوڑ دیا گیا بعض جو نادار تھے انہیں  
امانات و امانات ادا کیا گیا غرض جس کے مناسب حال ہو طرز عمل تمام ہی ہوا۔

فتح مکہ کے روز گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا خون آپ نے ہر فرمایا تھا جس میں سے  
چار مرد اور چار عورتیں قتل ہوئیں بقیہ بحرین دولت ایمان اور نعمت اسلام سے سعادت  
اندوز ہوئے ہیں میں سے ایک حضرت عکرمہ بن ابی جہل ہیں اور ان کا واقعہ اور ہر مذکور ہوا  
اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر المنار کی عبارت پیش کردہ دوں شاید یہی عبارت  
موجب ہایت ہو۔

ولا تنس ان غدا لا یأت ثلث قبل یاں یہ فراموش نہ ہونے پائے کہ آیات عدم موالات  
فیع مکہ و کان المشرکون فی صفوان کا نزول فتح مکہ سے قبل ہوا اس زمانے میں کفار کی سرکشی  
طغیان و احتداد اللہ و قد عمل اپنے جوش شباب اور عدا فرط پر نبی فتح مکہ کے دن  
علیہ الصلوٰۃ والسلام یوم الفتح بیٹک پیڑ بخدا نے ان وصیتوں کی اس طرح تعمیل  
یہذا الوصایا فظاہر قد مرۃ فرمائی کہ باوجود کمال قوت اور انتہائے مطورت و  
عزیز و حرۃ و سلطۃ و قال شوکت کلمہ سے ارشاد ہوا کہ تم سب آزاد ہو احسان و  
کم کرم کا ایسا دیار وال تھا جس سے مومن کا فخر

والکافر والبر والفاجر ومثله اعل للفضل والاحسان نیکو کا واسطہ ہو سکتا ہے  
ولقد کان للمؤمنین

فیه اموة حسنة ولكن بعد تحسین  
المسلمین الیوم من سنته ومن  
کتاب الله الذی قادیب هو به  
المعمر اهد هؤلاء المسلمین هدایة  
کتابک لیکونوا بحسن عملهم حجة له  
بعد ما صار اکثرهم بسوء العمل  
حجة علیه ؎  
مسلمانوں کے لئے نفع کر کے واقعات اس کا نہیں  
ضرورت سے زیادہ مسلمان بننے والے آج اپنے  
پیغمبر کی سنت راشدہ اور وہ کتاب آقی جس کی تیلہات  
سے اس نے ان کی ادب آموزی کی تھی اور جو  
ہیں اسے اقدوس مسلمانوں کو ہدایت قرآنی کی طرف  
دہری فرمائے تاکہ نیک عمل ان کے لئے ہوتا ہو نہ کہ  
بُیسے اعمال ان پر حجة ہو جائیں۔

اب میں نہیں سمجھ سکتا کہ آیات سورہ مؤمنہ کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہا  
جاسکتا ہے جس کے دل میں کچھ بھی نور ایمان ہو اور قوت ہو کہ اس کی باطل نہیں ہوئی  
ہو وہ ان تمام منقولات کے مطالعہ سے قانع ہو کر ضرور اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ مولات  
کسی کافر سے کسی حال میں درست نہیں اور وہ اور جو مولات تحقیقی سے ماسوا ہیں ان کا  
قائل ہر حال میں جائز و صحیح۔

لیکن اب ہم ایک ایسی صاف الودین حدیث بخاری شریف سے پیش کرتے ہیں  
کہ اگر ایمان کا شعبہ چھ بھی سرسبز ہے تو تمہارے لیڈر خود ہی کہہ اٹھیں گے کہ نان کوچر  
کوڑک مولات کہنا عسرا سر کذب اور افتراء ہے جس کے ترک پر ہم مصر ہیں مذہب دین کی  
مہمت ہے کہ اتباع سنت رسول ہو نہ کیسے اس مقابلہ کا سرخ حیات مقدس رسول اکرم  
میں پایا جاتا ہے نہ یہ جہاد پیغمبر مسلمانوں کی خیر خواہی ہے بلکہ محض حکم گاہی کی تعمیل

اور سرکار کفر و شرک کی عکاسی۔

حدیث شامیہ ابن یوسف قال حدثنا  
ابن حبان قال حدثني سعيد بن سعيد سمع  
ابا هريرة قال بعث النبي صلى الله عليه  
وسلم خيلا قبل نجد فجاءت برجل من  
بن حنيفة يقال له ثمامة بن اثال  
فربطوه بسارية من سواري المسجد  
فخرج اليه النبي صلى الله عليه وسلم فقال  
ما عدت يا ثمامة فقال حدي خير  
يا محمد ان قتلتني فاقول اني مسلم  
فمحمدا على ما اكره وان كنت تريد المال  
فقل مني ما شئت ففتركه حتى كان الغد  
فبعه قال له ما عدت يا ثمامة قال  
حدي ما قلت لك ان تمنع تمنع علي  
شاكر ففتركه حتى كان بعد الغد  
فقال ما عدت يا ثمامة

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
دستہ سواروں کا نجد کی طرف روانہ  
فرمایا اس فوج سے بنو حنیفہ میں سے  
ایک شخص کو گرفتار کر لیا مرنے  
پر پہنچ کر ستون مسجد سے اسے باغرو  
دیا اس شخص کا نام ثمامہ بن اثال تھا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رخصت  
فرما ہوتے تو آپ نے پوچھا کہ ثمامہ کیا  
ارادہ ہے انہوں نے کہا نیک ارادہ  
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر  
آپ مجھے قتل فرمائیں گے تو میرا خون  
ماتھنگاں نہ جائے گا میں جتنا  
دیکھنے والا ہوں۔

فقال حدي ما قلت

اور اگر آپ انعام فرمائیں تو ایسے شخص پر انعام ہوگا  
جو شکر گزار ہوگا اور اگر مال کا ارادہ ہے تو میرا خون  
چاہیے مانگے یا چاہیے گا یہ جواب سن کر آپ نے

لک فقال اطلق ثمامة فاطلق

ال نخل قريب من المسجد فاعل



ثم دخل المسجد فقال اشهد  
ان لا اله الا الله وان محمدا  
رسول الله يا محمد والله ما  
كان على الارض وجه البغض  
الى من وجهك فقد اصبحت وجهك  
احب الوجوه الى الله ما كان  
من دين البغض الى من دينك  
فاصبحت دينك احب الدين الى  
والله ما كان من بلد البغض  
من بلدك فاصبح بلدك احب  
البلاد الى وان خيلك اخذتني  
وانا اريد العمرة فمأخا اترى فشيرو  
رسول الله صلى الله عليه وسلم  
وامره ان يعتمر فلما قدم مكة  
قال له قاتل صوت قال لا  
ولكن اسلمت مع محمد رسول الله  
عليه وسلم ولا والله لا قاتلكم  
من الامة حبة حبة حتى ياتي  
فيما النبي صلى الله عليه وسلم

انہیں سترن سے کھول دیا کہ اس وقت صبح کو  
طاقت ہوئی تو آپ نے چہرہ میں صابن کیا کہ کیا  
ارادہ ہے جواب میں تمہارے انہیں گھات گزشتہ کا  
اوارہ تھا پھر میری صبح کو سوال ہوا اور جواب میں  
میں الفاظ سابقہ تھے اب حکم ہوا اگر تمہارا ذکر  
جائیں وہ آزاد ہو کر چلے اور بعد نبوی کے قریب  
جو خلیفان تھے وہاں پہنچ کر بھی جی خلیفہ کیا اور  
پسٹ کر پھر مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور ایک  
اشد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله علیہ  
پڑھنے کے بعد عرض ہوا کہ میری والدہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قسم ہوا انکے لئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ بغرض  
چہرہ میری نزدیک گئی وہ لڑکھا لیکن آج رخصت میں ہیں  
کوئی صورت آپ کے چہرہ اللہ سے زیادہ محبوب میری نزدیک  
نہیں تم اللہ کی آپ کے دین سے زیادہ بغرض کوئی دین  
تھا لیکن آپ کے دین سے زیادہ محبوب کوئی دین نہیں  
قرآن اللہ کی آپ کے شہر سے زیادہ بغرض کوئی شہر تھا لیکن  
آپ کے شہر سے اب زیادہ کوئی شہر محبوب میں اس کے بعد  
یہ انہیں میں کی کہ آپ کے سوا اللہ سب بے اثر وقت گزارنا  
کیلئے جب کہ میں نے عمر کی نیت کر لی تھی اب کیا  
ارشاد ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صدق ایمان پر بشارت عطا فرمائی اور حکم دیا کہ اب مسلمان ہو کر مسلمانوں کی طرح عمرہ ادا کرو۔

جب ثمامہ مکہ پہنچے اور ایک کافروہ بلند کیا کفار نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا تم بے دین ہو گئے فرمایا نہیں میں نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا قسم ہے اللہ کی اب یہاں سے ایک دانہ یگیوں کا تار سے پاس نہ آئے گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرداختی نہ عطا فرمائیں (بخاری شریف)

بخاری شریف کی روایت ختم ہوئی قطع نظر اس الطاف کے جو حضرت ثمامہ پر بشارت کفر مبذول دیا قابلِ تحفظ آخر کا واقعہ ہے کفار مکہ کا آذوقہ یمامہ کے غلہ پر تھا ثمامہ وہاں کے رئیس تھے مکہ سے واپس آکر جب یمامہ پہنچے تو اس کی بندش کر دی کہ ایک دانہ انباج لاکھ نہ جانے پائے غلہ کا بند ہو نا تھا کہ کافروں کو تار سے نظر آنے لگے بدحواس ہو کر بارگاہ نبوت میں مستحیث ہوئے ثمامہ کو حکم دیا گیا کہ غلہ کی بندش نہ کرو جس طرح معاملہ ہوتا تھا بخاری رکبو۔

بخاری شریف میں ثمامہ کا یہ کتنا مذکور ہے کہ بغیر اذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بھی یگیوں کا مکہ نہ آنے پائے گا لیکن بقیہ حصہ روایت کا ابن ہشام اور طبقات ابن سعد میں مذکور ہے۔

صحیح بخاری کے تمام شران ابن ہشام کی روایت قبول کرتے ہیں فتح الباری اور عینی شرح بخاری ملاحظہ ہوا ابن ہشام کے الفاظ ان دونوں محدثین نے نقل فرمائے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ فتح الباری اور عینی کے بعد یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ قسطلانی فکر کرنے سے بھی نقل کیا ہو۔

ابن ہشام نے اُن چند پیام کی مہمانی جو حالت کفر میں کی گئی تھیں اس کی تفصیل بھی  
 کہی ہے مہمانی کے متعلق ابن ہشام کے یہ الفاظ ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احسنوا لاسارى وارجع الی  
 اهلہ فقال اجمعوا ما كان عنکم  
 من طعام فاجتوا به الیہ و امر  
 بلقطنان یعدی علیہ بہا و براح  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم نے اہم نے اصحاب سے یہ فرمایا کہ  
 اپنے قیدی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ پھر آپ  
 ازواج و عورت کے پاس تشریف لے گئے کہ تمہارے  
 پاس جو کچھ کھانا ہو اسے جمع کرو اور شام کو بھیجا کہ  
 اس کھانے کے ایک شیرہ اور دہنی مقرر کر دی گئی  
 بر صبح دشنام و دونوں وقت تمہارے پاس ڈو دو کہ  
 غرض سے جاتی تھی۔

غزہ کی بندش اور اس کی پروائی کے متعلق یہ الفاظ ہیں۔

ثم خرج الی الیامہ فنعہم از محلو  
 الی مکہ شیاً فکبوا الی رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم انک قامہ صلوۃ  
 الرحم وانک قد قطعت ارحامنا  
 وقد قتل الاکباء بالسیف و  
 الایماء بالجو فکتب رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم الیہ ان  
 یخلی بنہم و بین الحمل (ابن ہشام)  
 یہ واقعہ اور پرگزرجہ کا کہ ایک وقت میں کفار مکہ نے بھی معاملہ پیغمبر خدا کے ساتھ  
 پھر باہر پہنچ کر شام نے وہاں کے بیرونیوں کو منع  
 کر دیا کہ کچھ بھی نہ کہہ نہ جانے ہاتھ کھانکنا نہ کٹر  
 کی خدمت میں نہ جیو کہ صلہ رحم کا جس نسبت ہر اور  
 اور خود قطع کرتے ہو یا وہاں کو میدان جنگ میں لانا  
 اور بیٹوں کو بھوک سے مارے ڈالتے ہر آپ نے  
 شمار کر کچھ بھیجا کہ یار برادر ہی غزہ کی بندش اٹھا لو  
 اور کاروبار کو حسب معمول جاری رکھتے دو۔  
 (ابن ہشام)



کیا تھا اور دوبرس تک قاذبان یا شتم مصیبت و بھیت برداشت کر چکے تھے اب ایک  
سورج ایسا آیا تھا کہ رکے پڑا عرصہ اس مقاطعہ کا لیا جاتا تو یہ چند وجرہ خلاف  
ہل نہ تھا۔

(۱۱) اہل مکہ کافر تھے (۱۲) مسلمانوں سے بارہ اقال فی الدین کر چکے تھے۔  
(۱۳) مسلمانوں کو گھروں سے نکالا تھا (۱۴) مسلمانوں کے اخراج پر مدد کی تھی۔  
(۱۵) مسلمانوں سے بلکہ خود پیغمبر سے دوبرس تک مقاطعہ جاری رکھا تھا نہ خیر خریدتے  
تھے نہ ان کے اقدار کو بیچتے تھے۔

(۱۶) یامہ سے غلہ کا بند ہو جانا انہیں مضطر کر چکا تھا اگر اس پر قندہ زیاں توڑ دیا جاتا  
تو کفر کی کمر لٹ جاتی۔

(۱۷) کفار نہ صرف مکہ بلکہ خانہ کعبہ پر تصرف تھے بیت اللہ کو کثرت اصنام سے صنم نما  
بناد رکھا تھا۔

(۱۸) مسلمان حج اور عمرہ ادا نہیں کر سکتے تھے خود غامہ کو لبیک کہنے پر کفار نے پکڑ لیا  
تھا لیکن اے لیڈر و باوجود ان تمام باتوں کے مقاومت جمول جس کی ایجاد تھیں  
نابز پیغمبر خدا نے اس بندش و بائیکاٹ کے توڑنے کا حکم صادر فرمایا۔

بخاری و مسلم شریف کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ثمامہ نے حمایت دین کے خیال  
سے بلور خود غلہ کی بندش کی نہی شمع بخاری اور یسیر کی معتبر کتابیں مثل ابن ہشام  
ابن سعید ہی بتاتی ہیں اصحابہ کی عبارت بھی یہی ظاہر کرتی ہے لیکن علامہ مرسخس مبسوط  
میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو اسی حد پر دیا فرمایا تھا  
کہ کھانا نہ کروہ غلہ نہ بیچیں گے۔



ہر حال اس قدر مسلم ہو کر غلط کی آمد یا مسم سے بند ہو گئی اور جب کفار کو پریشان نہ کر  
مستفیث بادشاہ رسالت ہوئے تو وہ بندش توڑ دی گئی۔

کفار نہ تو اپنے کفر سے باقائے شانہوں نے غارت کعبہ سے جنوں کو ہٹا یا نہ مردم محمد سے  
اپنا قبضہ اٹھایا نہ یہ وعدہ کیا کہ آئندہ سے نہ تو مسلمانوں کو تکلیف پہنچائیں گے نہ کبھی دہشت  
اسلام کے سنگ راہ ہوں گے صرف قحط کی مصیبت تک پہنچی وہ بھی تلخ الفاظ میں اس حدیث  
جلیل سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے۔

(۱) بائیکاٹ یا نان کو آپریشن کا عرب میں کس تو تھا (۲) بائیکاٹ کے موجب کفار کیا ہیں۔  
(۳) کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بائیکاٹ کیا قاجر کا سلسلہ دو برس تک جاری رکھا تھا۔  
(۴) تمامہ نے کفار کو سے بائیکاٹ کیا (۵) کفار مضطر و بقیار ہوئے (۶) رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے تمامہ کے صل کو اپنے حکم سے منسوخ فرما دیا اور بائیکاٹ اٹھ گیا (۷) اقسام جہاد میں  
سے اگر بائیکاٹ کوئی قسم جہاد ہوتا اور اس طرز عمل سے دشمن کو مغلوب بنالینا اگر  
دین کی خدمت ہوتی تو اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی منسوخ نہ فرماتے  
بلکہ اور ترغیب و تحریک فرما کر اسی مقاومت مجہول سے مکہ منکر کو کفار و مشرکین  
سے خالی کرا لیتے۔

(۸) بائیکاٹ یا نان کو آپریشن ہرگز مراد ترک موالات نہیں۔

(۹) بائیکاٹ یا نان کو آپریشن کو جو ترک موالات کہتا ہے وہ بڑا گستاخ و بد ادب ہو  
اُس کے نزدیک مشرکین مکہ سے پہنچنے والے موالات کی جو غلطی کی بندش توڑنے کا حکم  
فرمایا۔

(۱۰) اس گستاخی کے خیال میں کفار کی منت و خوشامد یا گریہ و زاری پر مسلمانوں کا

اپنا عریب چھوڑ دینا یا کفر قبول کر لینا یا مسللوں کا اُن کے دین کا ضررہ نقصان  
 کرنا عریب جائز ہے سچ ہی جس نے رد و رد کر اور ہاتھ کٹیوں تک جوڑ کر عریب کا مذہبی  
 میں داخل ہونے کی سعادت پائی ہو اُس کے سامنے اگر کافر و کراشد ترین کی تحریک  
 کرے تو اُس وقت یہ گنہگار نہ صرف کفر قبول کرے گا بلکہ اُسے خادِی مرگ نصیب ہوگی  
 استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۛ

سندھان کو آپریشن کی حقیقت اب بالکل ہی عریاں ہو گئی علماء کا یہ ادعا کہ یہ ہمارے  
 اجتہاد اور قوتِ دماغی کا نتیجہ ہے واضح ہو چکا کہ ان کو آپریشن کے متعلق مولانا  
 عبدالجباری صاحب کا خط پھر ملاحظہ فرمایا لیجئے اُن کا یہ فرمانا کہ اس کار کا وقت نکال  
 نہیں ہوں جو وہ کہتے ہیں وہی کرتا ہوں بالکل بجا و درست اور محض صریح  
 دینی ہے۔ شریعتِ اسلام ایک شریعتِ معروف ہے اس کا قول معروف  
 اس کا عمل معروف اس کی مقاومت معروف۔ لیکن مذہب کفر و بت پرستی  
 مجہول اس کا قول مجہول اس کا عمل مجہول اُس کی مقاومت مجہول پھر چستا دان ہنود  
 مجہول ہی مجہول کی صدا نہ بلند کریں تو اور کیا کریں۔

انقلابِ عالم کے ارکانِ شمشاد | حقیقتِ اسلام سے نا آشنا و بیگانہ ملک گیر مسلط  
 بادشاہ کو مسلط کر دینا اور مملکت کی اخلاق کا شریک عمل بنانا ہے ملکوں کا فتح کرنا قبول  
 کا مغلوب بننا لینا انسانوں کے قوا کے جسمانیہ و دماغیہ پر چھا جانا اس نا آشنا کر نزدیک  
 دین سے مذہب سے اسی لئے وہ طریقہ جسے کسی وقت کفار نے ایجاد کیا تھا اور آج  
 اس مقاومتِ مجہول سے مدد کے حق کو پسند اور مسلطِ اسلام کو شکست دینا چاہتے تھے  
 آج اسی کو ہمہ گیر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حکام مذہبی سے ایسا ہونا تو تعجب نہیں اگر کسی کا فکر کی مراد وہ تحریک کوئی کافر نہ ہو کر  
 تو اس میں تعجب کا کیا موقع ہی ہاں تعجب یہ ہے کہ علماء جنہیں دشتِ الانبیاء ہونے کا جہان  
 علوم دینیہ کے ضامن و کفیل ہونے کا ادعا اور اسی کے ساتھ بعض بڑے مسائل میں کفر  
 میں کامل و مکمل ہونے کی جہتی وہ بھی کافر کے ساتھ ہم نوا ہو کر یہ کہتے تھے کہ یہ خاص نظامِ کلام  
 کا حکم ہے اور ایسے وقت میں یہی طریق کار اور نظام عمل ہے یہ کہا اور سارے ملک میں ایک  
 ہنگامہ بنا کر دیا گھر گھر مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا ایسی تحریک جس کی شریعت میں کوئی  
 اصل منوال سے عین شریعت کلمہ خاندانوں میں جنگلے بدل پیدا کر دی حدیث مشربہ  
 میں دارو ہے۔

من احدث فی امرنا هذا  
 برخص دین میں ایسی باتیں پیدا کرنا ہے جو دین کے خیر و نفع  
 مالاہل منہ فہو۔ یہ ایجاد دین کے نزدیک مردود ہے۔

اسلام کا درد ہوتا مسلمانوں کی محبت ہوتی تو الِ خلافت کا اگر قصد نہ ہوتا تو قوت  
 پیدا کرنے کے کھجور ڈرائے اختیار کرتے اسوۂ حسنہ جسے حق سبحانہ و تعالیٰ ہے اس کی پیروی  
 نہایت سرگرمی سے کرتے لیکن جب کہ حکومت ہند فرمان سے کام رو پڑا پیدا کر رہی ہو تو پھر  
 اس کے سوا اور کیا چارہ کا رہتا کہ سوارانِ چاہنے والوں کی کفایت برداری کی جائے۔  
 یہ خا کہ ان ہستی عالم کون و خدا ہے تخیرو تعجب کی گونا گوں ہستیاں یہاں اپنی  
 اپنی نوبت آئیں اور سلج خا کی کے بسے والوں کو تو وہ بالا کر ڈالا جزئی انقلاب سے قطع نظر  
 کرتے ہوئے اگر ان تغیرات کو شمار کر لیا جائے جو مندرجہ اصول کہتے ہیں اور جن کے تحت  
 میں سارے جزئیات داخل ہو جاتے ہیں تو وہ تین قسموں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔

(۱) سلطنت (۲) تصور (۳) علم و فن



سلطنت کا اثر جب کبھی سلطنت ایک قوم کے اقدس سے غل کر دوسری قوم کے ہاتھ میں پہنچی یا فرو  
 اپنی ہی قوم نے نظام سلطنت کے تغیر میں کامیابی حاصل کی ہو تو اس انقلاب و تغیر نے اس  
 ملک کی تاریخ کا نیا باب شروع کر دیا ہے مفتوح نظام یا مفتوح قوم کے نقش منسے  
 جاتے ہیں اور فاتح نظام یا فاتح قوم کے نقش و نگار ہر شعبہ میں اپنا جلوہ دکھاتے ہیں  
 یکے بلکہ دوسروں کا غلام کرنا یا قوت کو مرہبہ سلطنت تک پہنچانا کوئی انسانی کمال نہیں دنیا  
 کا دکھ اور اہل دنیا کا درد سلطنت و حکومت سے نہ کبھی نائل ہوا نہ آئندہ نائل ہو رہا ہے  
 کہ سلطنت کسی قسم کی بھی کیوں نہ ہو اس کا خلاصہ ہمیشہ یہی ہو گا کہ تمام محکوم آبادیوں کے جذبات  
 اور قوت و قریہ نقص و افسوسناک یا ایک محدود افراد کی جماعت جنہیں ہمبر پارسی  
 یا اراکین مجلس سے خطاب کر لیجئے ان میں جذب ہو کر فنا ہو جائے۔

انسان کے جذبات جس سے فنا ہوتے ہوں انسان کے قوت و عقلیہ اور احساسات  
 و حافیہ جس سے برباد و تباہ ہوتے ہوں کیا اسے یہ کہا جاسکتا ہو کہ دنیا کے دکھ کی دوا  
 یہ ہے یہ خدا کا قباب ہو کہ انسان بھڑکری کی طرح چند آدمیوں کے ہاتھوں میں گرفتار  
 رہ کر اپنے میات کے دن پورے کرے سلطنت و حکومت کا وجود دنیا کا سخت ہلک  
 و بے پروا ہو کہ دوا و علاج۔

تہو کا اثر اسی طرح نہر جب کہ ملک گیری و جہاں داری کے لئے اس کی تامل کی گئی ہو تو  
 زمین کے پستے و لوہا پر یہ قدر آسانی ہو کہ کوئی جماعت یا قوم یا شخص واد جب کہ نشہ تو سے  
 مست ہو کہ کسی آبادی کا نیک کرے نہ راحت و سکون درجہ تدبیر صنعت و حرفت شہر و  
 علم و قدرت و تہذیب اور آئین مذہب و ملت کا بیشتر انصافوں کے ساتھ ساتھ خون ہرجا تا ہو  
 جس قدر خون شہید و مظلوموں سے صاف ہو جائے وہ جوش تہذیب سے ایسے پامال ہوئے کہ اب



ان کا سکون و حرکت خارج و منصور کے چشم و ابرو کا نظارہ بن گئی انہی حقیقت پر جس توہم بھی  
انسانوں کے غلام بنانے کا ایک دوسرا نام ہی اس لئے یہ دوسری قسم مریض کی ہے تاکہ  
رواد و سلج۔

علم کا اثر اب علم و فن کو سمجھے اگرچہ اس کا لباس بیدردی و بی رحمی کے نقش و نگار سے مزین  
معلوم ہو رہا ہے اس کی شکل صورت عظمت و تور کی طرح غوغا بھی نہیں اس کی تہ کی دھما  
ہیں و گشتی بھی پائی جاتی ہے لیکن باعتبار واقعہ یہ اپنے دونوں مشہ کیوں ہے کچھ کم  
جفا کار نہیں اعضا و جوارح پر جس بی رحمی سے ایک مستولی سلطان حکومت کرتا ہی تو اسے  
ذہینہ اور دماغیہ پر علم و فن اسی شدت اپنی فرماں روائی کرتے ہیں بلکہ اگر اصرار نظر سے  
کام لیا جائے تو علم کی ہمہ گیری سلطنت توہم سے کیوں زیادہ موثر ثابت ہوگی مال و زمین  
و مناصب امن و امان و ازین قبل دیگر امور کا تعلق سلطنت و حکومت ہو کر رہا ہے بادشاہ  
انہیں چیزوں میں نرمی یا گرمی کرنے کا اختیار و قدرت رکھتا ہے لیکن وہ اموہم ہی سے  
فی الحقیقت قوم تو مہم بنتی ہے وہاں حکومت و قوت دونوں پا بریدہ و دست شکست  
ہیں قوم کی اخلاقی زندگی جو ہر طرح کی ترقیوں کا راز ہے قوم کا علمی شغف جس پر وہاں  
فضیلت انسانی ہے قوم کے مراسم و دستور جس پر اقتصاد و تمدن کی بنیاد ہے اور اسے  
بڑھکر قوم کی دماغی زندگی جس سے حوصلہ میں وسعت خیالات میں بلندی تخیل میں شہنشاہ  
پیدا ہوتی ہے ان سب کا سرچشمہ اہل علم کا گردہ ہوتا ہے۔

مالکان قلم نے بارہا نبرد آزماؤں کے تیروں کو شکست دی ہر ان کی سیف لسانی  
نے بارہا شمشیر زخموں کے منت پھیر دیے ہیں دور نہ جائے وہ غیر اوجہ و ماضی کی مثال  
نہ نہ موندے حتمی حالات حاضرہ پر ایک نظر ڈالئے آج ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ نتیجہ ہے

صرف پنہ تعلیم یافتگان مکی کا۔

واقعات گز رہے تھے لیکن ملک بے خبر تھا گلے پر چھری چل رہی تھی لیکن  
حسام مٹ چکا تھا جو کھو رو قارم انھیں سنگسار کیا گیا تھا اُس کی بیوشی میں یہ مدہوش تھے  
پنہ تعلیم یافتہ اشخاص تھے واقعات کی اصلی خون آلود شکل دکھائی ناظرین دیکھ کر  
مستحرف ہوئے اور وہ آکسو غم کے ہوائے لیکن تصویر دکھانے والوں نے انھیں غم لینے  
نہ دیا بلکہ کچھ سس طرح ان کے پیچھے پڑ گئے کہ اپنی بزم ماتم میں انھیں نوحہ خوان بنا کر چھوڑ  
دے وہ باتیں جن کا خیال اگر وہم میں بھی گزر جاتا تو کئی کئی روز تک خوف و ہراس  
نہیں اُٹھاتی بھوک سا قہر ہو جاتی لیکن آج کون ہر کہ ہر کو چہ و برزن میں وہی ہونا تک  
خیالات ایک ایک کے منہ پر آرہے ہیں کہنے والا کہتا ہے اور سننے والے کو مزہ نہیں آتا  
سن کر مزہ بناتا ہے کہ پھیکا ہے بے مزہ ہے کچھ نمی نہیں آخر یہ ماجرا کیا ہے ہندوستانیوں کے  
جذبات اکبار کی کیوں متغیر ہو گئے یہ علمی گروہ کی وہی زبردست حکومت ہے جس کی قوت  
نے اب ظہور کیا ہے۔

اگر چیلک کی آوازیوں کا اتفاق خیال چاہیے تو تعلیم یافتہ گروہ کی ایک کافی  
مقدار کو اپنا ہم آہنگ بنایے پھر سب ایک آپ کے ساتھ ہے۔

یہ واقعہ اور حقیقت ہے کہ عوام نہ اپنی رائے رکھتے ہیں نہ ان کی کوئی آواز ہر ملک  
میں تعلیم یافتہ گروہ جب کسی خیال کی ترمیم یا ہمہ گیری چاہتا ہے تو وہ اپنی تقریر و تحریر  
عوام میں اسی خیال کو پیدا کر دیتا ہے وہ اپنے خیال کے صور کو اس بلند آہنگی سے چھو نکھتا  
ہے کہ عوام کے خیال اسی کے خیال کا عکس اور عوام کی آواز اسی کی صدا ہے باوجود ہوتی  
اس وقت ہندوستان کا ہر مقام بالکل اپنی مثال میں محسوس ہر خصوصیت کے ساتھ ملتا رہا ہے

آواز اور ان کا بخوش تو ہو مگر چند تعلیم یافتوں کے خیال اور آواز کا فرو ہے مطلق  
تہذیب اور مذہب اس سیدھی سے پارہ پارہ کئے جا رہے ہیں کہ شاید آئندہ کے لئے  
ایک تاریخ بھی باقی نہ رہے گا۔

خلافت جنگ انگیزیوں کی موانعت | اس حال کی ہم ایک مختصر تفسیر پیش کرتے ہیں جس کی سہولت  
خواہ ہوئی اور جنگ طرابلس شروع ہو گئی اس وقت چند تعلیم یافتوں نے تحریک چندہ کی بنیاد ڈالی  
سلسلہ جنگ بلقان تک جاری رہا اسی اشار میں ان کی کامال بائیکاٹ کیا گیا ترک تو بیاں  
دیاں کی بنی ہوئی جن کے سردوں پر تعین انھیں آگ کے سپرد کیا گیا۔

قسططنیہ وفد طبیہ کے جانے کی تجویز پیش ہوئی اور کامیابی کے ساتھ یہ کام انجام تکم  
پونچا اس کے بعد خلافت اور اس کی ہمدردی کی تحریکیں نیامینا کر دی گئیں اب تعلیم یافتہ  
گروہ کی توجہ قسططنیہ سے منقطع ہو کر سیاست ہند کی طرف مٹی پلک کی توجہ بھی اور  
مرگئی اٹلی دیگر بلاد اور پ کا مال فروخت ہوتا رہا اور مسلمان بلا صوبہ اسے خریدتے نہ کہ  
علماء کے فتاوے بائیکاٹ سے جو مطلق تھے جب تعلیم یافتوں کے آئیں سے خون کر چئے  
گئے تو عوام نے بھی انھیں ردی میں ڈال دیا ہاں جو وفد تعلیم یافتوں نے چار اتحادیں آگ  
پلک برابر لاپتی رہی اس عرصہ میں ترکی و خلافت میں رہی فنا کوئی رہی لیکن کسی کی آنکھ  
نہ بھی نہیں ہوئی طرنگی یہ کہ جب ہندوستانی نو جس میدان جنگ میں بھیجے گئے تو ہندو  
اور مسلمان دونوں نے مل کر رنگروٹوں کی بھرتی میں پوری کوشش کی اب قرضہ جنگ کا چندہ  
ہو ا دل کھول کر ہندو اور مسلمانوں نے روپیہ یا تحریک ہوئی کہ دعائیں ہوں ہندو معذور  
میں اور مسلمان مساجد میں جمع ہوئے اور یہ رسم ہی ادا کی گئی پھر تحریک ہوئی کہ آؤ ڈی مٹیا  
جائے ملک کی دونوں بڑی آبادیوں نے مل کر جیش بھی منایا۔



سب سے بڑی روسیا ہی یہ ہوئی کہ وہ مذہبِ عربِ قطیفیہ یا اہلِ تہاوتہ مسلمانِ جرائی و لوازم  
شکا نائے جس کی خریداری خاص اس دہے سے ہوئی تھی جو محض بحرِ مدین ترک ہی کے لئے  
جمع کیا گیا تھا آج اسے وہ مذہب کا صدر ان دشمنوں کو بخشش کے دیتا ہے جو خلافت اور  
علم پر دارانِ خلافت کو صوفیہ ہستی سے شادینے کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔

اس امانت میں خیانت کرتے ہوئے نہ تو عمل کرنے والے کو خوفِ الٰہی دامنگیر ہوتا ہے  
نہ اس وقت کے دشمنِ رضوی و مجتہدوں میں سے کسی کو ملکہِ شرعی یا داتا ہے نہ عوام ہی اسے  
کچھ مصیبت سمجھتے ہیں۔

اس یہ بحث علما میں ضرور آئی کہ سلطنت کے اس قرضہ جنگ کا سود لینا مسلمانوں کو  
حلال ہے یا نہیں بعض علماء نے فتویٰ طے کیا دیا اور مثال اس بزنس سے لائے کہ ذی ثمر خروٹ  
میں سے اگر کوئی پھل ٹپک پڑے اسے کوئی راہ رو اٹھالے تو وہ پھل اس کے لئے  
حلال ہے یہ سود و ربا نہیں سلطنت خود بخود بغیر مطالبہ دیتی ہے تو کیا وجہ جو مسلمان اس  
لئے سے پرہیز کریں۔

خوبوں کی بھرتی کا یہ جیل پیدا کیا گیا کہ سلطنتِ انگلستان حملہ آور نہیں ہوئی ہے بلکہ  
خود ترکوں کی جانب سے حملہ آور ہوئی ہے ایسی صورت میں فوجی مدد ممنوع تھیں۔

قرضِ سخت سے سخت رو دیا مگر امور و قروض پذیر ہوتے رہے اور مسلمان نہایت اطمینان  
دہکنوں سے بیٹھے رہے تباہی کا نہ صرف تماشا دیکھا کے بلکہ اپنے ہاتھ اور بال سے اس میں  
شریک ہوئے اس عرصہ میں ہندوستان کی پالیسی میں ایک تغیرِ فہم اتفاقاً طور پر پیدا ہو گیا  
اور یہ دولتِ ملی کے ثمرات تھے۔

اب تسلیم یا منتوں نے غیر ملکی ہند کے لئے جو اپنی آواز اسلامی لہجہ میں جہل کو سنائی



ہمارے سب کے سب خلافت خلافت چکا رہے تھے۔

**واقعہ کر بلا سوشال** | کتب تاریخ میں ائمہ کرام کے متعلق ایک روایت ہے کہ بعد شہادت شہزادہ اعظم

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ دو دیگر اہل بیت و ذوالین اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین جب قافلہ اسیران اہل بیت کا آؤں پہرہ و اندھ ہوا تو جوق در جوق اہل کوٹہ کا مکانوں کی

چھتوں پر هجوم تھا اس مقدمہ گروہ و دہان نبوت کہ حالت اسیری اہل کوٹہ کے سردستانی میں ٹھہر کر وہاں روئے جاتے تھے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا خواہر امام علیہ السلام ان کو قیوں کی طرف ایک نظر ملامت و نفرت انگیز ڈال کر مستفسر ہوئیں کہ اس اہل کوٹہ تم ہماری مظلومیت و بیکسی پر آنسو بہاتے ہو تو آخر میرے بھائی کو شہید کس نے کیا گلزار نبوت کہ تہا این کرنے کی شقاوت و رویا ہی کس نے حاصل کی افسوس جو تم پر اودھنا رہی ہمدردی پر۔

یہی الفاظ آج خلافت کی زبان ہندوستانیوں کو کہہ رہی ہے سرگاندہ می جنہوں نے

نگوٹوں کی بھرتی و دیحرا عانت جنگ میں ایسی سرگرمی دکھائی کہ بقول ان کے ان کی صحت

خطرناک مرض میں مبتلا ہو گئی۔ خیر انہیں تو جانے دیجئے اس لئے کہ اسلام کا اضمحلال اگر

کفر و شرک کا مقصد و مرغوب نہیں تو وہ کفر ہی کیا ہوا نہیں ان نوحدوں مسلمانوں سے

پوچھئے اور علی الخصوص ان علماء سے جن کا تقریباً آج کل روزنامہ اخباروں میں چھپا کرتا ہے

جن کی تعداد جمعیت اس وقت پانچ سو کئی باقی ہے ان سے سوال کیجئے کہ جس وقت ہندوستان

کا خزانہ جارہا تھا اور مسلمان چند سکھ چاندی کے لئے خلافت ملنے کو جا رہے تھے تمہارے

علم کو کیا ہو گیا تھا تمہاری جرات کہاں سو رہی تھی تمہاری حق گوئی کس گوشہ میں چھپی ہوئی

تھی تمہارا ایمان کس تہ خانے میں بند تھا تمہاری حریت اور تمہاری بیخونی کہاں ہوئی تھی

لکھا ہے پڑی تھی کیا تھیں اس وقت یہ حدیث یاد آتی۔

(۱) من اجل (۱) جس نے ہم پر ہتیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔  
 (۲) من اشکرا لى اخیه بعدد تعدد نعم الله  
 (۳) لا یشیر بعدد که علی  
 (۴) من اشکرا لى اخیه بعدد تعدد نعم الله  
 (۵) من اشکرا لى اخیه بعدد تعدد نعم الله  
 (۶) من اشکرا لى اخیه بعدد تعدد نعم الله  
 (۷) من اشکرا لى اخیه بعدد تعدد نعم الله  
 (۸) من اشکرا لى اخیه بعدد تعدد نعم الله  
 (۹) من اشکرا لى اخیه بعدد تعدد نعم الله  
 (۱۰) من اشکرا لى اخیه بعدد تعدد نعم الله

اس سنی میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں اگر حدیث تم نے پڑھی نہیں یا موقع پر تمہیں یاد نہ آئی تو کیا تم گھٹت قرآن بھی نہ کرتے تھے کیا یہ آیہ تمہاری تلمذات میں نہیں آتی تھی۔  
 ومن یقتل مؤمنا متعمدا  
 جزاؤہ جہنم خالد آفہا  
 غضب اللہ علیہ ولعنتہ  
 واعد لہ عذابا عظیما  
 جو مسلمان کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے  
 تو اس کی سزا جہنم میں رہنا ہے خدا کا  
 غضب اور اس کی لعنت قاتل پر ہے اور ایسوں  
 کے لئے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔

اسے بھی چھوڑ دو یہی آیتیں جنہیں ترک موالات کے لئے پیش کر رہے ہو کیا کل تک وہ بھی تمہیں یاد نہ تھیں لیکن

ہم تو کئی حدیثیں یاد رکھتے ہیں کہ ہمارے لئے جماعت علماء و موبیوں کو کہ یہ احادیث اور یہ حکم الہی تو بیچ تمہیں کیا مینا ہو اس لئے کہ تمہارا رہبر اور ہمارا مذکر و گاندھی ہے آن تک اس نے تمہیں یاد دلایا تو پھر تمہیں یاد کیوں کر آئے اگر قرآن شریف یا کتب احادیث و سیر قمار سے رہبر ہذا کے جو کہ تمہیں ب کچھ یاد آتا تانی الحقیقت تم معذور ہو قمار مرتبہ عوام کا ہے تمہارے دل علم سے خالی تھا یہ سب جذبات سے کورے تمہارے قلوب دوت ایمان سے غفلت تمہاری زبانیں گنگ اور تمہارے اعلا م شک تم تو ایک غالب بیجاں ہو جو تمہارا

لیڈر کہتے ہیں تم اُسی کی محاکات کر دیتے ہو اور ان لیڈروں کا بیج فیض سرکار کا نہ جی۔  
 اُن کی ہند پارٹی ہے سلسلہ یوں ہو کہ ایک تحریک سرکار کا نہ جی پیش کرتے ہیں تعلیم فہم  
 مسلمان اُسے لیکر کہتے ہیں علماء سیاسی کا جہ و عمارت ستہ جی مبارک پناہ تو ان ہوا  
 کہ یہ مجال نہیں کہ وہ بطور خود کوئی تحریک پیش کر سکیں یا کسی تحریک کے سامنے اُٹھنا  
 کے سوا کوئی آواز بلند کرنے کی جرأت بھی کریں۔

ان علماء کا کیا ذکر خود اُس عالم کو لیجئے جسے لیڈروں نے شیخ المسد کا لقب دے کر  
 ایک عجیب و غریب ہستی ثابت کیا ہے اُس کے قلم میں بھی یہ قوت نہ تھی کہ وہ مسلمانوں کو  
 اُن افعال جمعیہ کی شجاعت و معصیت بتا سکے جسے مولات کفار میں علی التوالی والتواتر  
 لیڈران مع گروہ مسلمین بار بار عمل میں لارہے تھے مسئلہ قربانی کا دُکے متعلق دینی زبان سے  
 اتنا کہنے پائے تھے کہ مسلمانوں نے جو طریقہ انسداد قربانی کا ایجاد کیا ہے وہ مذہب و  
 انہیں ایسا کرنا نہ چاہیے تو لیڈروں نے وہیں زبان پکڑ لی اس آواز کو مردہ کر دیا گیا اور  
 باد صحر سے زیادہ حیثیت اس ہدایت کو نہ دی گئی نہ تو صحائف و جرائد ہی میں اس کی اشاعت  
 عام ہوئی نہ لیڈروں کے رزلوشن میں تغیر آواز اپنی خطا و غلطی کا کسی نے اعتراف کیا۔  
 اگر کسی نے اُن کے شیخ المسد کا قول متعلق قربانی کا قیاد بھی دلایا تو ہنس کر ٹال گئے کہ یہ  
 نا آشنائے حقیقت کہتا کیا ہے اس چودھویں صدی میں شریعت جب کہ تعلیمات محمدی  
 کا نام ہی تو پھر شریعت اسلام کا ذکر ہی بحث ہو۔

قسط لگایا گیا علماء سیاسی خاموش ہو کر فرکی ٹنگی اٹھانی گئی علماء سیاسی خاموش  
 ہو کر فرکا ماتم سر دیا برہنہ ہو کر گیا علماء سیاسی خاموش رہی ریم لکھن پڑھو لوں کا تاج  
 لگایا علماء سیاسی خاموش رہی گاندھی کی جے پکار گئی گنوا تا کی جے بلند کی گئی علماء







مذہب نہ معلوم انہیں کیا سے کیا بنا دیتا لہذا اس پر فتوے ہوتے مضامین لکھو گئے  
 رسائی تصنیف کئے گئے اور یہ عجیب تماشا دکھایا گیا کہ گزشتہ سال تک گلاسے کی قربانی  
 بندہؤں کے وید اور شاستر سے ثابت کی جاتی تھی لیکن جب ایک فرسے کے امام مشرکوں ہی  
 بنے تو ان کے گردہ کو اب عدم جواز قربانی کا ذکر ان حدیث سے معلوم ہونے لگا۔

حقیقت یہ ہے کہ علماء اور ان کے متبعین جب غالب ہوتے ہیں تو وہ امام اگر دین کے  
 مذاہب کوئی کلر نکالنا چاہتے ہیں تو غالب گردہ ان کا گھلا دیا دیتا ہے لیکن جب عوام غالب  
 ہوتے ہیں اور علماء اور ان کے متبعین مغلوب تو عالم جب کوئی بات دین کی کہنا چاہتا ہے  
 تو غالب گردہ یعنی عوام علماء کا گھلا دیا دیتی ہیں یہ وہی زمانہ ہے جس کی خبر حدیث شریف میں  
 دی گئی ہے۔

جمعیت اسلامی کی تخریب اور متوہدات و عقایق میں دشنام دہی یہ وہ رویا ہی کیوں کر تھا  
 جو حالات کفار کی وجہ سے تم انوکھے دینداروں کے چہرہ پر چڑھ رہی ہے علماء سیاسی جس  
 بے حس کے ساتھ لیڈروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہیں وہ ان کی ایک ایک حرکت سے  
 نمایاں ہر جمعیت کے جس عالم نے اپنے ایمان پر بیت بڑا احسان کیا اس نے یہ کہا کہ  
 ہم سیاسیات میں مشرک مذہبی کی پیروی کرتے ہیں ان کا کہنا مانتے ہیں لیکن مذہبی امور میں ہم  
 ہرگز ان کی بات نہ مانیں گے نہ اپنا مذہب چھوڑیں گے نہ احکام مذہبی میں کوئی تغیر و تبدل  
 کریں گے یہ کہا اور اپنے قوت ایمان کا مقدمہ اخبارات میں خوب ڈنکا بجایا۔

حالانکہ جمعیت میں جو عالم شریک ہو جائے اس کی خواص ارحمہ صلابت ایمان کی  
 اسلام اور اخلاص عمل کے متعلق جملہ ادہام و شکوک کا استیصال ہو جاتا ہے نہ معلوم اگر ہم  
 جمعیت کو اس کئے کی ضرورت ہی کیا پیش آئی جن اعمال و اقوال کا اس نے مذکور میں

ایجاد ہوا ہے وہ اس امر کی کافی دلیل ہے کہ یا قرن اولیٰ میں ایسے علماء ربانی پائے جاتے تھے جو اس مجلس میں سبے جمیع العلماء کا حقبہ دیا گیا ہو۔

علاوہ ازیں ہر حق اس کے باور کرنے کی کوشش فرماتے ہیں یہاں شبہ کے ہوا تھا جو آپ نے دفع دفعہ منہ کی زحمت اٹھائی خود آپ کی تحریریں اور آپ کے متبعین کے افعال و حرکات آپ کے ایمان و اسلام کا آئینہ ہیں۔

اسلام نے اپنے متبعین کو کفار سے بیگانگی کا حکم اس تاکید و مبالغہ سے دیا تھا کہ کفار سے دور رہیں یہ رہنمائی کی گئی تھی کہ کفار کی تقلید اس میں بھی نہ ہونے پائے وضع لباس اکل و صورت باطل و مذہب سلام و تحیۃ تعزیریہ و تنبیہ غرض جملہ شعبہائے حیات مسلم تقلید کافر سے محفوظ و محفوظ رہے چنانچہ آج تک مسلمان یہی جانتے تھے اور بقدر توفیق اسی پر عمل کا عمل بھی تھا لیکن اس دور میں مسلمانوں کی مصیبت اس طرح فاکر ہو گئی کہ معاشرتی و تمدنی امور کا کیا ذکر دینی امور میں کفار کی تقلید کمال ارادت و عقیدت سے ہونے لگی اور اسے ایمان و اسلام کا لقب ملایا گیا۔

کہنے والا ہے بھر کر کفر کا کلمہ کہتا ہی سامع اسے منہ سے نکالتا ہے اور جوش و غلبہ میں آکر رقص کرتا ہے علماء سیاسی دیکھتے ہیں کہ یہاں لیکن کیسے اپنے سکوت کیسے اپنی مابہت اور کیسے اپنے فقاہ سے ایجاد کفر و ذکر کفر پر ترغیب و تحریص دیتے ہیں یہ وہی زمانہ ہے جس کے متعلق مسلم شریف میں روایت موجود ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ حضرت ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ دہانے میں جھوٹے دجال متار  
حدیثوں کن ابون یا تو نکل من لا حدیث  
ہاں ایسی حدیثیں لائیں گے جنہیں نہ تم نے کہی نہ ہمارے

يَسْأَلُكُمْ عَمَّا تَكْتُمُونَ وَلَا آيَاتُكُمْ  
فَإِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ فَاصْلَحُوا  
نَدَامَا بچے کا ان اشعار سے ہر گز ہرگز  
ان سے اور ان کو اپنے سے بھانپ کر اور ان سے نہیں  
نکرے پائیں اور نہ تیس غنہ میں ڈالیں۔

جس زمان میں ایک فترہ ایمان کا باقی ہے وہ دیکھ لے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ ہے یا  
نہیں دیکھ لو ہندوؤں کے متعلق جس قدر احادیث و آیات قرآنیہ پیش کی جا رہی ہیں ان  
مسلمانوں کے کان کبھی آشنا ہوئے تھے تاریخ کی کتاب میں موجود ہیں ہیں بتاؤ کہ کس حد تک  
ہندوؤں کو مسلمانوں نے اپنا رہبر بنایا تھا مسلمانوں نے ہندوستان پر سات سو چھ  
فرماں رسائی دجھاں بانی کی ہے ہزاروں علماء اس خاک ہند سے پیدا ہوئے لیکن اس کا  
پتہ بتاؤ کہ کس صدی کو علماء نے کتنا ہند کو اہل کتاب قرار دیا و لامحکم پر پھولوں کا باغ  
مسلمانوں نے کس زمانے میں رکھا آج سے پشیر جس قدر علماء کرام گزروں ان کی انصاف  
یا ان کے حالات زندگی میں کہیں اس کا سراغ ملتا ہے اس طرح ہند پرستی تو اسی صدی  
کے مدعیان علم کے لئے مخصوص تھی تاکہ مخبر صادق کا ایک ایک حرف صحیح ہو جائے۔

نبوت و سلطنت کا فرق ابرو مال اس بحث کو ہمیشہ کا حاصل معانی طرک کے ایک منقول بادشاہ  
ایک ہندو آزما فاتح یا ایک صاحب علم و فن ان سب کی حکومت دنیا کے لئے موجب  
و رہا دی ہر اس لئے کہ ان سب کا نصب العین انسان کے جذبات و قوائے دماغیہ کا  
اپنی تحقیقات و اختراعات یا اپنے اختیارات و قدرتوں میں جذب کر لینا ہے لیکن نبوت  
و رسالت کا نصب العین انسان کو ہر طرح کی غلامی سے آزاد کرنا تو زمین انسانی کی ہندش  
سے رہا کرنا اور تقرب الی اللہ کا راستہ بتانا ہوتا ہے اللہ کے بندوں پر اللہ ہی کی حکومت  
یعنی ہر اس کے خلق کے ہوئے اعضاء و قوا اسی کے فرمان کے بموجب حرکت کرتے ہیں



مشورہ کیا جاتا ہے جس خلاصہ یہ کہ انسان پر اس کے خالق کی مکرمت ہوتی ہے کہ خود انسان  
 ہی کی قانون آفرینی یعنی کتاب آسمانی جو پیغمبر اپنے رب العالمین کی طرف سے لائے  
 اور نشر و تبلیغ اور اسی کے ماتحت انسان کے سارے شعبہ کے زندگی کی تعلیم و تہذیب  
 مقصد ہوتا ہے قوانین الہیہ کی مکرمت اور اس کے ماتحت زندگی بسر کرنے میں کوئی فرق نہیں  
 نہیں ہوتا شخص خواہ غفلت ہو یا سلطان قوی جاہ و برتری ہو یا مستحق یا اہل ہو یا غلام و مرہون  
 کی مکرمت سب پر یکساں ہوتی ہے ہر ایک مسلمان اس واقعہ سے آگاہ ہو کہ فاروق اعظم  
 عیسا جلیل الشان خلیفہ نبی کا ایک مجمع عام میں جمعہ کے روز خطبہ کے لئے کھڑا ہوتا ہوا وہ  
 مجمع کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہوا سمعوا و اطیعوا مسلمانوں سنو اور کما مانوں تو ایک  
 شخص کھڑا ہو کر یہ صرک کہہ دیتا ہر کلا اسمع و کلا اطیع نہیں سنوں گا نہ کما مانوں گا  
 سوال ہوتا ہے کہ اس اعراف کی علت کیا جواب ملتا ہے کہ تقسیم کے وقت جو علاقہ تھا اسے  
 حصہ میں آیا تھا وہ عباد کے لئے کافی تھا تم نے اپنی عباد کہاں سے پوری کی قانون اعظم  
 کے بیٹے کھڑے ہو کر گواہی دیتے ہیں کہ میں نے اپنا حصہ باپ کی نذر کر دیا تھا اس  
 شہادت کے بعد معاملہ طے ہو جاتا ہے اور معترض مطمئن ہو کر یہ کہتا ہوا بیٹھ جاتا ہر کلا اسمع  
 و اطیع اب سنوں گا اور کما مانوں گا اسی روایت سے قانون الہی اور قانون شاہی کا فرق  
 ہمیں معلوم ہو گیا ہو گا لیکن مزید ایمان کے لئے ایک اور واقعہ یاد کرو فاروق اعظم کے ایک  
 بیٹے پر ایسی خطا ثابت ہوتی ہے جس سے تعزیر شرعی اُن پر لازم آتی تھی فاروق اعظم پر  
 اجتماع جرم مکان تشریف لے جاتے ہیں بیٹے کو دسترخوان پہ سے اٹھا کر کشاں کشاں بھیج  
 عام میں لاتے ہیں حد شرعی جاری ہوتی ہے ہنوز ضرب تازیانہ کی تعداد پوری نہیں  
 ہوئی ہے جو بیٹا پائیں سے بیتاب ہو کر پانی مانگتا ہے باپ اور بیٹے کی گفتگو حد تک



انہا میں سے تھے۔

حق بلع سبعین فقال یا ابت  
استفی شربة من ماء فقال یا بختی  
ان كان ربك بطمرك يقيك  
محمد صلى الله عليه وسلم شربة  
لا نظماً بعده ابد آيا غلام  
اضربه ۛ

جب شکر کو دے اسے جاپک نہ بیٹھے کہا  
اے باپ تم کو پانی پلا دے فادق غلام غلام  
اے بیٹا اگر خدا سے تجھے گناہ پاک فرما دے  
جنت میں تو رسول اللہ علیہ وسلم پینے اچھے یہا  
جام پلاؤں گے کہ جس کے بعد کسی بیابانہ گایہ جوا  
مے کے غلام کو کمر دیا کہ اس کو دے کہ ضرب پد کی کہو۔

جب بیٹے کی حالت بت ہی زار ہو گئی تو اس وقت باپ بیٹے میں جبر و دالی  
گنگو ہوئی جو اسے بھی سنے۔

حق بلع ثمانین فقال یا ابت  
السلام عليك

جب انتی کو دے پڑے تو بیٹے نے کہا کہ اے  
باپ السلام علیک نصحت ہوتا ہوں۔

فقال وعلیک السلام ان رایت  
محمد افاقره منی السلام وقل له  
خلفت عمر بقیر القرآن و یقیم الحدو  
یا غلام اضربه ۛ

فادق غلام نے فرمایا وعلیک السلام اے بیٹے اگر  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ہو تو نصیب تو میں کرنا کہ  
آپ نے عمر کو چھڑا وہ قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور حد  
شرعیہ کو قائم کرتا ہے اس کے بعد غلام کو حکم دیا کہ  
ان حد کو پورا کیا جائے۔

پہلے واقعہ میں خود ذات امیر المؤمنین پر اعتبار بھرے مجمع میں کیا گیا جو ائمہ نہیں  
ایا خیف ہر کہ امیر المؤمنین کی ذات اور شان کو دیکھتے ہوئے حیرت ہوتی ہے کہ ایسی  
خفیف جرح کی حاجت ہی کیا تھی رعب شاہی اور واب جہاں داری ایسے معترض کہ

گردن زدنی بتائے گا لیکن درنگاہِ نبوت کا تعلیم یافتہ ہیں یہ جیسا بھی نہیں ہوتا سنا  
خطبہ بوقتِ کردیتا ہے اور معاملہ کی حیثیت سے اصفائی کا گواہ بپیش کر لیتا ہے  
اور حضرت طلحہؓ بھی ہو جاتا ہے تب خطبہ شروع کرتا ہر پھر یہ بھی دیکھو کہ آیندہ زندگی  
میں بھی کیسے بس کا عطا اور شکوہ نہیں آتا۔

دوسرا واقعہ علمِ اُنی کی ہمہ گیری کی ایک عجیب مثال ہو امیر المومنینؓ ہیں اگر چاہتا  
بیٹے کے لئے کوئی سبب پیدا کر دیتا لیکن نہیں جذبہٴ احتساب کی یہ شدت ہو کہ بھرم کو  
پانی دینے کی بھی رعایت گوارہ نہیں ذرہ نظر بلند کیجئے اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وسلم کے واقعات زندگی کو دیکھئے بیشمار مثالیں اس کی تھیں ملیں گی جس سے فرق نہ کہ  
اور نبی کا روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا محض تبرکاً و تینٹائیں دو اوتوں پر اکتفا  
کرنا ہوں جنگ بدر کا موقع ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کی صفِ ہما  
فی بیل اللہ کے لئے آمادہ فرما رہے ہیں سواد بن غریہ صف سے آگے نکلے ہوئے ہیں  
ان کے پیٹ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر کی لکڑی سے چو کا دے کر فرمایا کہ صفِ ثانی  
داخل ہو سواد عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ مجھے آپ نے تحفہ پہنچائی اس کا عوض  
دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے شکم مبارک سے اٹھا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں  
کہ اے عوض سے تو سواد شکم مبارک کو بوسہ دیتے ہیں اور جسمِ اطہر سے پٹ کر عرض کرتے  
ہیں کہ یا رسول اللہ ہے اپنی معاف ہو معرکہ سخت ہو دشمن کی فوج بیکراں پیش نظر ہی  
ہو سکتا ہو کہ میرا رب مجھے مرتبہ شہادت عطا فرماؤ تو میں کے جناب میں ایسا جسم لے کر پہنچا  
جو اس کے حسبِ جسم سے سب ہو ہی اسی کی برگشت سے رحمت و مغفرت کی امید ہو  
کیا ایک چاہی اپنے بادشاہ سے محض عام میں ایسا کرنے کی مجال رکھتا ہے کیا ایک

بادشاہ اس طرح حق العباد ادا کرنے پر اس خندہ پیشانی کے ساتھ آمادہ ہر سنگ کی کھدائی نہیں  
اور ہرگز نہیں۔

دو سرادقہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ آخری وقفہ ہے جو اپنے مہربان و  
میں ارشاد فرمایا ضعف کا استیلا ہے سر میں درد اس شدت کا ہے کہ پیٹ سے سر مبارک  
باندھ دیا گیا ہے اسی حالت میں مسجد نبوی میں تشریف لا کر نمبر کو زینت و سعادت دی جاتی  
اقت اپنے پیغمبر کی آخری وصیت سننے کے لئے جوق در جوق جمع ہو رہی ہو یہ  
مسلمان جمع ہو کر مہر تن گوش ہو جاتے ہیں اس وقت ارشاد ہوتا ہے کہ اگر میں کسی کو  
مارا ہوں تو آج وہ شخص اپنا عوض لے لے اگر کسی کو گالی دی ہو تو وہ بھی اپنا عوض ہوا کرے  
اگر کسی کا فرض ہو تو وہ اپنا مطالبہ پیش کرے ماضی میں سے ایک شخص تین درہم کا  
مدعی ہوتا ہر جوعلی الفور ادا کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا حقوق العباد کے متعلق اس طرح کتنا شخص زبانی نہ تھا  
بلکہ عملاً اسے کر کے دکھا دینا تھا کہ جن احکام الہی کو اُنت تک پہنچا یا گیا ہے خود پیغمبر کی  
زندگی انہیں احکام کی کس قدر تابع و مطیع ہے صلی اللہ علیہ وسلم آگاہ و صاحب باور و حکم  
دل چاہتا تھا کہ اس بحث کو اور کھل کر بیان کرنا اپنے آقا اپنے مولیٰ اپنے رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کھٹنے کی سعادت حاصل کرنا لیکن اس وقت چوں کہ کفار و  
مشرکین سے موالات کرنے والوں کی ہدایت منظور ہو اس لئے اصل مضمران کی طرف  
متوجہ ہوتا ہوں اور لیڈران قوم سے نہایت عاجزانہ التماس کرتا ہوں کہ ایک سیاست لفظ  
ہو اور ایک سیاست یورپ دونوں میں فرق آسان و زمین کا ہے سیاست اسلامی زمین  
و زمین و مذہب ہو اور سیاست یورپ سرزمین سرکین و محل۔



عود الی القصد اور مکتبہ کو تماری تحریک نان کو آپریشن اصول اور پکے موافق نہیں کامیابی کا  
یقین دلاتی ہو لیکن یہ کیا ستر ہے کہ تم اسے قییم دینی و مذہبی قرار دے کر سیاست اسلامی  
کو داغدار بنا رہے ہو ملک گیر اعدا داعی الی اللہ کا فرق مٹا رہے ہو وہ اصول جسے ایک  
ملک گیر اپنے دشمن و مقابل کے حق میں روادار مکتبہ کی تم اسے تعلیم قرآن قرار دیتے ہو۔  
فیصلہ کی یہی عابروۃ التماس ہے کہ مسائل کی صورت میں نہ کیجئے شریعت کو یورپ کی  
پالیسی کا مرادف قرار دے کر اپنے انہوں کا کھلونا نہ بنائیے جو کچھ تمہیں کرنا ہو اس کے  
شرق سے کرو روکنے والا کون ہے لیکن خدا کے لئے دین اسلام کو ذبح نہ کرو اپنے عروج  
اور چند روزہ عزت و وجاہت کے لئے قرآن و حدیث میں تحریف نہ کرو اسلامی مسائل  
کو اپنے عرصہ و آؤ کا شکار نہ بناؤ۔

جنگ بدر اور فتح مکہ کے واقعات گزر چکے خلافت فاروقی اور عہد نبوت کے بعض  
حوالہ بھی پیش کئے جا چکے اس پر بھی اگر تمہیں بادشاہت و نبوت میں فرق نہ معلوم ہو  
اور جان کو آپریشن و ترک موالات میں تم فیصلہ نہ کر سکو تو پھر تمہارے ایمان پر انا للہ وانا  
الیہ راجعون تلاوت کرنا چاہیے۔

دوستو خدا کے واسطے اپنی باتوں پر رحم کرو اپنے اعمال قبیحہ احوال کفریہ اور تحریف  
مسائل شرعیہ سے توبہ کرو ایمان کی حقیقت سمجھو اور اس کی قدر پہچانو خدمت اسلام کا عہد  
اسلامت عریقہ یکموشترک مذہبی اور ان کے ہنود پارسی کا جام و لاکب تک پہنچے رہو  
دنیا چند دست آخر کار باخداوند دست۔

ایک اور شبہ کا ازالہ اس جگہ ایک شبہ پیدا ہوا ہے کہ موجودہ تحریکات جب کہ تحت احکام شرعیہ  
نہیں اور وہ امور نہیں ترک موالات کہا جاتا ہے وہ ہرگز داخل موالات نہیں تو پھر ان کی



میاں دج جو یہ تحریک عالم گیر ہو رہی ہے۔

اس شبہ کو دو جواب ہیں ایک کہ محل اور دکن کو کسی قدر متصل بیان کرتا ہوں پہلا  
محل جواب تو یہ ہے کہ اس تحریک میں حکومت و بادشاہت کی پاشنی دی گئی ہے سناؤ کہ  
دینی زندگی اور اسلامی اخلاق سے بیگانہ وشی اور دنیا جی میں غلو و انماک تر تھا ہی اس  
جو حکومت کا سبب بنایا لیڈروں نے دیکھا یا تو سب کے سب اس طرت ٹوٹ پڑے پھر ٹوٹ کو  
بڑوں پر جاہلوں کو عالموں پر فساد کو پر ہیز گاروں پر منہ آسنے اور گایاں لینے کا یہ موقع  
کب ملا تھا خود بینی و خود راکی اور راج کی وکشی ہے جس نے اس تحریک کو عالم گیر بنا رکھا  
ہے اس وقت اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود حکومت ہند نے اپنے انداز مکرانی سے ہندوستانیوں میں  
ایسا مادہ پیدا کر دیا ہے کہ ایک ادنیٰ اشارہ انھیں برا بیٹھ کر دینے کے لئے کفایت کرتا ہے  
تفصیل اس کی یہ ہے۔

حکومت کے عام گلا [حکومت کے لئے یہاں سیاست کا جزیت ضروری ہے وہاں عدالت کا عنصر اس  
بھی زیادہ اہم و ضروری ہے شش کے بعد سے جس طرح کہ کام ہندوستان میں آتے رہے ان کی  
طرز عملداری میں سیاست کا جز اس قدر غالب ہوتا گیا کہ رفتہ رفتہ عدالت کا عنصر معدوم ہو گیا  
ہندوستانی آخر انسان تھے جب ضبط کھلا رہا تو ان سے فریاد کی آوازیں بلند ہونے لگیں  
اسی بزم فساد کا نام کانگریس پٹال ہے۔

فقدان عدالت کی توضیح اس سے ہوتی ہے کہ ہندوستان کی آبادی اگر ترقیم کی جاوے  
تو بہستناں بعض پانچ قسموں پر منقسم ہوگی تعلیم یافتہ لکھنؤ میں مزید پیشہ زمیندار و کاشتکار  
تعلیم پانے والوں کو یہ شکایت رہی کہ طریقہ تعلیم نصاب تعلیم اور میاں و ستان ایسا تباہ کر رہا ہے

کہ یونہی سنہ ۱۸۸۱ء جب ایک انجمن دینی ہے تو اسی کے ساتھ صحت جسمانی و دماغی بھی  
اور اس معائنہ کرنے پر مے جست ہو جاتی ہے دولت کا ایک کثیر حصہ عمر کا بیش بہا زمانہ  
تعلیم کی تدریس جاتا ہے اور پھر علمی قابلیت و استعداد سے ذہن نا آشنا و بیگم نہ رہی رہتا ہے  
علمی یا لکھنؤ خاص و خاصہ کے ساتھ عمر کی پابندی ایک بلا انگیز بند و قید ہے سولہ برس  
سے کم عمر کا ایک شریک نہیں اور جس کی عمر پچیس برس سے متجاوز ہو جائے وہ صنف  
ملازمت کی امید نہ کرے غیر کم کا یہ طریقہ رکھا گیا کہ جو دفاتر کی عمری اور پیشی کے کسی اور  
کام کا جلتے ہی نہ آیا۔

استقامت کی سنتی کی ایک اہل مثال یہ ہے کہ سینٹ ال الہ آباد میں طالب علم  
داخل ہوتا ہے پہلے سوال کا ہر میں لیتا ہے محنت سے متدملن پر ایسا زور پڑتا ہے کہ دفعہ  
پاگ ہو جاتا ہے اسی دیوانگی میں دین روز زندہ رکھ کر مر جاتا ہے اس طرح کا واقعہ مکرر  
ہوتا ہے لیکن یونیورسٹی کا ظالم و خوشخوار دیوتا رحم کی طرف مائل ہوتا نہیں جتنا وہ طلبہ  
جوانی آٹھوں کو رو بیٹھے یا وہ انگریزی خواں جن کا پچھرا از خمی ہو گیا یا جنہیں صنف صنف  
سے گورنگٹائی و نا کامی میں بٹھا دیا ان کا وجود شہر کے ہر محلہ میں موجود ہے تعلیم کو چھپی  
رکنے والے چلاتے ہیں لیکن ان کی آواز کی شنوائی نہیں ہوتی۔

نصاب تعلیم ایسا رکھا جاتا ہے جس کا پڑھنا اور یاد کرنا سہل ہو نہ طریقہ تعلیم میں اشتان  
پیدا کی جاتی ہے جس سے طالب العلم میں صحیح استعداد و قابلیت پیدا ہو نہ نوجیت امتحان میں  
تغیر آتا ہے جس سے ہندوستانیوں کی صحت کو اہل غیب ہو یونیورسٹیوں کا جب یہ بیدار  
ہو تو پھر تعلیم یافتہ جماعت کہیں کیوں لبریز نہ رہے پچیس برس کے اندر جس خوش نصیب نے  
یونیورسٹی کے دست اعدال سے فراغت پائی تو اس نے ملازمت کی سلسلہ دنیا فی شرف

کی رہی تھی خاک میں ملاتے ہوئے جب کسی عہدہ کا تہ و بھنا نصیب ہوا کہ اس حالت میں گزرنے کے لئے کہ نہ پیٹ بھر کر تازہ درخت رساں لباس آفریاد و باوجود ملتی ہے لیکن باوجود انتظام میں ہر دوسرے زیادہ کفایت میں گرتی اس پر کام کا یہ عالم کہ باوجود اس کے کہ عمارتوں کچری میں صرف ہوا پھر بھی ٹھام کے وقت بندہ پا کر گھر پہنچے حالت و راحت کے عوض پرہیز کے سامنے دیدہ و بزمی و دماغ سوزی ہو رہی ہے یہ واقعہ ہے کہ وہ آدمیوں کا کام ایک کو انجام دینا پڑتا ہے اور ایک کی تنخواہ وہ آدمیوں کو ملتی ہے رشوت ستانی اور عامی اخلاق کی جی تنگدستی بنیاد ہے اسی کے ساتھ اس قدر اور شامل کر لیجئے کہ اعلیٰ عہدہ و منصب اور ایسے امتحانات کی سندیں جن سے اعلیٰ عہدہ کا استحقاق ہو ہندستان اور ہندوستانیوں کے لئے ممنوع رہا انصاف شرط ہے کہ ایسی صورت میں ملازم عیشیہ اپنے سینہ میں دست کہاں سے لائے۔

(۵۴) زمینداروں کا یہ حال ہے کہ قانون کی بندش میں اپنے جگر میں لگے ہیں کہ کاشتکاروں سے کچھ ہول نہیں سکتے رعایا پر کہ سر پر چڑھی آتی ہے اس پر تفصیلدار کا نائب تفصیلدار کا دورہ اور بھی زمینداروں کو پیٹنے و آتے ہیں جہاں تفصیل کا دستور نہیں ہے بندہ بست و دام ہے وہاں سر سے بھیج کر زمینداروں کو فتنہ و شکست کر دیا گیا۔

قانون ایسے پر پیچ بنائے کہ کاشتکار زمیندار سے اور زمیندار کاشتکار سے ہر گشتا رہے کھڑوں کی ساری روتی زمینداروں اور کاشتکاروں کے تنازعات کی بدولت ہر اسی تنازع کا نتیجہ ہے کہ کاشتکار راحت و رفاهیت کی زندگی بسر کرتا ہے نہ زمیندار چہاں سکھ سے بیٹھے پاتا ہے اس بے چینی اور بے مزہ زندگی نے زمیندار اور کاشتکار دونوں کو بے دل بنا رکھا ہے۔



علاوہ انہیں روزمرہ کے معاملات میں ہندوستانیوں سے ایسا ذلیل و خوار کر دیا جاتا ہے کہ بدترین حالت میں کرناک میاں ہو جاتا وہ اجنبات جس کی غایت ہم نالہ و ہم چاہے ہو ہے اس میں بھی غلطی کی ایسی ہوتی کہ لغتہ گھوگیر ہو جاتا ریل کا سفر جس میں ہر ایک مسافر کی معیشت مساویا ہوتی ہے اس میں بھی تفریق و توہین کا عمل بکثرت پیش آیا گیا غرض باب و اب قائم رکھنے کے لئے اس افراد سے کام لیا گیا کیونکہ ان کی ہر اداس کا مبلغ دس روپے ہی تھا کہ تمہیں ہندوستانی ہو تو پھر تمہیں قابو بجان ہو کر میری غلامی کر لئے زندہ رہنا چاہیے یہ تسلیم کہ تم نے یونیورسٹی کی سند حاصل کر لی انجینئر بھی ہو آئی سیرٹری کی سائیکلٹ و دیگر ملے سندیں بھی یورپ کی یونیورسٹیوں کو حاصل کر لیں لیکن آخر ہو تو ہندوستانی لہذا اپنے احساسات و حیات کا ہمارے سامنے نام لینا جرم عظیم سمجھو والیان ملک کے ساتھ قطع نظر دیگر حالات صرف ریڈیٹ صاحبوں کے غیرت سوز دھماکے ہی ہر خوشگوری کے منقطع کر دینے کے لئے کافی تھے یہ حالات و واقعات ایسے نہ تھے جو عام بے چینی پیدا کر سکتے تھے۔ جب ضبط کا یا رانہ رہا تو کانگریس میں رزولوشن پاس ہوئے تھے اور ہندو اخبارات اس کی تائید و نشر میں معین و مددگار ہوئے اگرچہ چشم نمائی کا مسئلہ مسلسل جاری رہا لیکن کانگریس کی الپ بڑھتی ہی گئی واقعہ پنجاب سے ذہت بیان تک پہنچی کہ سر نہیں یا سر وہی نہیں۔

مسلمانوں کا مخصوص گھر انکوہرہ بالا لکھنؤ میں بھی نہیں کہ جن میں ہندو اور مسلم دونوں قومیں بحیثیت مساوی فریاد ہی و ماتمی نہیں لیکن مسلمانوں کی افسردگی کے وجہ کہ ان سے مادر راہی ہیں۔  
 (۱) ہندوؤں نے کانگریس قائم کی گورنٹ کا نشانہ اس کے خلاف تھا مسلمانوں نے گورنٹ کا ساتھ دیا اور نہایت زور و قوت سے کانگریس کی مخالفت کی جس کا یہ اثر تھا کہ



کہ جس کا پندال ہمیشہ مسلمانوں سے خالی رکھائی دیا۔

(۱۲) گورنمنٹ نے تحفظ ہندو غیرہ کے نام سے جس قدر قانون وضع کئے ہندوؤں نے مخالفت کی مسلمانوں نے گورنمنٹ کی تائید میں اپنی آوائیں بلند کیں ماسم مسلمانوں کو سمجھا کہ قانون کی سختی سے وہ ڈرے جس کے دل میں چہرہ جو تم عموماً اس سے اپنے کام میں لگ رہو آں را کہ حساب پاک ست از محاسبہ پر پاک۔

(۱۳) گورنمنٹ نے قانون مطابق پاس کیا ہندوؤں نے مخالفت کی مسلمانوں نے یہاں جا تائید ہی کی لیکن ان سارے موافقات و تائیدات کا صلہ یہ تھا کہ اخبارات ان کو بندھے مدیران کے قید ہوئے ضمانتیں ان کی ضبط کی گئیں حقوق ملی میں یہ پس پشت ڈالے گئے (۱۴) ان سب بڑے مسجد کا پنور کا واقعہ ہے جس میں مسلمانوں کی مذہبی توجہ کی گئی مشن صاحب اپنے نام سے ایک شرک بنا نا چاہتے ہیں اس کے دست و دستارہ کے لئے مسلمانوں کی مسجد شہید کر دی جاتی ہے۔

مسلمانان ہند نے اپنی فریاد لندن تک پہنچائی لیکن مشن صاحب کی ضد کچھ ایسی زحمتی جو مسلمانوں کی فریاد کی شنوائی ہوتی یہ معاملہ کس قوم کے ساتھ ہوا اس سے کیا بڑ پیدا کیا اس کے لئے صفحات تاریخ میں سے اس واقعہ کو پڑھ لیجئے۔

جامع مسجد دمشق سے متصل ایک گرجا تھا جس کا نام یوحنا کا گرجا تھا امیر مسادیر کے زمانہ میں یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ گرجا مسجد میں شامل کر لیا جائے ورنہ بارخلافت سے نصیب ہو سب طلب کیا وہ دینی پر امنی منوے ضرورت ملتی دیکھی گئی۔

عبدالملک بن مروان نے اس ضرورت کو اپنے عہد میں پورا کرنا چاہا اور خواست کے ساتھ رقم کثیر بھی ان کے سامنے پیش کی لیکن عیسائی پھر بھی راضی نہ ہوئے ضرورت

منہی کر دی گئی۔

بالنہ ولید کا آیا اس نے بھی نہ خطیر پیش کیا اور اگر جاسیائیوں سے طلب کیا  
لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوئے ولید نے غصہ میں جھلا کر کہا کہ اگر نہ ورے لوں تو کیا کرو  
میں نے بولے کہ جو شخص اگر با توڑ تائب وہ پاگل یا کوڑھی ہو جائے اب ولید کا غصہ بھر دیا  
خیال کرو کہ کہیں لوگوں میں یہ وہم عقیدہ کا مرتبہ نہ حاصل کرے خود ہی ولید نے کڑا لے کر  
گرجا کی دیواروں پر شریعہ کر دی جیسا کہ اپنا سامنے کر رہ گئے اور اگر جاسیائیوں نے مسجد ہو گیا۔  
جب زمانہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا آیا جاسیائیوں نے اعتقاد دار کیا کہ ہمارا اگر جاسیائی  
نہر پہنچتی تھیں کہ شال مسجد کر دیا گیا ہے تحقیقات ہوئی واقعہ صحیح ثابت ہوا حکم ہوا کہ ان  
مسجد مسجد کا توڑ کر جاسیائیوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

مسلمان بیتاب ہوئے کہ جس زمین پر برسوں اذان پکاری نمازیں پڑھیں اب وہ  
بھر کر جاسیائی بن جاتی ہے لیکن بیتاب ہو کر کیا کر سکتے تھے جب کہ امیر المومنین کا حکم نافذ  
ہو چکا تھا آخر انیس جاسیائیوں کی خوشامدیں کیں اور غوطہ کے کل گرجے جو مسلمانوں کے  
قبضہ میں تھے وہ سب جاسیائیوں کو دیئے تب جاسیائی راضی ہوئے اور مسجد قائم رہی۔  
مسلمانوں نے گرجے کو اپنی مسجد کی طرح دستوری بنائی تھی جیسا کہ مسجد کو اسلامی مسجد  
کر لیا تھا اس سے زمین کی صفائی اور پاکیزگی میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں آتا تھا مگر صرف اس  
خیال سے کہ جاسیائیوں پر زبردستی نہ ہونے پائے و بباد شاہوں نے اپنی خوشگاری طلب کیا  
ابھیگ ہوتا پسند کیا لیکن جاسیائیوں کی دل آزاری و فساد رکھتی ولید نے بیشک قبضہ کر لیا  
لیکن نتیجہ ان کے سوا کلام کا تھا جس سے اعتقاد کا خطرہ تھا لیکن جب زمانہ عمر بن عبد العزیز  
کا آیا تو نہایت فیاضی سے جاسیائیوں کے حق میں فیصلہ صادر کیا گیا مسلمانوں اور ان کے حامی

اس واقعہ کی طرف نظر کریں اور دیکھیں کہ وہ قوم جس کی مسجد شہید کی جاتی ہے اس نے اپنے  
 ایام سلطنت میں جیسا یوں کیا تھا اور آج اس کے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ اگر کسی قوم  
 مسلمانوں کی قوم بھی طاقت و قوت رکھتی تھی ایک وہ نہایت ہی تھا کہ سارا یورپ اس کے  
 چشم و ابرو کے اشارہ پر چلنے کے لئے کمر بستہ و آمادہ تھا بہت بڑی جیسیاؤں کی آبادی  
 مسلمانوں کی رعایا بن کر صدیوں تک زندگی بسر کرتی رہی ہے آج اس قوم کے بے شمار  
 احزانوں کا اگر عرض آپ ادا نہیں کر سکتے تو کم از کم اسے تھوڑی دقت سہجہ بنائیے۔  
 بیشک مسٹن روڈ بن کر تیار ہو گئی اور مسٹن صاحب کو اس کی خوشی بھی ہوئی کہ ان کے  
 نام کی ایک شہرک یادگار رہی لیکن یہ یاد رہے کہ اس شہرک کا نام بے شک باقی ہے  
 شہید مسجد ہر اس شہرک کے گزرنے والے کو آپ کی بیدار اور اپنی مطلوبیت و شہادت  
 یاد دلاتی رہے گی۔

حیف صد حیف شہرک کی وسعت دیکھی گئی لیکن مسلمانوں کی تنگ دلی کا لحاظ نہ کیا  
 گیا سو شہرکیں تنگ ہوں لیکن رعایا کا دل جب کشادہ ہے تو کیا مضائقہ۔  
 شہرک پیچ و پیچ خم و درخم ہو مگر رعایا کے قلوب در و باطل راست و منقرب ہوں لطف  
 حکومت و فرمان روائی ہے آپ نے شہرک بید می بنائی لیکن قلوب منحرف ہو گئے آپ اپنے  
 شہرک میں وسعت پیدا کی لیکن قلوب تنگ ہو گئے۔

اس واقعہ نے مسلمانوں کو بہت ہی یابوس کر دیا تھا لیکن پھر بھی ضبط و تحمل سے کام  
 لیتے رہے فتنہ و فساد مسلمانوں کی سرشت نہیں اس لئے خون کا گھونٹ پی کر رہ گئے اگرچہ  
 مسلمانوں کے لیڈر جو معاملہ مسجد کان پور میں سرگرم کار تھے کسی نفعی و دنیا دار سے متاثر ہو کر  
 اس کا ایک مخالف آئینہ صورت بنام مجلس ایسی پیش کر دی کہ عوام یہ سمجھے کہ مسجد کا حصہ نقصان



رہ گیا اور سب کچھ صواب کی منہ پوری ہو گئی۔

قیہیہ اگر صیغے گئے اور اس مشرت میں بڑی شاندار کارڈن پارٹی مسلمانوں کی طرف سے آباد کی گئی عالم صواب فتوے دے کر انگریزوں کے منظور نظر ہوئے اور جنہیں صواب اسی ہزار کی تیلی سے کر کا صیاب واپس ہو گئے انوس اس کا ہے کہ عالم صواب کو جو ایک کچھ شاہیاش مشن صواب کی جناب سے اور کچھ نصیب ہوا لیکن اصل حقیقت کب تک چھپی رہتی آتے مسلمانوں پر مکمل کر رہی۔

(۵) افسردہ پڑھ کر دینے والے واقعات ہندوستان میں رہ رہتے جو خلافت کے متعلق لاکھ بچاؤ وزیر گلستان نے اپنا فیصلہ شائع کیا اس فیصلے نے کھلے لفظوں میں یہ بتا دیا کہ نہ صرف ہندوستان کے مسلمان بلکہ پوری قوم مسلم خواہ وہ کسی سر زمین یا بستی ہو وزیر گلستان کے خیال میں ایک سرور لاش جو جسے پوند خاک کر دینا چاہتے ہیں مسئلہ خلافت مسلمانوں کی جیالی کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ آن کی یہی نہ ہی ذمہ داری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ اس کی کچھ تفصیل کر دی جائے تاکہ عالم اسلامی کے نہ مٹنے والے اضطراب کی حقیقی علت معلوم ہو جائے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو حق سبحانہ نے قائم البینین فرما کر ہمیشہ کے لئے نبوت کا دروازہ بند فرما دیا اب محال قلمی ہے کہ کوئی دوسرا نبی یا رسول ہو ہی طرح شریعت محمدی کو قائم الشرائع اور ہر پہلو سے کامل و تمام فرما کر اس سے آگاہ کر دیا کہ قیامت تک یہی شریعت قائم رہے گی کسی نئی شریعت کا نزول نہ ہو گا۔

ہم ایک ایسی شریعت جسے قیامت تک دنیا میں قائم رکھنا تھا اس کے لئے اس کی ضرورت تھی کہ اس خاکدان عالم میں جہاں فرزند آدم بستے ہیں نہ کہ ملک و فرشتہ



اس کی مخالفت اس طرح کی جائے کہ مذہب کا بار و سیاست سے قوی کر دیا جائے۔  
 یہ ایک حقیقت واقعی ہے کہ جو مذہب اپنی مخالفت میں کر سکتا یا اپنی مامون زندگی  
 کے لئے طاقت روا نہیں رکھتا اس کا وجود محالات عادیہ میں سے ہے ایسا مذہب قلیل  
 خیال سے زیادہ مرتبہ میں رکھتا۔ وہ ہاتھ جس میں اخلاق حسنہ کی کتاب پر محفوظ و قائم  
 اسی وقت ہو گا جب کہ دوسرے ہاتھ میں خوشبو کی شیشی بھی نظر آ رہی ہو مذہب اسلام  
 پاکیزہ سے پاکیزہ تر اخلاق کی ہیں تعلیم بھی دیتا ہے اور پھر ارتکاب جرائم پر حدود و جزا  
 سے سد باب عصیاں بھی کرتا ہے اس کی تبلیغ کیے ہیں دیار یمین و انسان یمینہ و بیرون  
 بن کر حمایت و حفاظت میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں قلب سلیم کے لئے تذکیر و موعظہ ہے  
 اور عقیدہ میں داعیہ کے لئے تیغ جوہر دار ہے

اَلْکَمِیْکُوْنِیْدُ اَلْاَمْرَیْنِ

یا ر ما ایں دار دو آں نینر ہم

اسلام کے محفوظ و مامون رہنے کے لئے تین اصول قرار دیئے گئے پہلا اصل  
 یہ تھا کہ مسلمانوں کا کوئی مرکز ہونا چاہیے دوسرا اصل یہ تھا کہ مرکزی مقام کا ایک امیر  
 ہونا چاہیے تیسرا اصل یہ تھا کہ مرکزی مقام پر ایسی قوت مجتمع رہے کہ کوئی بداندیش  
 نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرأت بھی نہ کرے۔

حریم شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زاد ہما شہ شرفاً و تعظیماً مرکز اسلام قرار  
 پائے جزیرۃ العرب کے شمول سے مرکزی مقام کا ہستغفا تصرف اختیار سے پورا کر دیا  
 گیا ذات مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام مرکزی کے امیر اور مسلمانوں کے ولی  
 کما جتوں کا ماوا و ملجاء سارے کلمہ گو مسلمان مرکزی مقام اور امیر مرکز کے خادم و مطیع

قرار پائے۔

کتبِ اُعدیث و سیر کے جاننے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ شریعت کی روشنی  
اسی ذاتِ پاک سے تھی تزکیہ نفس اسی روح پرورد کے انعامِ قدسیہ سے تمام میدانِ جنگ  
میں وہ سپہ سالار تھا انتظاماتِ مملکت میں ایک بڑا مدبر سلطان تھا نزاعاتِ باہمی و مناقشات  
کے فیصلہ میں ایک بے نظیر حاکم عادل تھا۔

غرض کہ مسلمانوں کی کوئی ضرورت و حاجت ایسی نہ تھی جس میں بجز اپنے پیغمبر کے  
کسی اور طرف وہ متوجہ ہوتے جب یہ مجمعِ الانوارِ عظمہ ختم ہو گیا اور پیغمبر نے اپنی امت سے  
پردہ کیا تو تعلیم گاہِ نبوت کے ارشد تلامذہ یعنی خلفاءِ اربعہ کا زمانہِ نوبت بہ نوبت اسی  
جامعیت کے ساتھ اُفت محمدی کی نگہبانی کرتا رہا۔

اں جب بنو امیہ کا عہد آیا تو اُس وقت بارگاہِ خلافت میں یہ جامعیت باقی نہ رہی  
معاشرِ غلیظ کی بارگاہ میں لے جاتا معاہدہ اہل بیت کے آستانوں پر حاضر کرتا تھا اور  
مسائلِ مشرعیہ کے لئے محدثین و فقہاء کا معلقہ درس تھا۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلیفۃ المسلمین کی اطاعت و خدمت اُس وقت  
اسی اللہ دین و عامۃ المسلمین نے اپنے اوپر واجب ہی سمجھی جس وقت کہ بارگاہِ خلافت  
جامعیت میں چلی تھی اُس کے وجود و دلائل جیسے دیکھنے کا شوق ہو وہ فقیر کا مالِ الہی  
مطالعہ کرے اس مقام پر محض سلسلہ سخن قائم کرنے کے لئے اس قدر کمدینا ضرور تھا کہ  
وہ تشریفِ اسلامی جس کے سایہ میں بیٹھ کر علماءِ فہم و حدیث کا درس دیتے صوفیہ تزکیہ  
نفس و صفائے باطن کی تعلیم فرماتے اُس کا قایم و باقی رکھنا جمیع مسلمانانِ عالم پر  
فرضِ کفایہ ہے۔

سلطنت ترکی اس وقت تک مسلمانان عالم کی طرف سے ان کے سامنے نہیں  
 پہنچا دیں گے ادا کرتی تھی مرکزی مقام میں کی خدمت فرض کفایہ ہے سلطنت  
 ترکی نے اسے اپنے ذمہ لے لیا تھا ساری دنیا اپنے تصرف و ایوان بارخ و بارخ کی تعمیر  
 زمین میں مصروف تھی لیکن سلطنت عثمانیہ کا تاجدار بیت اللہ و بیتہ الرسول کی خدمت  
 میں مشغول تھا۔

حریم شریفین کا انتظام ان مقامات کی تحمیل و تزئین قرار دیا گیا کہ ان کے  
 امور دین و دنیا میں دین تین کی خدمت حکام سیاسی انتظامی کا تقرر و تقرر و تقرر  
 سلطان سے ادا ہوتا رہا خلاف خانہ کعبہ کی تیاری اور اس سنت رسول کے قائم رکھنے کی  
 سعادت اسی منصب ہوتی رہی خلیفۃ المسیح نے اس میں کبھی کوتاہی کی نہ کبھی مسلمانوں کی طرف  
 استمداد کا ہاتھ بڑھایا ان کے مال و دولت کو اس نے انھیں کے لئے چھوڑ دیا تھا اس میں  
 خدمت حریم شریفین فرض کفایہ ہو اسی طرح اس کی محافظت بھی فرض کفایہ ہے  
 اس وقت کہ خلافت عثمانیہ کو چھ صدیاں گزر چکی ہیں کوئی بتائے کہ بھگت علیہ السلام کے  
 گھر نے مرکزی مقام کی حفاظت میں اپنا خون بیدریغ بنایا ہے خلیفۃ المسیح نے حفاظت  
 کی خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مسلمانان عالم کو اس فرض سے ایسا شکر و شکر و شکر کے  
 لئے راحت رساں رکازوں میں عیش کی فرصت تھی لیکن اس کے لئے میدان جنگ تھا  
 دشمنوں کا مقابلہ فریضہ اقربا یا رواجاب ذن و قرۃ ند کے اجتماعی معاشرت سے ہم ملکت  
 لیتے رہے لیکن روضہ کی راہیں اپنا گھانا کٹا کر اپنے بچوں کو میثم بڑھو لیا کہ جوہر بناتے  
 نوجوان والدین کو داغ مفارقت دے جاتے ہم راتوں کو گنگو لیٹے سوئے تھے لیکن  
 انھیں توپوں کی گرج اور ہندوؤں کی سہنگ آوازوں کے ساتھ اعزاء و احباب کے گھٹا



اور دم توڑنے کی حد تک سے ملت نہ تھی، ہم نرم بستر اور گرم کھانے میں لپٹ کر  
دست کے مزے لوٹتے لیکن وہ نئے کہ خاک و خون میں برابر ترپتے رہتے چھ سو برس  
سے خلافت عثمانیہ مسلمانوں کے گونا گوں خدمات اسلامیہ کی ضامن و کفیل تھی۔

یہ یاد و فرح کی پیسا لاری لوہا بھاد کی علم برداری و فادہ حجاج کے کھانے کا  
استقامت و تقاہی حجاج کے پانی کی سیل یہ جملہ امور بارگاہ خلافت ہی سے سرانجام پاتے  
تھے آج اس کی ہستی فنا کر دی گئی مسلمانوں کا ایں محسن مٹا دیا گیا آستانہ نبوت کے خادم کا  
محکمہ کمنٹ دیا گیا پھر مسلمان بے بین ہوں تو کیا ہوں۔

کسی کا بگڑ بگڑ کر دیا جائے قلب پاش پاش کر دیا جائے جسم ریزہ ریزہ کر دیا  
جائے اور پھر اس سے یہ پوچھا جائے کہ تو تڑپتا کیوں ہے یہ عجیب پر حمانہ اور حیرت انگیز طرز کا کام ہے۔  
فرض کریں کہ اس وقت مسلمان بے حیائی اور میدردی کے مجسمہ بن جائیں اور  
سب کسب خاموش و ساکت ہو جائیں تو اس سے صورت واقعہ اور نفس مثلاً کیوں کر  
ہل جائے گا اگر فخر و دانش کو کین و فیر و گلے پر مل دی جائے اور پھر دار وے بیہوشی  
نکل کر کوئی دہر شس کر دیا جائے اس کے بعد اُس کا گلا کاٹ دیا جائے سر تن سے  
جدا کر دیا جائے تو بیشک مقتول نہ وادیا کرے گا نہ تڑپے گا لیکن اُس کے سر بڑھ  
ہونے سے انکار کیوں کر کیا جائے گا۔

یہ مسئلہ الہی کہ چکا ہوں کہ مقامات مقدسہ کی خدمت اور حفاظت دونوں مسلمانوں پر  
فرض کفایہ ہے جب اُس کا خادم و محافظ نہ رہا تو یہ فرض اب سارے مسلمانان عالم کی  
گردن پر ہے جب تک وہ اسے انجام نہ دیں گے اس فرض کا مطالبہ برابر ان سے  
متعلق ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ لیت و لعل اور تن آسانی و تن پرداری کے اعذار ہمارے



پیش کر کے اس فرض سے منکسر ہو جائیں۔

یہ مسئلہ بالکل قطعی ہے کہ نصب امام امت پر عذاب و شرف نظام میں تو واجب ہے مگر اختلاف پایا جاتا ہے لیکن نصب امام کے واجب ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں رہی  
وقت دفاعی اس کا ہر وقت موجود رکھنا فرض ہے اس سے تو کسی کو بھی اختلاف نہیں۔  
اسی جگہ ایک اور مسئلہ بھی سمجھ لیجئے خلافت بمعنی نیابت نبی جیسے امامت کبریٰ کہتے  
ہیں بعد امام حسن علیہ السلام حضرت عمر بن عبدالعزیز میں پائی گئی ان نفوس قدسیہ کے سرا  
جس قدر خلفا بنو امیہ یا بنو عباس میں گزرے ان میں سے کسی کی بھی خلافت امامت کبریٰ  
کے معنی میں نہ تھی یہ سب اسلام کے قوت و قوامی تھی انھیں غلیفہ پر کہا جاتا تھا اور ان کی امت  
بوضوری سمجھی جاتی تھی وہ محض اسی وجہ سے کہ شریعت اسلامی کے یہ محافظ تھے اور درجین  
کے خادم مرکزی مقام کی سیادت اور خدمت و حفاظت ان سے متعلق تھی جب خلفائے  
بنیہ کا عہد تمام ہو گیا اور یہ نعمت باسعادت خاندان عثمان میں آئی تو اب مسلمانوں  
ان کی اطاعت واجب ہوئی یہ مسئلہ تو اجتہادی ہے نہ اس میں ظن و افعال کی گنجائش  
ہے بلکہ یہ قطعی و یقینی اور ضروریات دین میں سے ہے کہ مسلمانوں پر حرجین شریفین کی امت  
فرض ہو اور ایسی قوت کا قیام رکھنا جو احکام اسلام کو ان مقامات مطہرہ سے دفع کر سکے  
یہ بھی فرض ہے اس سے انکار کرنے والے کا وہی حکم جو فرضیت نماز کے منکر کا منکر ہے  
خلافت عثمانیہ بمعنی امامت کبریٰ نہ سہی لیکن قوت و قیام ہونے میں کے مجال دم زدگی  
جنگ پورنے جب کہ اسلام کی قوت و قوامی کو فنا کر دیا تو اب مسلمانوں پر یہ فرض  
ہو گیا کہ اس قوت کو وہ پیدا کریں لگھٹان کے وزیر اعظم اور اس کے عوارض کو یہ ہرگز  
بولنا چاہیے کہ یہ وہ فرض ہی جو ادا ہو کر رہے گا۔

یہ ایسا فرض نہیں ہو کسی خاص غلط پر ہے والے مسلمانوں ہی کا فرض ہو رہے ہیں  
 تو وہی سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر کے یہ تحریک عام عالم اسلامی میں پیدا کر دی کہ ہر  
 مسلمان جہاں کہیں بھی رہے اس فرض کے ادائیگی کے لئے آمادہ ہو جائے ۔

۱۷۔ انجام سو خواہ موجودہ نسل مسلمانوں کی اسے انجام دے یا قادیان کی کسی اور  
 قوم کو ، اگر وہ اسلام میں لاکھوں خدمت کی سعادت بخشی یا آئندہ آنے والی نسل اس  
 برکت کی حاصل کرنے والی ہو یہ ایسا فرض نہیں ہے مسلمان بھول جائیں یا ان کا رب  
 انہیں بھولے وہ لائے برابر یہی دل کا غار ہر اس کی ٹہیں اُس وقت تک بیتاب  
 رکھے گی جب تک یہ کاٹنا عمل نہ جائے ۔

۱۸۔ مسلمانوں کے نہ رہنے انہیں یہ بتایا ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان  
 کو باقی قتل کرے گا تو یہ ایک یا گناہ ہو گا کہ اس سے بڑا گناہ صرف کفر ہی ہے لیکن  
 یہی قتل جب کہ اس وجہ سے عمل میں آئے کہ کسی قوم کا فر کا غلبہ مقصود ہو اور مسلمانوں  
 کے مقبوضات کو محرومات کفار میں شامل کرنا منظور ہو تو یہ نہ صرف گناہ ہے بلکہ کفر ہی  
 ایک مسلمان جب کہ کسی مسلمان کی زمین لے لے یا اُس کے ملک پر فوج کشی کرے تو یہ  
 جرم عظیم ہے لیکن مسلمان سے چھین کر کا فر کو متصرف کر دینا نہ صرف ایک مسلمان کی  
 حق تلفی ہے بلکہ حقوق مذہب کا اٹلاف اور اسلام کے تصرف سے نکالنا ہے یہ دین کا  
 ایسا سچا اور کراہی مسئلہ ہے جس کا صریح دین حکم کا کام پاک میں موجود ہے لیکن سلطنت  
 برطانیہ جب کہ مخالفت سے برسرِ جنگ ہوئی تو مسلمانوں سے روپیہ قرض کے نام سے  
 لیا انہیں فوج میں بھرتی کیا اور مقامات ملکہ میں لے جا کر اس پاک سرزمین کو وہاں لائے  
 باشندوں کو جو مخالفت کے جاں نثار تھے ان کے ہاتھوں سے قتل کر دیا گیا ۔

مسلمانان ہند جو مسلمان افسان کے فکرو پر رہتے ہیں اگر ان سے یہ پوچھا جائے  
 کہ ان کی جماعت مقامات متعدد پر جنگ کے لئے نہیں جاتی تو برطانیہ کے تاج و تخت  
 میں کیا کمی آجاتی لیکن انھیں مردہ قوم سمجھ کر ان سے صریح حربہ کے خلاف تمیز کرانی  
 گئی یہ اندوہناک غم ہر ذمی فہم کے دل پر رہا۔

(۷) اسطنت برطانیہ کے فتح کی خبر پر انہیں جشن منانے پر سلطان بھی مجبور ہو کر بعض  
 حال سرکاری نے اپنی اظہار کار گزار دی گئے مسلمانوں کو ایسا مجبور کیا کہ کمی کے  
 چیلنج جلدائے درگاہوں پر چادریں پڑھائیں اور وہ یہ انھیں مصیبت زدوں سے لیا  
 اخبارات میں یہ واقعات آتے رہے لیکن کسی افسر اعلیٰ نے یہ نہ بوجھا کہ تو نے کیا کیا اور  
 کیوں کیا۔

رعایا بادشاہ کی خوشی سے خوش ضرور ہوگی بشرطیکہ نہ جیسے قصاص نہ ہو  
 یہ خوشی ایسی تھی کہ مسلمانوں کے لئے انتہائی بزم ماتم کا دن تھا رعایا ہونے کی حیثیت  
 سے اگر انھوں نے نالہ و شہین نہیں کیا تو ثبوت و فاداری کے لئے یہی بہت کافی تھا  
 لیکن انھیں صیش و طرب پر مجبور کرنا شاعروں سے قصائد کہوا کر ذہنی دلوں پر چنگ چھڑکانا  
 تھا اہل درد و تڑپ کر رہ گئے۔

(۸) یورپ نے اس جنگ کو حرب صلیبی قرار دیا فیصلہ جنگ کرتے ہوئے ترکوں پر  
 ایسے اقسامات و الزامات عائد کئے جس سے سخت توہین مسلمانوں کے مذہبی گروہ کی پہلی  
 ہمارے مسلمانوں کے دلوں پر اور بھی چوٹ لگی۔

(۹) اگر دوران جنگ کے سارے واقعات ایک قلم میں اور لائق جامع کا تلخ جواب  
 بعد مواہید میں دوسرے قلم میں رکھا جائے تو بھی دوسرا قلم بھاری رہے گا جس حقیقت کے



فراموش کیوں کر کیا جائے کہ ایک انسان اپنے قلب و دماغ کو سچا اور نرٹھ ثابت کرنے کے لیے ہر کچھ کر سکتا ہے ایام جنگ میں وزیر اعلیٰ نے مقامات مقدسہ کے متعلق وہ سب کہہ گیا پھر ان کو عید کی اس طرح نگرار کی گئی کہ اس سے زیادہ نگرار کسی سلطنت کے ذمہ دار نے کبھی نہیں کی ہے لیکن جنگ کے بعد جھگڑا رخ کلیات کے لئے اٹھ رہا ہے اس طرح اتحادیوں نے خلافت کے محکومے اپنی سلطنتوں میں سپرد کر کے اس سے جو کچھ اضطراب اور لوازم اضطراب نہ پیدا ہو جائیں وہی تعجب ہو۔

اُن کو عید کے علاوہ جو لندن سے پیام و زرا بن کر آئے خود ہندوستان کے سادے فخر دار افسروں نے ہر جگہ مسلمانوں کا جمع کیا اور یقین دلایا کہ اس وقت لڑائی ہو پڑی ہے جب ختم ہو جائے گی تو فیصلہ کے وقت خلافت کا اقتدار اور اس کی قوت علی مالک برتر اور کئی جائے گی لیکن آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ ناقابل فراموش میرٹھی دے اعتمادی کی خود اپنی نظیر ہے۔

وزیر اعلیٰ کا یہ کہنا کہ مقدمات خلافت جب کہ فاسخ نامہ حیثیت سے حاصل کے لئے تو پھر ان کی واپسی کیوں کی جائے یہ عجیب طرز استدلال ہے۔

کیا مسلمانان ہند سے جو وعدہ ہوا تھا اُس کا ایفا اُس وقت ہوتا جب کہ ترک مالک قنوج سے منسوب و ہریت خورد و قوم کا قاتل و منصور کو ملک واپس کر دینا ایسی عجیب غریبے دماغ وزارت ہی سمجھ سکتا ہے۔

تخلّف وعدے کی ایک وجہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ اس جنگ میں دیگر دول بڑے ہی شریک و شامل تھے و ملت قہاریہ کے حصے ہر ایک کی قسمت میں آئے ہیں شریک ہیں سے کوئی بھی جب کہ واپسی پر رضی نہیں تو پھر میں ایسا حصہ کیوں واپس کر دوں۔



اس کے جواب میں یہ بحث فضول ہو کہ وہ اتحاد کیا ہے لیکن اس تنازعہ کی اجازت  
دیجئے کہ وعدہ تو آپ کا اور آپ کے ہم قوم حکموں کا تھا نہ کہ دوسرے فرانس کے  
دفعہ کا ان کے وعدہ بھی آپ ہی کی زبان سے ہم تک پہنچے تھے آپ اپنا وعدہ وفا  
کریں دوسروں سے آپ کو کیا غرض۔

لائدیابرج اس سوال کی اجازت دیجئے کہ ہندوستانیوں سے روپیہ لینے کی تہ  
کیا تھا یا دیگر دول پر دیکھ کے سامنے پیش کیا تھا ہندوستانی آپ کے محکمہ کو آپ کی  
طرف سے گلا گٹانے گئے تھے یا فرانس دوس کے ہمدرد بن کر فرانس کا وہیں نہیں تھے  
اس پر فتن زمانے میں مسلمانان ہند کی خاموش اطاعت نے آپ کے محرمہ و غیو  
ہند کو آپ کے قبضہ میں برقرار رکھا یا اس اطاعت گزاروں سے فرانس دوس کا کوئی ملک  
محفوظ رکھا گیا۔

اگر ان سبے ناشعاریوں کا یہی صلہ ہے کہ سات کروڑ مسلمانوں کی مود باق اور بیٹا  
التماس اس طرح قدموں سے ٹھکرا دی جائے تو پھر اس ہنگامہ کی ذمہ داری آپ پہ ہے  
نہ کہ کسی اور پر۔

آخر میں اس سوال کی اجازت اور چاہتا ہوں کہ اس وقت تو غلامت کے اہل  
جرم میں باہم تقسیم کر لئے گئے کہ سلطنت عثمانیہ نے میدان جنگ میں اپنے کو ہمیشہ  
شال و شریک کیا لیکن اہل مصر کب آپ کے ہر سہریکا رہوئے تھے جو ان پر برسوں آپ کی  
نوازش رہی اور آج بھی کرم کا یا دل ان سے نہیں چٹا۔

جزیرہ قبرص پر قبضہ کس جرم میں کیا گیا اس وقت کس نے آپے جنگ کی تھی  
اس بزمیرہ کو آپ نے اپنے سب غلامت میں داخل کر لیا۔

یونان نے سرکشی دشمن چٹنی کی غازی ادھم پاشا نے عسلی پر جا کر اسلام کا دانی  
جسٹ الصب کر دیا اس وقت کون تھا جو یونان کا دست و بازو بنا جس نے ترکوں کو فتح  
کے ہوئے خاک سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔

علم بردارانِ ثلاثہ نتائج البقا کا مسئلہ ہی حکم دیتا ہے کہ قوی کی ہستی ضعیف کو  
مٹنے سے قائم رہی مسلمانوں کو توبہ و تہا پرستی کی طاقت و قوت کی قدر نہ جانی آخر کمزور  
دانا توں ہو کر توبہ و ہجرت و بصارت ہو گئے یہ اپنی شامت اعمال اور سوء اعتقاد کا نتیجہ  
ہے جو سامنے ہی لیکن تم یہ دھمت کیوں اٹھاتے ہو جو اپنے فیصلہ کو اخلاق و انصاف  
کا مسئلہ ثابت کرنا چاہتے ہو۔

اضطراب و بے چینی کے ایسے واقعات جو بہت ہی اعلیٰ و درخشاں ہیں انھیں میں نے  
اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے اب گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ رد عایا کی بے چینی جس طرح  
چاہے دفع کرے مسلمانوں کے مذہب کا یہ نہایت سچا اور مستحکم مسئلہ ہے کہ مسلمان ہر اس حصہ  
زمین پر آباد ہو سکتا ہے جہاں ارکان دینی میں مزارعت نہ کی جائے لیکن مرکزی مقام کا  
کسی کے نظر تو تم پر چھوڑ دینا مسلمانوں کے لئے ایک ایسا گناہ عظیم ہے کہ جس کا کچھ کفارہ نہیں  
اس جگہ کے لئے صرف اسی قدر کافی نہیں کہ ہم وہاں ارکان مذہبی بآزادی ادا  
کرتے ہیں بلکہ اس کو اس حیثیت میں ہونا چاہیے کہ اگر بالفرض کوئی طاقت اس مقام پر  
مانع و مزاحم بھی ہونا چاہے تو مزارعت اس کے محیط و وسعت و امکان سے خارج ہو  
مرکزی مقام پر مسلمانوں کی ایسی قوت ہر وقت مجتمع و مہیا رہنا چاہیے کہ دینی و مذہبی  
ارکان کی تعمیل پر وہ قوت ہوتی ہو نہ کہ کسی کی عنایت و رعایت کے طفیل میں گورنمنٹ  
کے سامنے اضطراب کی ہتھی اور صحیح تصویر پیش کرنے کے بعد مسلمانان ہند سے گزارش ہو

کہ لفظ مولات کی تحقیق دستیغ جو کچھ بیان کی گئی اس سے ہر شخص بجائے خود قیصر ہے  
مکہ وہ کون سے تعلقات دروابطہ ہیں جنہیں گورنمنٹ سے جو ملا وہ کافر ہونے کے  
فریق محارب بھی ہے) پیدا کرنا یا باقی رکھنا جائز ہے اور کون سے تعلقات کا قطع کرنا  
واجب۔

مقاطعہ کی تحقیق بھی گزری ہوئی بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت کر دیا گیا کہ مقاطعہ  
ہرگز داخل مولات نہیں اس لیے فریق محارب کے ساتھ جو غارت گریہ نہ صرف تھے مسلمانوں کی  
عمرہ و حج ادا کرنے سے منع آتے تھے بیت اللہ کو منہم غارت بنائے ہوئے تھے جب کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقاطعہ بخاری نہ رکھا اور محل مقاطعہ سے ان پر تبلیہ پائے  
کوشش نہ فرمائی تو اب کسی کا یہ کہنا کہ یہ قرآن کا حکم ہے اور مقاطعہ فرض ہے کھلی بیہوشی ہے۔  
جہاد کا فرض ہو جانا لکھا جاتا ہے کہ اس وقت جب کہ جہاد بائیں کی طاقت مسلمانوں میں نہیں تو وہ غیر  
جو مسلمانوں کو دشمن اسلام پر غلبہ عطا کرے وہ قائم مقام جہاد کے ہوگی اور وہ نہیں ہے  
مگر خاموش مقابلہ دشمن سے مقابلہ کے وقت بہت سے مسائل کی صورت متغیر ہو جاتی ہے  
مثلاً جاسوسی اخلاقا و شرعاً مذموم ہے لیکن فریق محارب کے مقابلہ میں جاسوس مقرر کرنا ان  
مراڑ و مخفیات کا پتہ لگانا مستحسن ضروریات جنگ میں سے ہے۔

فریق محارب پر جہاد محاصرہ یا مقابلہ غلہ اور پانی نہک بند کر دینا جب کہ جائز ہے  
تو اس وقت انگریزوں سے مسلمانان ہند کا جو مقابلہ ہو گیا ہے اگر وہ چیزیں جو جہاد میں  
جائز تھیں اس مقاومت معمول کی حالت میں جو قائم مقام جہاد پر جائز تھیں جائیں تو کیا  
مذکور شرعی لازم آتا ہے علی الخصوص ایسی حالت میں جب کہ ہم حکومت سے دست و گریبان نہیں  
ہوتے بلکہ نہایت خاموشی و سکون سے اپنے ہر طرح کے تعلقات ان سے منقطع کر رہے ہیں



اس انتطیع کا لازم نتیجہ یہ ہو گا کہ حکومت اپنے دین کا رخ کرے اور گھر چھوٹ کر نہ رہیں  
 وہ جسے اس وقت دو قاعدے حاصل ہوں گے ایک تو حکومت ہند خود مختار ہو کر  
 مروجہ ماحصل کرے گی دوسرے مسلمانوں کا بڑا صرف دنیا سے اگر دین نہ ہو گا تو کمزور ضرور  
 ہو جائے گا لہذا مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ انتطیع کھلی کر لیں۔

اس کے جواب میں خیر نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ سوال جو از و عدم جواز کا نہیں  
 بلکہ فائدہ آپ کے اس ادعائے ہے کہ آنجناب کی تحریکات کی تعمیل مسلمانان ہند پر فرض ہے یا نہ  
 جو شخص مال و فکر کرے یا اصلاح و ترمیم پیش کرے وہ مرتکب حرام دائرہ اسلام سے خارج  
 اور پختہ نہ ہوتا ہے۔

یہ دن قوم پیشک یہ دین کا مسئلہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ مشر اور نہیں جو وہ اپنی ہستی کو  
 مضبوط بنا کر رکھیں پیشک اصول زندگی مسلمانوں کو ایسا قرار دیتا چاہیے کہ دیگر  
 اقوام ان کی طرف محتاج ہوں نہ کہ یہ دوسروں کے دست نگر ہوں یہ ایسی بدیہی باتیں ہیں  
 جن سے کسی کو کسی وقت انکار نہیں لیکن تقویٰ و حصول غلبہ کی جو صورتیں آپ پیش فرما رہے  
 ہیں وہ مسئلہ شرعی نہیں ہیں بلکہ وہ آپ کی رائے ہے۔

لایتنہ فی الباب یہ کہ سمجھئے کہ آپ کی رائے ایک مسئلہ شرعی کی تائید میں ہے لیکن  
 اپنی رائے کو شریعت کا فتویٰ اور قرآن کا حکم قرار دے دیجئے اگر کوئی آپ کی تجویز سے اختلاف  
 کرتا ہے تو اسے فرض کا منکر نہ کہیے فرائض تو وہی ہیں جنہیں حق سبحانہ نے فرض کر دیا کیا  
 آپ کی رائے اور حق سبحانہ کا انشاء ایک مرتبہ رکھتا ہی ایسا دھوئی کرتے ہوئے کچھ تو  
 چاہیے کہ۔

جنگ بد کا موقع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر منزل قرار دیتے ہیں



حضرت حباب بن المذر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! میں مقام کو نزل گا وہ آپ نے  
 بموجب حکم الہی قرار دیا ہے یا موقع دتہ میر جنگ کا کماؤ ہے آپ نے فرمایا نہیں یہ رائے  
 اور جنگ جو حضرت حباب عرض کرتے ہیں تو پھر یہ مقام مناسب نہیں بلکہ خلاف مقام  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حباب بن المذر کی رائے کو شرف قبول فرماتے ہیں۔  
 اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالے کہ ایک امر مذہبی اور فرض دینی کے انصرام و انتہام  
 کی جب کہ شریعت نے صورت متعین و مشخص نہ کر دی ہو تو اختلاف رائے کی گنجائش  
 ہے اپنی رائے کو صین فرض اور امر دینی قرار دینا خلاف شریعت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم  
 بارہا اپنی رائیں رسول خدا کو حضور پیش کیں جو قبول سرکار و رسل ہوئیں لیکن آپ کا  
 اس ذایا رافع و بلند پایہ ہے جہاں اصلاح و ترمیم تو کجا عرض و معروض کی بھی بالائیں  
 جنبش لب پر تکفیر کا فتویٰ مروج و ہے نہایت ادب سے چند امور رگزار و پیش خدمت ہیں خواہ  
 قبول فرمائیں یا کافر و منافق کہیں اس کی پروا نہیں۔

ترمیم کے پانچ وجوہ اولاً یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ مقابلہ اس وقت فرض ہے دوسرے فرضین عرض کرتے ہیں  
 کہ اس طریق مقابلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ فرما دیا و پس میں حضرت عائشہ  
 بن اثال کا واقعہ پیش کرتا ہوں لیکن آنجناب کے پاس بجز فرمان گاہی اور کیا دلیل جہت  
 مسلمانوں کو وہ طریقہ بتائیے کہ جس کے حل کا نتیجہ مطلقاً گناہ سے بے نیاز ہی ہو  
 ثانیاً یہ گزارش ہے کہ مقابلہ کا دائرہ جب تک اس حد کے اندر ہے جس کو قرآن  
 کا کوئی نقصان پہنچا نہیں اس وقت تک تو آپ خاموش رہ سکتے ہیں لیکن جب آپ کے  
 حدود وسیع ہوں گے اور گرفت کے منافع سے آپ کی خاموشی کا تساویم ہو گا تو آپ  
 آپ ہزار چپ رہنا چاہیں لیکن یہ مگر تو مہر سکوت تو ذکر ہی رہیگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تو

سہیل بتاتے ہیں

اے حضرت مومن! یہ مسلم سچو ارشاد جو اے سے بھی اب ذکر بتوں کا ذکر کریں گے  
 لیکن جو بتوں ہی سے نہیں اپنے کی بات پھر آپ ہی فرمائیں کہ کیا کیا کریں گے  
 مثالاً یہ عرض ہے کہ خاموشی بہت ہی ایک زبردست قوت کا خواہاں ہے ہندو ملک  
 اس قدر طاقت رکھتے ہیں کہ وہ اپنی خاموشی کو نباء لے جائیں گے بلکہ اگر چاہیں گے تو  
 اپنے مخالف کو خاموش بھی کر دیں گے لیکن اندیس ہے کہ مسلمانوں میں کسی طرح کی طاقت  
 کا نام نہ ملتا ہے نہ ان میں ذمال طاقت ہے نہ اخلاقی نہ دینی قوت ہونہ روحانی  
 لیدری کا فروار اگر آپ گرامی قدر حضرات کو ایک لمحہ کی فرصت عطا کرے تو اس حقیقت سے  
 انکار نہ کیجئے پہلے اس امر کی کوشش فرمائیے کہ مسلمانوں میں قوت پیدا ہو پھر چاہے خاموشی  
 مقابلہ کیے یا ناخوشی و گویہ مقابلہ سے پہلے استطاعت مقابلہ فرض ہے جس طرح ہمارے  
 پہلے دفتر۔

بالعیاہ انہاس پر کہ اصلاح کا موقع ہنوز باقی ہے اگر خدمت اسلام واقعی آپ کا  
 مقصد ہے تو وہ کام شروع کیجئے جس سے مسلمانوں میں طاقت و استقامت پیدا ہو اجتماع  
 و جماعت کے آثار ان میں پائے جائیں دیکھئے انہوہ او پھیل رہے تازاں نہ ہو جئے ان سے خاموشی  
 مقابلہ کی بھی توقع نہ رکھئے ان کے لئے حکومت کی تھوڑی سی ستمی بھی کفایت کرتی ہے  
 خدا نخواستہ اگر آپ اب بھی نہیں سمجھتے اور اس پیر کو اسی حالت سے مقاومت بھول اور  
 خاموشی مقابلہ کے سامنے پیش کر دیا تو پھر یاد رکھئے کہ ہر خاموشی اس طرح ٹوٹے گی کہ  
 گئے بھال چلا کر اس طرح جنس ماریں گے کہ برسوں تک اس کی گونج فضا میں سے  
 ہر ت و ایسا رکے سبق دیتی ہوگی۔

خامسایہ گزارش ہو کہ اگر آپ حضرات کو اپنے تہا و پر پور ہی امر است تو جو ملک  
 کتاب بست یہی بتا دیجئے کہ مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جب تم ہر عرصہ  
 ہاتھ لائی ہو تو اس وقت تم خاموشی متاثر کرو اور فریق متبادل تمہیں قید کرے مارے  
 بے حرمت کرے قتل کر ڈالے تو یہ سب برداشت کر لو اس سے کہ جب تم قتل ہو جاؤ  
 اور تمہاری ہستی ایک وجود دوم ہو م کامرتبہ پاسے گی تو اس وقت دشمن مطلوب و مقصود  
 ہو جائے گا اور تم غالب فاتح۔

اگر شریعت سے آپ اس کا جواب نہ لے سکیں تو پھر کسی قوم کی تاریخ سے ملیں کہ  
 ثبوت دیکھئے کہ مقاومت بھول بغیر قوت و استطاعت کے عمل میں لائی گئی اور کامیاب  
 ہوئی۔ اگر یہ بھی نہیں تو پھر اس درخواست کو قبول فرمائیے کہ بتعلم الحجات علی رؤس القضاۃ  
 یعنی جہتوں کے سر پر حجامت کی مشاقق نہ کیجئے۔

اس وقت آپ کی جملہ تحریکات پر تنقید مقصود نہیں بعض اُن میں جو بظہر و صمدت و صحت  
 ملک کے بہت ہی مفید ہیں مثلاً سندیشی یا ترک قوم فردوسی و انگریز پرستی وغیرہ لیکن آپ کی  
 وہ تحریک جس سے مسلمانوں کی سخت تباہی ہے اور انگریزوں کا ذرہ برابر نقصان  
 نہیں یعنی مسئلہ قیلم اُس کے متعلق کچھ گزارش ہو شاید آپ حضرات میں سے کسی کی سمجھ  
 میں آجائے۔

مسئلہ تعلیم [علوم اسلامیہ کی حفاظت کے لیے جب اپنی ملت نہ رہی اور ہندوستان میں ایک  
 ایجنسی و بیگانہ قوم کی حکومت فرما رہی و حکمرانی کرنے لگی تو علوم اسلامیہ کی تحصیل  
 مسلمانوں کی سرگرمی سر نہری سے بدلے گئی۔

اگرچہ وہاں ایجنسی محض تھی سیکھنے میں محنت شاقہ برداشت کرنی پڑتی تھی لیکن مجبوراً



یہ بھی کہ بہی زبان معاش کا تہذیب تھی اٹھیں ضرورت جس نے مسلمانوں کو اگرچہ  
کی طرف مائل کیا وہی فکر معاش تھی۔

یہ مسئلہ نتائج بیان نہیں کر مقاصد علوم میں ہیں تہذیب اخلاق و تزکیہ نفس اور  
تربیت و باطنی ترقی یہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ علوم کے ہر حصہ مقاصد کا بدرجہ تمام و  
کمال نکل علوم اسلامیہ سے ہوتا تھا۔

صدیوں تک مسلمانوں نے دنیا پر ایسی حکومت کی ہے جس کی نظیر نہ صفحات  
کتاب میں ملتی ہو نہ آئندہ کسی دوسری قوم کی ایسی تاریخ لکھی جائیگی جہاں بانی و فرماں  
کے ساتھ ہی ساتھ علم و فن کی بھی ایسی خدمت کی کہ بت سے علوم انہیں کے اقدام سے  
ترقی پذیر ہوئے بہت سے علوم مسلمانوں نے خود ایجاد کئے کئے مژدہ فنون میں جان  
ڈالی علوم عقلیہ اور فنون مکئیہ کے علاوہ خود ان کی مذہبی تعلیم کا ایسا بیکراں سرمایہ موجود ہو  
کہ ایک وہ شخص جو اپنے مذہب کو سمجھتا ہو اور اس کے بتائے ہوئے اصول کو اپنی  
زندگی کا دستہ العمل قرار دیتا ہو وہ اس سے بے نیاز ہے کہ اپنے دماغ کی تربیت  
اپنے اخلاق کی تہذیب اپنے نفس کا تزکیہ کسی غیر زبان یا غیر قوم کے علم و فن سے کرے  
لیکن جب اپنی سلطنت علوم اسلامیہ کی حمایت و حفاظت کے لئے نہ رہی تو ترقی  
کے سبب نہ بے ڈٹ گئے اور علوم و فنون کی عمارت منہدم ہو گئی دوسری قومیں جو  
دنیا میں سر بر آئے سلطنت نہیں انہوں نے علم و فن کی بھی حکومت حاصل کر لی کسی  
قوم میں جب سلطنت آتی ہو تو اسی کے ساتھ بہت سے محاسن و کمال بھی آجاتے ہیں  
لیکن جب سلطنت جاتی ہے تو محاسن و کمال صرف اُس قوم سے نصیب ہی نہیں  
ہو جاتے بلکہ ایک کافی مدت کے لئے اُسے دایم حیرت میں ایسا گرفتار کر جاتے ہیں کہ



وہ قوم اس انقلاب کلی سے متاثر ہو کر عالم مسراگی میں شش درجہ ادا ہوتی ہے اور کچھ  
کچھ میں نہیں آتا۔

ہندوستان سے مسلمانوں کی سلطنت عیب ناکل ہوتی اور شیش کے واقعہ نے  
ان کی آنکھیں کھولیں تو انھیں معلوم ہوا کہ سلطنت کے ساتھ کمالات و محاسن بھی ان کی قسمت  
ہو چکی یہ دوسری وجہ تھی جو علوم مغربیہ کی طرف انھیں مائل کرنے والی ہوئی اس وقت تقریباً  
علامہ کی ضرورت ثابت کرنے کی عایت نہیں تھی اس پر دلیل ملانا ضروری کہ آج حق الہی  
محاربہ اور مخالفت کرتے ہوئے سامان سلاطین عالم کے پاس ہیں اگر ہندوستان انھیں پہنچے ہے  
غیر ضروری سمجھتا ہے تو آزاد ہو کر دوبارہ گرفتاری و غلامی کی کسی غیر سلطنت کو دعوت دیتا ہے  
اس وقت مجھے صرف اس قدر گزارش کرنا ہے کہ جب تک ہندوستان میں حکومت برطانیہ  
باقی ہے اس وقت تک وہ ضرورتیں بھی باقی ہیں جن کے زبردست مطالبات نے ہمیں  
انگریزی کی طرف مائل کیا۔

ایسی تعلیم گاہیں جن کی سند و تصدیق مصدقہ و مسلّمہ گورنمنٹ ہوں اور ایسے اساتذہ جن  
ملازمت کا استحقاق ہو اس وقت تک ضروری نہیں جب تک حکومت باقی ہے۔

ہندوستانیوں کا حکمت کے سارے شعبوں پر اس طرح مادی ہو جانا کہ ہر چیز پر  
ان کا اللہ پہنچ سکے فی الحقیقت سواراج کی تائیس پانچ پولیس اور فوج میں ہندوستانی  
چھوٹے عہدوں پر بکثرت ملازم ہیں اگرچہ عہدہ بہت ہی حقیر اور تنخواہ بہت ہی کم ہو رہی ہے  
لیکن اس وقت موجودہ تخریک نے جو فوج و پولیس میں بھی ایک تاثیر پیدا کر دی ہے اس سے  
ہندوستانی ایک قوت محسوس کر رہے ہیں۔

ہماری قوم ہندو کو دیکھنے ایک ادنیٰ ملازمت گورنری کے عہدہ تک یہ قوم پہنچ رہی ہے

ہر سارے دفاتر و قاضی میں ہندو بھروسے ہوئے ہیں پھر آج انھیں یہ زور بھی حاصل ہے  
 لیڈر ان قوم اب بھی مجھے پہلے اس کی قوت پیدا کیجئے کہ آپ کی خاموشی دیکھوئی سے  
 دشمن بچائے اور اس کی جمیٹ کا شیرازہ بکھر جائے پھر خاموش ہو جائے۔

فرض کیا کہ آپ میں طاقت خاموشی نہیں لیکن ہندوؤں میں ہے پھر آپ دونوں  
 میں کوہ و دل یک شرد بن گئے کہ وہ راکھ و نوپیش کر دیں گے برس و روز میں سواراج حاصل  
 ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت جب کہ سواراج کا عمل ہو گا عہدہ و مناصب کے مستحق اور حکومت  
 کے وہی شریک ہوں گے بن کے انھوں میں علوم مغربہ کی سندیں ہوں گی۔ انقلاب  
 حکومت کے بعد جب تک جدید حکومت اپنے قوانین وضع نہ کرے علوم و فنون کا تعین  
 و تخصیص نہ کرے اس وقت تک سواراج کا قانون یہی موجودہ قانون سلطنت ہو گا اور اس  
 سفر پر علم کے بنائے والے اساتذہ ہوں گے اور اسی علم کی تعلیم درمگاہ سواراج میں دی جائے گی  
 ہوگی عرض سواراج میں کہ بھی اس نسل کے لئے موجودہ تعلیم مفید ہی رہے گی۔

دبایہ اعتراض کہ موجودہ تعلیم میں نقائص ہیں ضروریات قومی کے لئے یہ تعلیم  
 محض کافی ہے یہ بالکل سچا و درست لیکن یہ کوئی نیا خیال نہیں اس کی چارہ جوئی میں کچھ دلچسپی  
 قوم ایک مدت سے سرگرم ہیں ان کے جدوجہد کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

تعلیم انگریزی کا ہندوستان میں جب آغاز ہوا تو نصاب تعلیم ادا و قات تعلیم میں کچھ  
 اس کا انتظام نہ تھا جس سے قومی و مذہبی تعلیمات پیدا ہوں ایسے اشخاص جن کا مطلع نظر قوم کو  
 ایک زندہ قوم بنانا تھا انھوں نے اس نقص کو دیکھا اور قومی کالج کی بنیاد رکھی اس مشن میں  
 میں مسلمانوں نے جنت کی تعلیم کو جو رستہ کے ساتھ جس قدر قومی و مذہبی تعلیم کا انتظام ہو سکتا  
 تھا اپنی درمگاہوں میں اُس کی قائم کیا لیکن انھوں نے کے ساتھ کتنا پڑھنا ہی کہ خود مسلمانوں نے

اس سے مستفیض و مستفیض ہونے کی کوشش نہیں کی اس لئے ابتدا فی انظام جو کچھ ہو گیا تھا اس کی  
 نہ کسی طرح کی افزائش ہو سکی نہ اس میں التزم و انضباط کی شان پیدا ہوئی۔

مثلاً علی گڑھ کالج میں تعلیم دینیات کا جو انتظام رہا ہے مسلمانوں کی اولاد اگر اس سے  
 تسامع حاصل کرنا چاہتی تو آج مذہب کے لئے ان کا وجود واجب نہ ہوتا۔ مثلاً کالج میں بعض  
 ایسے حضرات بھی برابر شریک رہتے ہیں جن کی دلی قنایہ تھی کہ طلبہ میں ذوق مذہبی کم از کم  
 اتنا ضرور پیدا ہو جائے جس کی چاشنی انیس جہاں کیس بھی رکھتے اور جس ماحول میں رکھے  
 خدمت اسلام سے غافل نہ رہے پروانہ ہونے سے یہ کوشش ان کی برابر مسلسل جاری رکھا  
 لیکن ملک و قوم میں مذہب کے بے پروائی کی جرأت سی چلی رہی تھی اس میں یہ سی پرگشتہ  
 و مضطر ہو کر رہی۔

مختصرین کی فرض شناسی | اس جگہ بغیر اس انداز کے رہنمائی جاباگر ٹرینیاں ہیں جو آج جس کے نام پر  
 سب دستم اور لعن و لعن کا بھیجا قوم مسلم ثواب و عبادت سمجھ رہی ہے اعادہ کالج میں یہ  
 خدمت اس وقت تک اسی کی قسمت میں رہی وہ ٹرسٹی صاحبان جنہیں دعوت حق نے کف  
 نمودار کر رکھا ہے ان کی تشریف آوری جب کسی اعادہ کالج میں ہوئی تو کرکٹ کے میدان کی  
 رافق ہو گئی یونین کلب میں گرمی سخن کی دھوم دھام رہی لیکن اسباق دینیات پر ہمیشہ  
 اس میں پڑی رہی۔ جنوری ۱۹۲۰ء میں بھی تین دن تک کالج میں قیام و راقبت قیام میں  
 کرکٹ فیلڈ اور یونین کی رونق خوب ہوئی لیکن دس تیس دس جو یونین دن تک سونا اور  
 غور و غریب رہا کبھی ان میں سے ایک صاحب نے بھی نہ تو تجویز کلاس میں شرکت فرمائی نہ وہاں  
 تیسرے میں بیٹھے نہ دینیات کے کچھ کالج کلاسوں میں جا کر حاضر کیا نہ کبھی مدرسین دینیات  
 سے کوئی مشورہ کیا نہ طلبہ میں ذوق مذہبی کسی وقت پیدا کرنے کی کوشش کی اس سب



سٹرگانڈی کا بھر پڑتے ہوئے اس کی امت میں داخل ہوئے تو اس زمین کی تسلیخ شروع کی کہ فٹیل کالج بناؤ کتابیں طاق لسیان کے والہ کر دیارہ گھنٹے یومیہ چرنا پلاؤ یہاں سلفٹ علم مذہب اور خلافت سب اس پرے کی گردش و پکڑ سے تمہیں حاصل ہو جائے گا۔

اس وقت تک آدمی اسکولوں اور قومی کالجوں نے جو کچھ خدمت ملک و قوم کی کی ہو وہ آج سامنے موجود ہے لیکن بلند بہت فراخ حوصلہ ہمدان قوم نے اسے بھی اپنے مفروض و مقاصد کے لئے معصن ناکالی سمجھا اس لئے یونیورسٹی کے خواہاں ہوئے۔ قومی یونیورسٹی کا خیال بھی آج سے ۴۵ برس قبل جس کے دماغ میں آیا وہ اسی مصیبت زدہ قوم مسلم کا ایک فرد تھا اب کہ یونیورسٹیاں مل گئی ہیں ان کی آزادی کا سوال اب ہمیشہ مفروض تسلیم کے متعلق اس وقت جو کچھ کہا جا رہا ہے یہ وہی صدی ہے جس کی منادی تیس برس سے مسلمانوں میں پکاری جا رہی ہے افلاس بے پردائی اور برکات طریقے نافرمانی کا نتیجہ ہے جواب اگر مسلمانوں کی ایک یونیورسٹی ہوئی ہو جس کے انجام کا عالم عالم الغیب کو پوچھو۔

اب جس آزاد یونیورسٹی کی آواز بلند گان گانڈھی نے اس وقت بلند کی ہے اس کا خصوصی امتیاز سب دشمن اور من و مصلحت ہے اس نعمت انگیز اور دل آزاد ہرگز اگر ان کی تقریر و تحریر سے الگ کر لیا جائے تو یہ وہی ویرینہ سی سالہ تباہی بلکہ اگر بہ نظر انصاف دیکھئے تمام میان قوم نے اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھایا ہو۔

مگر سب سے پہلے قوم کے بعد یہ مل کر لیا کہ مسلمانوں کو اگر کسی وقت آزاد یونیورسٹی ملے گی تو علوم و فنون کا غیر زبان میں پڑھنا مگر کہہ کر باور کرنا ہے کسی قوم کے لئے



یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ علوم کو اجنبی زبان میں حاصل کرے اس دشواری کو اس  
 وقت حل کیا جس کے جوہر و کرم کا شیفق و مہر پرور ہاتھ ہمیشہ مسلمانوں کی طرف متوجہ رہی  
 و تکیوں کے لئے بڑھتا رہا ہے یعنی خسرو دکن شہنشاہ میدان پاؤں ایک دایہ الترجمہ  
 قائم کیا علوم و فنون کے تراجم اردو زبان میں ہوئے اور جو بہت پس ایک اردو  
 یونیورسٹی کی بنیاد قائم کر دی گئی جو ابھی اپنے عہد رسالت میں ہے لیکن اپنی رونق و  
 سے اپنے شباب کا خوش آئند نظارہ پیش کر رہی ہے بیشک اگر ہندوستان کو آزاد و یونیورسٹی  
 کی اجازت ہو گئی یا موقع مل گیا تو اس وقت یہی اردو یونیورسٹی آزاد تسلیم کی جاتی ہوگی  
 و دستوناقص کو کامل بنانا کامل کو کامل تر کی مشیت تک پہنچانا ترقی و کمال فری  
 ہے مولات و عدم مولات اس کا کیا تعلق اس وقت گفتگو مسئلہ مولات میں ہے نقص  
 اور اس کے دفاع کا مسئلہ درپیش نہیں نقص تعلیم ایک مسئلہ ہے اور دفاع کی تباہی و  
 بعض زیر عمل اور بعض زیر بحث۔

آپ نے یہ کہا کہ ترک مولات اور نان کو آپریشن باہم مرادف ہیں مگر گندی کی کشتی  
 کے حدود جو کچھ متین فرمائیں اور جس طرح اس میں توسیع کرتے جائیں وہ سب ترک مولات  
 میں داخل ہوتے جائیں گے۔

اسی بنا پر سب سے پہلے آپ نے اسلامی تعلیم کا ہوں کی طرف توجہ فرمائی مسئلہ الحاق اور  
 اعداد مالی ان دونوں کو آپ نے فریق محاربے ادا و استداد قرار دیتے ہوئے ان پر  
 ناقص مولات کا حکم صادر فرمایا ایسی درمچائیں جو گورنمنٹ ادا دی ہو یہ یعنی لیان  
 بلعنا پڑھا یا کسی اور حصہ میں اس کے ملازم رہنا آپ نے حوالہ اور کفر قرار دیا حالانکہ  
 بحیثیت ٹریڈی آپ خود اس سے تعلق رکھتے تھے اور اس وقت تک بھی یہ ملاقات

باقی کرنا چاہا اس کی یہ وجہ ہو کہ آپ اس تعلق سے اسدراج چاہتے ہیں پس آپ کا حق  
 نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے کہ کئی عظیم مقصود افسادِ مسلمین و تائیدِ مینائیت کے سوا کچھ  
 اور ہو ہی نہیں سکتا اس لئے اہلِ مکر و کفر صیغہ کہ سنیں ماضیہ میں دونوں کے آثارِ خدمت کا  
 بجز یہ ہو چکا ہے۔

ہر حال میں بحث کو چھوڑیے اس لئے کہ اس وقت، دینِ مہربانِ ایمان اور اسلام  
 صرف آپ کے اعمال و اقوال کا نام ہے مثلاً۔ سے اسلام و ایمان کی تعریف کچھ اور یہی  
 ہو گئی ہے۔

عظیمی امداد کا مسئلہ | لیکن ادب سے یہ گوارا نہ ہو کہ وہ اشخاص جو ابھی آپ کا وہ مرتبہ تسلیم نہیں  
 کرتے جس منصب کا آپ کو ادب ہے بلکہ وہ اسی واحد تھا جس کے ماننے والے ہیں جو آپ کا  
 اور جملہ عالم کا خالق و رب ہے اور اسی بنی کو پیغمبر یقین کرتے ہیں جسے حق سبحانہ نے خاتم  
 فرمایا ہے اشخاص کے لئے جو آپ کا فرمان اُس وقت تک لا سود ہو گا جب تک  
 آپ اُن کے مبعود و حکم الہامی کے حکم یا اُن کے پیغمبر صادق و مصدق کا ارشاد پیش نہ فرمائیں  
 لہذا نہایت عاجزانہ آپ حضرات گرامی قدر سے فقیر اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتا ہے کہ  
 از روئے شریعت اسلام مالی امداد اور الحاقِ مدارس و مولات کیوں کر ہے مالی معاونت  
 کی حیثیت یہ ہے کہ گورنمنٹ ہم سے تعلیمی ٹیکس وصول کرتی ہے اس کا مالگذائی اوصاف کی کوئی  
 تعلق نہیں یہ تو وہ رقم ہے جسے ملازمین ہم ہندوستانیوں سے وصول کیا جاتا ہے  
 ہندوستانی اپنے گناہوں سے اور ماحول کے ہونے روپے میں سے اور کسے بھی  
 ٹیکس کے نام سے گورنمنٹ ہم سے لیتی ہے اور وہ اس کے نام سے ہیں واپس دیتی ہے اس  
 میں دین اور اہلِ پیر میں دینائیت کی مدد و نصرت کی معاونت اپنا ایسا دیا ہوا

مال جو تیار ہو سکے لئے ادا کیا گیا تھا جب اُس کی واپسی ہوئی تو یہ موالات کیوں کر ہو گیا۔  
 ۱۱) اُنکیا کا فرنگے ہاتھ میں جب اپنا مال چورچاچا کرے تو اُس کی واپسی موالات  
 ہو جائے گی۔

(۱۲) کیا زبردست کا فریب کسی ناقواں سے کچھ چھین لے پھر اُسے واپس کرے  
 اور واپس کرتے ہوئے اپنے اسان و امتنان کا انہما کرے تو کیا وہ ضعیف جو اپنے  
 مال کی طرف محتاج بھی ہے بایں خیال اُس کے لینے سے انکار کرے گا کہ اس طرح  
 مال کی واپسی موالات ہے۔

(۱۳) خلافت کے متعلق سلطنتِ برطانیہ سے آج جو کچھ طلب کیا جا رہا ہو اگر برطانیہ  
 یہ کہہ کر واپس کرنا چاہے کہ یہ میرا احسان و کرم ہے جو فسخ کئے ہوئے ملک کو واپس کر رہا  
 ہوں ساتھ ہی ایک معاہدہ جس میں آئندہ کے لئے اپنے ساتھ عملِ معروف کا خلافت  
 سے مطالبہ ہو پیش کرے تو کیا مسلمان اپنے ملک کو واپس لینے سے اس بنا پر انکار  
 کر دیں گے کہ یہ موالات ہو براہِ کرم قرآنِ حدیث یا فقہ سے اس کا جواب دیجئے اور  
 اسے ثابت کیجئے کہ اپنے مال کی واپسی کا فریب فریقِ محارب سے موالات ہے کفر ہے حرام ہے  
 نفاق ہے۔

تغیرِ عالم کو دیکھتے ہوئے علماءِ کرام نے اپنے دل و دماغ کو سیاسیات کی فکر سے  
 ایسا بے نیاز کر لیا تھا کہ علامہ ابنِ خلدون کو اس مقدمہ کے گردہ کے حق میں یہ فیصلہ دینا  
 ہذا کہ بعد النام عن المسیاسیۃ ہما للعلماء یعنی علماء کا دماغ سیاست کے سمجھنے سے  
 بہت ہی دور ہے یہ فیصلہ کیوں جائز رکھا گیا اور اس کے اسباب و علل کیا ہیں اس وقت  
 اس سے بحث نہ کیجئے صرف اس قدر ملاحظہ فرمائیے کہ آج یہ فیصلہ صدق و حق کے معیار کا



کیسا کھرا جوت ہو رہا ہے۔

ہندوستان میں ریخارم اکیم کا منہ لفظ سولاریج کا شاہی خاٹان کے رکن ریکر کے زبان پر آنا کہ کاتبو ہے آیا مدارس عربیہ کے علما اور طلبہ کے فکر و عمل کا نتیجہ ہے یا تعلیم یافتگان علوم مغربیہ کے اقسام و تفریق اور جدید و جدید کا ثمرہ ہے۔

علوم عربیہ کے جاننے والے اس وقت جس حال میں ہیں امور دنیاوی اور دینی کی حالتیں عالیہ میں فن کے دماغ کی پستی جو صلہ و جہت کا ملو قوت فکریہ کی صحت جس درجہ پر ہے وہ متعجب بیان نہیں ہندوستان کے ہر باشندے کو اس دینی گروہ سے روزانہ سابقہ رہتا ہے۔ جیسا راجہ بیانا۔

علوم عربیہ جو جملہ مقاصد تعلیم کو ملی وجہ اکمال مادی و مہیط آج اُس کے جاننے والوں کی یہ حالت کیوں ہو کہ اس کی تخلیق و نتیجہ چھوٹی حالات و واقعات ہند کو دیکھئے کہ کیوں کر ہوئے اور کس کے ہاتھوں سے ہوئے۔

علوم مغربیہ اور مسلمان [انگریزی سلطنت جب اپنا ساتھ علوم مغربیہ ہندوستان میں لائی تو ہندوستانیوں نے دیکھا کہ اب بننا اور نو کی زندگی بغیر علوم مغربیہ حاصل کئے ناممکن ہے تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اور ہندوؤں نے بڑھ کر تعلیم انگریزی کا استقبال کیا خوش آمدید کا نعرہ بلند کیا جب اس قوم کے ایک خاص طبقہ میں یہ تعلیم پھیل گئی اور انگریزی کے واقف کا کچھ ہندوؤں میں تیار ہو گئے تو ان میں احساس پیدا ہوا اور حکومت کے انداز فکر اور ادائی پر کٹ چینی شری کی اپنی حقوق کے باب میں صدائے احتجاج بلند کی ہوم رول سلف گورنمنٹ پارلیمنٹ کا نہیں ہے پہلے ہم مغربی سے آشنا دماغ میں آیا حکومت خود مختاری کی صدائیں یہ منہ سے نکالی اور ہندوستان کے رہنے والوں کو یہ سامعہ نواز نغمہ جس نے سنایا وہ



انگریزی زبان ہندوستانی تھا کہ انگریزوں جو سولہ لاکھ لاکھ بنیاد ہے اس کی تائید اور  
پھر اس عمارت کی تعمیر و تکمیل جن باتوں نے کی ہے وہ سب انگریزی خواہ اور انگریزی  
زبان ہیں۔

مسلمانوں میں جب مذہم مغربیہ کا آغاز ہوا اور پھر ان میں بھی ایک تعداد تسلیم کرنے  
کی تیار ہو گئی تو احساس و تاثرات بھی ظاہر ہونے لگے لیکن افسوس  
ہم ابھرتے ہوئے جھوٹے میں خزاں کے آئے

یہ واقعہ ہے حقیقت یہ کہ اس سے انکار کرنا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے کہ  
ہندوستانیوں کا حکومت کے سامنے آنا اپنے مطالبات کو موثر پیرایہ میں پیش کرنا ثابت  
قرارت سے اپنے حقوق کے طلب میں مسلسل سرگرم کار رہنا اور پھر اپنی کامیابی کے لئے دنیا  
فرمانی سے دریغ نہ کرنا یہ سب تعلیم انگریزی کا ثمرہ ہے۔

آئین سلطنت پر جنہوں نے نکتہ چینی کی ہے وہ انگریزی خواہ ہیں حکومت و اختیار  
کا جنہوں نے نعرہ بلند کیا ہے وہ انگریزی خواہ ہیں غلامی کی زنجیروں کا جس نے احساس  
پیدا کیا ہے وہ انگریزی خواہ ہیں قید خانوں میں بسے پہلا قدم جن کا چننا چاہو وہ انگریزی  
خواہ ہیں دار و درن سے بن گئے پہلے آتش ہوئے وہ انگریزی خواہ ہیں۔ ایک  
گوشہ ملک سے دوسرے گوشہ تک جنہوں نے پہل مچا رکھی ہے وہ انگریزی خواہ ہیں  
طر فگی یہ کہ سامنے انگریزی خواہ انھیں کابلوں کے تسلیم یافتہ اور سند بابت  
جن کا الحاق گورنمنٹ کی یونیورسٹیوں سے ہو سکا ری کالج یا اعلیٰ کالج میں تعلیم پانے  
سے ان کے جذبات قومی نہ فنا ہوئے شمشے الحاق کے ادا کرنے اگر ایسی غلامی ایسا  
محنت قلبی اور ایسی مزدوری کی تسلیم دے گی ہے جن کا نتیجہ ملک کے پیش نظر ہے تو کیا اچھا ہوتا

کہ سارے مدرس عربیہ کو اندامی اور ان کا اہل حق بھی اگر منٹ کی ریویو سیشن سے ہوتا  
تو کچھ مسلمانوں کے پاس بھی گروہ مری خواں میں ایسی ہی آئین سلطنت کے ناشریہ ہوتا  
ملحق و محبت انگریزوں سرشا اور خدمت سلطنت کے لئے مزدور موجود ہوتے۔

اس وقت علماء سیاسی ہیں جو غرض و برش ہے وہ بھی نتیجہ انہیں انگریزی خزانوں کا  
ہے انہیں کے ہاتھوں نے انہیں بھجوا دیا اب ان کی آنکھیں کھلیں انہیں کے ہاتھوں نے  
سہارا دیا اب ان کے قدم اٹھے انہیں کی آوازوں نے ان کی زبانیں کھولیں اب یہ  
بولنے لگے راگروہ ملے رہا نہیں کا وہ پہلے ہی عقلا و نیا سے بے نیاز تھا اور آج  
بھی مستحق ہی ہے

دک کہ جناح اُن کے زیر قدم ہے  
عزیزوں کا قد سامنے اُن کے قدم ہے

اس وقت بھی اگر انگریزی تو اس جماعت ان تحریکات سے الگ ہو جائے تو سارے  
جمیعت العلماء کے فضلا اور کچھ نہ اپنی اپنی درگاہوں میں ہوں گے یا ممبر و محراب میں کسی  
یتیم خانہ یا مدرسہ یا مسجد یا انجمن اسلامیہ کا فقط فرما کر آخر میں تحریک چنہ فرماتے ہوئے  
دور رسانے انگلستان کے آراء پر عقیدہ اور سیاست چنہ پر مباحثہ کسی کے وہم میں بھی نہ آئے گا  
آج گداسے کو نہ نشینی تو حافظا مغروش فرماتے ہوئے سیاست کے سارے ابواب  
کھلے فرما دیں گے۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ فرمایا کہ تعلیم انگریزی ہندوستانیوں کے  
اجلاس ناشر اور تقویہ کا واسطہ ہے یا فرقہ پرستی کے لئے امیر اور نظام وغیرہ بننے کو  
اور بعد واسطہ مسلمان اپنی ہستی قائم و باقی رکھنے کی غرض سے پڑھتے ہیں یا انگریزوں کی

معاونت و امداد کے لئے تعلیم پاتے ہیں جس کے لئے مسلمانوں نے ایک میموریل گورنمنٹ  
 میں بھیجی تھی جس پر آٹھ ہزار مسلمانوں کے دستخط تھے درخواست پر تھی کہ انگریزی تعلیم پر  
 کوئی رقم صرف نہ کی جائے۔ اسی رقم کو گورنمنٹ علوم مشرقیہ پر صرف کرے اگرچہ اسی  
 سال راجہ رام موہن رائے کی سرکردگی جو وفد ہندوؤں کے طرف سے پیش ہوا تھا  
 اُس میں یہ استدعا تھی کہ گورنمنٹ بجائے علوم مشرقیہ کل رقم علوم مغربیہ پر صرف کرے۔  
 سچ گورنمنٹ اُس وقت کو اور مسلمانوں کو میموریل کو یاد کرتی ہوگی کہ مسلمانوں  
 کی درخواست قبول کر لی جاتی تو گورنمنٹ کے سامنے ایسے ہی تعلیم یافتہ ہوتے جیسا کہ  
 درس گاہ مشرقی نے تیار کئے ہیں۔ تاہم اداکانہ ریل وغیرہ اگر موالات کے قسم میں آتے  
 داخل نہیں کہ اس سے مسلمانوں کا فائدہ ہو تو تعلیم انگریزی اور اسکول و کالج کا الحاق  
 دمال مدد بدرجہ ادنیٰ داخل موالات نہیں۔

مسئلہ موالات کے تحت میں یہ بحث اچھی طرح صاف و واضح کر دی گئی کہ کفر کی  
 حمایت یا کفر کی طرف رجحان کا نام موالات ہر مالی امداد جب کہ اپنے ہی مال کی واپسی کہ  
 تو اس میں کفر کی طرف یا کافر کی طرف رجحان کا کیا احتمال پھر جیسا رجحان ہوا وہ اس  
 ہنگامہ سے جہاں ہر اس پر بھی الحاق یا امداد مال کو اگر موالات کہا جائے تو یہ مشرقی  
 مسئلہ کا بیان اور احکام دین کی تبلیغ نہیں ہے یہ تو کھلی ہر ذمہ سرائی اور فتنہ گوئی کا ایک  
 جملہ سپا کرنا ہے۔

تعلیمی تناسب کا اثر یہ مسئلہ بالکل جدید ہے کہ ملک موجودہ تعلیم پر کام کرے یا انقلاب کے بعد کوئی  
 اور پہلو اختیار کرے۔ پرسش جب کہیں اور جہاں کہیں بھی ہوگی جماعت تعلیم یا نثریں ہی کی  
 ہوگی جس گروہ میں تعلیم یافتہ زیادہ اسی گروہ کا حکومت میں حصہ اور فائدہ زیادہ عرصہ



موجودہ میں ہندو تعلیم میں بہت آگے ہیں اسی سبب سے حکومت میں ان کا حصہ بھی بہت ہی غالب ہے۔ علماء آدمی حکومت اگر اس وقت بھی ہندوؤں کی تعلیم کی باوقوفہ حقیقت متنی بہت ہوگی۔ ہندوؤں نے اس قدر تعلیم حاصل کر لی ہے کہ اگر وہ برس تک تعلیم سے دست کش ہو جائیں اور سلطان اس شاخ میں بڑی سرگرمی سے تعلیم حاصل کریں جب بھی ہندو تعلیم یافتہوں کا شمار مسلمانوں سے المضاعف ہوگا۔

ہندوستان میں جس قدر کالج یا اسکول سرکاری ہیں اگرچہ نام و تنوہ کا ان کے تعلق سرکار سے ہو لیکن دراصل ان کا فیض ہندوؤں کے لئے مخصوص ہو گیا ہے امتیازات وغیرہ نہیں بلا واسطہ اور کیسے بواسطہ چوں کہ ہندوؤں ہی کے ہاتھوں میں ہیں اس لئے امتیازات بھی اسی قوم کے حصے میں ہیں سارے ہندوستان میں مسلمانوں کے صرف تین کالج ہیں جی گڑھ الہ پور اور پٹنہ اور۔

اس وقت ہندوستان میں جمہوری تعداد کالجوں کی ایک سو پچیس ہے تین مسلمانوں اور ایک نو بائیس ہندوؤں کے ان میں سے اگر سرکاری کالجوں کو جن کی تعداد کل پچیس ہے الگ کر لیے جب بھی امتیازی کالج خاص ہندوؤں کے رہ جاتے ہیں ان میں بہت کالج ایسے ہیں جس میں گورنٹ کی امداد قطعاً شامل نہیں اور جیسا کہ ایسے کالج ہیں جن میں گورنٹ کی امداد جاری ہے تین اور امتیازی کی نسبت امداد غور سے ملاحظہ کیجئے پھر تعلیم کے دیامیٹ کرنے کا فیصلہ کیجئے سارے کالجوں میں جمہوری تعداد ہندوستانی طلبہ کی چھالیس ہزار پانچ سو پچیس (۴۵۴۵۰) ہے جن میں سے مسلمان طلبہ چار ہزار آٹھ سو پچیس (۴۵۰۵۰) ہیں ہندو طلبہ کی تعداد اکتالیس ہزار پانچ سو بائیس (۴۱۵۵۲) ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہندو جمہور میں گورنٹ اور مسلمان سات گورنٹ ہیں اس تناسب سے جب



مسلمانوں کے تین کالج تھے ہندوؤں کے بارہ ہوتے۔

مسلمان طلبہ کی تعداد کالجوں میں چار ہزار تھی تو ہندو سولہ ہزار ہوتے لیکن جب واقعہ غزوہ عبرت پیش کر رہا ہو تو مسلمہ تعلیم کو تہہ بالا کرنے میں کس کا نقصان ہو۔

جس قوم کی تعلیمی حالت یہ ہو کہ سات گروہوں میں سے صرف چار ہزار مشغول تعلیم ہوں اس قوم کا یہ ادعا اور ہنگامہ کہ اب ہمیں تعلیم کی حاجت نہیں اگر ضبط و سواد نہیں تو اور کیا ہے محمدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اُسے بے حاجت مکر و فتنوں سے حفاظت بے رائے جہل و جنون"۔

مشرقی تعلیم کی کس مہر سی | انگریزی تعلیم جس سے معاش و اہل تہی اُس کا جب یہ حال ہو تو عربی تعلیم کا کیا انجام ہوا اُسے شہد اہل علوم مشرقیہ سے پوچھے علم کی مندی میں پران ہو گئیں مدارس دینیہ سونے پڑ گئے نہ پڑھنے والا غنا ہے نہ پڑھانے والا۔

مدرسہ اول کی تلاش میں اعلیٰ مدارس سرگرداں تھیں جو میں کرتے ہیں میں قرار تنخواہیں دیتے ہیں لیکن مدرسہ ہو کہ نہیں ملتا سارے ہندوستان میں پھر اُسے پانچ چھ عالموں کو سوا کوئی سا تو اس اور آٹھواں نہ ملے گا۔ یہ تو آپ کے جمعیت اسلامیہ کے اولین بڑے ہیں سے ہو جہاں ایک اعلان پر پانچ سو عالم جمع ہو کر فتویٰ مرتب کر دیتے ہیں لیکن انہوں نے کہ وہ عالم اُن میں سے نہیں ہوتے جو ان کا فیض ہم خاکیں تک متحد ہی ہوتا۔ علوم عربیہ و دینیہ سے مسلمانوں کی لاپرواہی تو جس حد تک سے اندازہ کیجئے کہ نہ وہ تعلیم کی اس وقت کیا حالت ہو۔

غزوہ اللہ کی بنیاد جس اصول پر رکھی گئی تھی اس سے مفاسد تعلیم زائد حال کے مطابق ملای و جا کمال پر سے ہوتے تھے علماء اہل سنت کا اختلاف نظام تعلیم سے نہ تھا

پرسنہ تو متفق علیہ تھا۔

خود نے مختلہ علوم عربیہ و دینیہ کے ساتھ تعلیم انگریزی بھی داخل نصاب کی تاکہ اس صنف کا فلاح تحصیل طالب العلم اگر انگریزی تعلیم حاصل کیا چاہے تو ہر گز برسر میں گرہ نہ پڑے اور اگر مختلہ و سنت کے کام لے تو اس قدر استعداد اس میں موجود ہے کہ بغیر دیر کیلچ وقت مطالعہ سے ہر طرح کا فائدہ کتب انگریزی سے حاصل کر سکے۔

لہذا علماء کے متیان سے اس وقت ملک میں موجود ہیں ان کی لیاقت و فضل کا ثبوت ان کی مصنفہ کتابوں سے ملتا ہے تو میں اگر علم کی تشنگی ہوتی تو اس وقت نہ دیکھتا تھا کہ میں کم از کم وہ ہزار طلبہ مشغول درس و تدریس ہوتے ہاں کی حالت اس کی ایسی ہوتی کہ وہ بے کام نہ لگے کہ اسے پھر نہ پڑتا لیکن اس وقت ہونے و شکہ حالت اس کی ہو رہی ہے وہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہے مدارس اہل سنت ان سے چشم پوشی کا یہ حال ہے کہ کچھ اس کی بھی خبر و تیز نہیں کہ اہل سنت کیا معنی ہیں اور اس کی صحیح تعلیم کہاں سے ملتی ہے دوستو جا بجا فیصلہ کلچ اور اسکول قائم کرنے سے توبہ کہیں بہتر نہ ہو تاکہ اولاً تم اپنی مجموعی قوت سے مدد علماء کی تائید و تقویت کرتے ہو باکمال ہستیاں کہ اس وقت علوم عربیہ کی این و جان ہیں انھیں مدد علماء میں لاکر جمع کرتے اور اس اجتماع سے لائق ترین فضلا ایک کافی تعداد میں ملک و قوم کے لئے تم تیار کر لیتے۔

الحاق کا سوال تو خود میں تھا ہی نہیں اور اولیٰ تھا اس سے بندہ کر دی انگریزی تعلیم ہے سے مروجہ دینی عربی و دینی علوم تو اس کا بھل جو ہر جہاں اس سے بہتر اور کیا فیصلہ کا نمونہ تھا ہے تو میں میں ایک باب چرچہ چلا تو مسلمانوں کو کافر کہنا دین کی گلی فرسے لیکن راجہ کی پوجا میں شریک ہونا بے شک وہاں کے نصاب سے خارج ہے۔

عزیزانِ وطن ایسے وقت میں جب کہ اسلام اپنے جمیع کو آخری پیغامِ بیداری کا  
 دے رہا ہو کیا یہ اسی کا موقع تھا کہ مسلمانوں کی جماعت اس طبع پر گندہ کر دی جائے  
 ان میں ایسا افتراق ڈالا جائے کہ گھر گھر نزاع قائم ہو جائے۔

کیا یہ اسی کا وقت تھا کہ مسلمانوں کے رہنے سے اخلاق بھی تباہ و برباد کر دیے  
 جائیں کیا یہ اسی کا محل تھا کہ ان کی بچی بچائی مہنتی یوں کفار میں مدغم کر دی جائے۔

اسلامی تاریخ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ بعد شہادتِ شہزادہ کوئین حضرت سیدنا امام  
 رضی اللہ عنہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے دعویٰ تو یہ بلند کیا کہ مظالمِ اہل بیت کا صوفی لینا  
 چاہتا ہوں لیکن جو خیال کہ اُس کے دل میں مکنون تھا بعد کا میابی اُس کا ظہور ہوا  
 پھر جو نتیجہ مختار کا ہوا صفحاتِ تاریخ میں وہ عبرت و بصارت کا سبق آج بھی موجود ہے۔  
 نوہ خواتینِ خلافت اسلامیہ کی سوگواری مختار ثقفی کی خستہ اندامی اور ذاتی  
 جلوہ آرائی کی ہو ہو تصویر ہے ان کی جبروتی و غرور خانی ان کے مضمرات کا پردہ فاش  
 کر رہی ہے لیکن اس وقت ان کے شرکِ تقویٰ نام کو تو حوالہ بخند کرتا ہوں مسکودا  
 و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین ؎

لیکن مسئلہ تسلیم میں پر ساری قومی ترقیوں کی بنیاد ہے اس کے متعلق ان بلند جب  
 حضرات کے تباہ کن فرمانوں کی حقیقت کا اظہار منظور ہے۔

عزیزانِ وطن اگر ان حضرات کو خلافت کی ہمدردی ہوتی اور دل میں اسلام کا دُور  
 ہوتا تو وہ مشکواری دین کی وہ روشیں اختیار کرتے جو مسلمانوں کی سنتِ مستحبہ  
 اقوامِ عالم کی تاریخ موجود ہے اُسے دیکھ لو۔

مصلحینِ امت کے اصول ترویج و آہستگی کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا مصلح کی



تقریباً نصف دہائی سے لبرقہ ہوتی ہے وہ قوم کے ہاتھوں سے جغایں اٹھاتا ہے جس میں  
جیسا ہے لیکن نگاہی و رافت کی روش سے متجاوہ نہیں ہوتا اس کے جلال میں ایک  
شان حال ہوتی ہے اور اس کے قدر میں رحمت کا جاں نواز پیام ہوتا ہے۔

اس کی زندگی میں مظلومیت کے واقعات بکثرت ملتے ہیں لیکن ظالمانہ حرکات کا  
اس کے احوال میں نام و نشان بھی نہیں ہوتا قوم سے وہ فحش و فحشاء الفاظ سناتا ہے لیکن  
جواب میں قول معروف اس کی زبان پر ہوتا ہے وہ اپنی ہستی مٹاتا ہے اور قوم کی  
اخلاقی و مذہبی ہستی قائم کرتا ہے اس کی پاک و بے ریا زندگی منکرین و معاندین کے  
گروہ کو بھی آخر کار رستی کا گردیدہ اور حق کا جویندہ بنا دیتی ہے۔

سو ختم خود را و طرز عشق

شمع را پروانہ را آموختم

لیڈران قوم کی عجیب و غریب سحر نکات پر نظر ڈالنے ان کے تفکرات کی بوقلمونی  
دیکھنے پھرنا و جو اس کو روانہ لیڈری کے ان کی اس شدت و سختی کا لحاظ فرمایا جسے  
مصلح ہر کس و نا کس کے ساتھ عمل میں لایا جا رہا ہے اس کے بعد یہ فیصلہ سہولت کی بجائے  
کو یہ مصلح ہیں یا مفید و کشادہ۔

قومی قوت کے ارکان | قومی طاقت کا انحصار تین چیزوں میں ہوتا ہے اخلاقی اور روحانی اس وقت  
نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ مسلمانان عالم ہر طرح کی طاقت اپنے ہاتھوں سے کھوپے کے  
میں داؤنی قوت کا فقدان تو دور روشن سے بھی زیادہ واضح ہے یہی قوت اخلاقی و  
روحانی اس کے متعلق شاید بعضوں کو یہ دھوکا ہو کہ مسلمانوں کے پاس ایسی یہ سہولت  
ہے، لیکن اگر آپ کچھ اصناف ملاحظہ فرمائیں گے تو خود معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانوں کی



یہ متاع بے مباحثہ پہلے توٹی جا چکی ہے ہاں کچھ دھندلی سی نشانی رہ گئی تھی اس حد تک  
میں مسلمانوں نے اُسے بھی لپٹنے ہی باتوں مٹا دیا۔

میں اس کی تفصیل و تثبیت کرنا نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کے اخلاق میں اس درجہ  
تفزل آگیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ بسیار اسلامی پران کے اخلاق کھرے ثابت نہیں ہوتے نہیں  
بلکہ دیگر غیر مسلم اقوام کے اخلاق سے بھی ان کا اخلاق کہیں فروتر ہو گیا ہے یہی وہ عمارت  
وہ عقائد وہ سدا نام ہے۔

اگر کوئی مسلمانوں کی اخلاقی و روحانی کمزوری اس درجہ تسلیم نہیں کرتا تو محض  
میرا خطاب بھی نہیں ہو لیکن حقیقت میں حضرات سے گزارش ہے کہ جس قوم کے پاس نہ  
دولت ہو نہ اخلاق نہ علم ہو نہ تہذیب ایسی گری ہوئی مژدہ قوم کے سامنے وہ پیش کرنا  
جو کسی زندہ قوم کے لئے کمزور اور تھانہ خواہی نہیں بلکہ بدخواہی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ ایک طفل نو زائیدہ کو ایک وقت میں دو دو چھوڑنا پڑے گا  
اور غذا کھانا ہو گا لیکن اگر کوئی یہ لحاظ آئندہ آج ہی اُسے روٹی کھلائی شروع کرے  
اور دو دو چھوڑا دے پھر دلیل یہ لائے کہ جو غذا دو برس بعد اس کی ہوگی اُسے  
آج ہی اختیار کیا جائے۔

اور جو چیز دو برس بعد ضرور چھوڑنی ہوگی اُسے آج ہی ترک کیا جائے تو فی الحقیقت  
ایسا عمل کرنے والا اس طفل نو زائیدہ کا غیر خواہ نہیں کہ بلکہ قاتل ہے اپنی بد فہمی کو اپنی  
سوقطائیت سے مخفی رکھنا چاہتا ہے۔

امعان نظر سے کام لیجئے تو لیڈران موسمی کی تحریک کی سر تا سر سوقطائیت معلوم  
ہو جائیگی وہ باتیں جو بعد قوت و طاقت کے کہے جانے اور کئے جانے کے قابل نہیں

[illegible]

انہیں ایتم میں جب کہ کالیوں کے الحاق و ترک اور احوال کا مسئلہ اٹھایا گیا پتہ  
لا دیا جی ایک ہفتہ کے لئے بمبئی کا سفر کرتے ہیں اور سات دن میں اس قدر روپیہ  
لے آتے ہیں جس قدر بمبئی افسر کا کل سہرا یا پونہ لے سکی رہی۔

تعداد کافی ہے۔ تعداد طلبہ و معلمین ایسی گزارش کر چکا ہوں، مالی حالت کے لئے  
ایک حتمی شکل پیش کر دی گئی اگر اس سے زیادہ واضح بیان کروں تو اس کا خوف ہے  
کہ شاید دوسری کوئی اور ضرورت پیش آئے لہذا ناظرین سے یہ گزارش کہ وہ اپنی ترجیح سے  
مدرسہ کی طرف مینڈول فرمائیں۔

اسلامی اور سماجی تعلیم کا لچا و لٹکا کرنے کے ابتداء میں بعض ایسے امور اختیار کیے گئے جن سے اپنی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں ملتا بلکہ اس کا پیدا کرنا مسئلہ تھا

دیکھ رہا ہے کہ یہی کا آؤ تفریق انداز میں شریک ہو چکا ہے کی صورت میں جسے وہ دیکھ رہا ہے  
 وغیرہ ان سب کی بنا پر حق کہ طلب سے بھلا اور جو وہ سمجھتا ہے سہارا سے لے کر  
 جھگڑا ہے۔ نہ تو ان کی یہ باتیں ہر وقت کی سہولت ہو سکتے۔

لیکن انہوں نے ساتھ یہ کہنا بڑا ہے کہ ان لوگوں نے جو تو سب کے لئے حاصل ہو  
 واسطے تھے مسلمانوں کی بہت بہت تھی۔ جو صلہ کی شکستگی سے نہ انصاف والہات کا روبرو  
 حاصل کیا اس لیے جو بڑے منزل رسالہ ہوئے کے باوجود ان کی تفریق ہو گئی۔ اس کی یہی مثال  
 یہ کہ ایک شخص کے دل میں یہ ذوق پیدا ہوا کہ جو ام فکل میں صنعت خانہ اسٹورٹ  
 کا مطالعہ کرے اس شخص کے لئے ایک فوری طور پر تیار ہی شروع کی لیکن اس کے  
 عمل پرنے کے تفریق میں یہاں مصروف و مشغول ہو اگر وہ اس کی تمام ہو گئی  
 اور کبھی اسے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا نصیب نہ ہوا اور استوجب بھی واسطہ  
 مقصود بالذات کہ لیا جائے گا تو اس سے یہی ضروری حاصل ہو گی۔

ایک درود مسلمان شخص یا اپنی طرح مسلم ہے کہ مسلمانوں کو من حیث قوم  
 مسلم اسی وقت ترقی نصیب ہو گی جب کہ ان میں مقبلی معیار تو ہی پر تعلیم کا اجراء ہو گا  
 انہیں مضرت ہے تفریق ہونا کی یہ باتیں بلکہ یہ موقع ایک کو تھانہ کا ہی نہیں ضرورت  
 ہے کہ جلد سے جلد ترقی ہو ہی مشورے سے تعلیم کا ہوں گا ایک صحیح نصب العین قرار  
 دیا جائے۔

پہلے اہمات ماعول پر گہری نظر ڈالی جائے مسلمانوں کی موجودہ وہاں ہی ہو سکتی  
 استقامت کو صحیح اندازہ کیا جائے اس کے بعد ایک ایسی شاہ راہ کی طرف رہبری  
 کی جائے جو فی الحقیقت منزل رسالہ ہو نیز اس پر کثیر تعداد کا چلنا سہل و آسان ہو گی

اصلی شریعت اور وقت جتنا کر نظر نہ کرے گا کہ اس میں جو کہ طلبہ میں احساس و  
 ریشہ پیدا کیا جائے بظاہر ہر انہوں امور میں ہی غیث معلوم ہوتے ہیں لیکن فی حقیقت  
 تمام تر قوی کا راز انہیں ان باتوں میں مخفی ہے۔

موجودہ اہل گمانہ آری اگر دیکھتے ہوتے احساس کی تحریک اوپری نظروں سے  
 گزرتی ہے لیکن اس وقت فقیر کا خطاب ایسا حضرات کے نہیں ہے بلکہ اس گروہ سے خطاب ہے  
 جو دنیا کی طرف سے دور رہتا ہے اور دین کی خدمت اپنی سعادت یا نجات کے لیے نیک  
 نیت نفس نہ گوں سے خود باز رہتا ہے بلکہ اس دور شور و فتن میں زبان و ماری اور  
 نفس کو لے کر مسلمانوں کے اور دنیائے ہو رہی ہے اس بناء کہ حصہ کو علیحدہ کر دینے کے لیے  
 اس سوز غلی اور جوش دلی سے مقابلہ کیجئے جو موقع جنگ بقائے پر ہر طبقہ مسلم میں  
 تھا و چند ہی لحاظ کے فکر میں آپ کہ انہیں گے  
 اے اہل بند بانگ در باطن پنج

اس بحث کو نہ چھوڑیے کہ مسلمانوں کا موجودہ جوش مذہبی ہے یا سیاسی مکی ہے یا  
 دینی مسیحا کی یا فرضی و انہی ہے یا دینی۔

اس وقت تو اس اتنا کہ کو قبول کیجئے کہ طلبہ میں احساس پیدا کرنے کی ضرورت  
 ہو رہی ہے سوال کہ احساس کیوں کر پیدا کیا جائے اور پھر اس احساس سے کس طرح مفید  
 نتائج پیدا کئے جائیں اسے اس وقت تک ملتوی رکھئے جب کہ آپ حضرات کی منتخب  
 جماعت اس مسئلہ کے لئے ملحق ہو۔

اور اگر امر عربی ایسا کہ اس کا درجہ ہوں میں یا یہ فقدان ہے کہ عربی دار میں  
 اس سے مراد ہر گئے دار میں اولاً کس طرح کے ایثار کی حاجت ہے جو مختصر الفاظ میں لکھا



گنیش کے دیتا ہوں مگر مامور سکا کے تین ادا کرتے ہیں چار گن غنیلین کی  
جماعت دے دو سرانگن جماعت معلین و سائنہ و تیسرا گن جماعت علیہ تعلیمین جو  
عالم العلوم کو یہ پاب ہے کہ تحصیل علم میں ہر وہ چیز جو شک و شبہ ہو اسے بالکل ترک  
کر دیں وقت کی بربادی مطالعہ سے محرومی کتاب تفصیل سے بے نیسی جس معاشرہ  
و عادت کا اثر منع ہے اسے یکساز ہو کر دیکھ کر دیکھ کر عزم بالجزم کریں۔

اساتذہ کو بھی اس ایشیاریس طلبہ کا شرک حال یہ پاب ہے وہ واضح اور طریقہ  
جو منافی تعلیم ہے اس سے دست بردار ہوں معلّم صرف اسی وقت است و دست آموز  
نہیں ہو جب کہ وہ منہ درس اور کرسی تعلیم پر جا کر بیٹھے بلکہ اس کی پوری زندگی ایک  
غاموش درس اپنے تلامذہ کو ہر وقت دیا کرتی ہے نقوش و حروف کا درس دینا  
بہت آسان ہے لیکن اپنی عملی زندگی سے علمی و اخلاقی اسباق کی تعلیم عینی تعلیم ہو۔  
تخلیق کی جماعت کو بھی اس قدر ایشاریس ضرور کام لینا ہو گا کہ وہ اساتذہ کو  
اپنا شرک عمل سمجھ کر ساویانہ حیثیت سے تعلیم اور اس کے مستطعات کی طرف متوجہ  
رہیں ان کی انگریزی و کرائی میں بھی ایک شان برادر فوادی اور دولت افزائی کی  
وہ صبیحتیں اور عادات جو مضابطہ و قانون سے ماوراء ہیں ان میں اتفاق و تواضع کا  
اور بھی دگیر و جاذب قلوب نمونہ پیش کریں۔

اس وقت اس سے زیادہ تفصیل ایشاریس کی مقصود نہیں معلّم قوم غور فرمائیں  
اور خود فیصلہ کر لیں کہ تعلیم کچھ ہوں گے اس طرح کے ایشاریس کی حاجت ہو تو نہ  
لیڈ ان موسمی ایشاریس کا پیش کر رہے ہیں اس پر تو ہزار تین پروردی و عشرت پرستی قرار  
مونا کراہیں لینا بلاتمیز کسی کام کا ذمہ اپنے متعلق سے لینا حاجت من اساتذہ

لیکن جس خدمت کا بار اپنے ذمہ لیا جائے اسے خدمت سمجھ کر صحیح اور سچی محویت سے انجام دینا نہایت ہی اہم و معرکۃ الآراء رہی۔

مسلمان ہند کو یہ موقع ضائع نہ کرنا چاہیے اگر اس وقت بھی انہوں نے اپنی تہم گاہوں کا صحیح نصیب الین قرار نہ دیا تو پھر آئندہ کے لئے ذلت و خواری سے رستہ گاری کی کوئی سبیل نہیں بہت سی لایعنی و فضول باتیں بہ تعلیم یورپ مدارس میں اس طرح داخل ہو گئی ہیں جو خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے حق میں تباہ کن ہیں اس وقت بہت دور مندی اور اخلاص کی سخت ضرورت ہے قدیم طرز کی گرویدگی اور یورپ کے ہر ادا پرستینگی سے اب کچھ حاصل نہیں۔

قطع نظر اس تنبیہ و اعلام کے جو یورپ کے میدان جنگ سے ہولناک باز پرسس آئی کی اطلاع مسلمانوں کو دے چکے خود لیڈران موسمی نے علماء سیاسی سے مل کر مسلمانان ہند کو ایسے کمزور شرک کے بھنور میں پھنسا رکھا ہے کہ دو ہی تین برس بعد ہندوؤں کی ایسی نصیبانہ حکومت ان پر شروع ہو جائے گی کہ فرار کی راہ بھی نہ ملے گی اس لئے انہوں میں پھر نہایت نیاز مندانہ اتھاس ہے کہ تعلیم لگائیں کی طرف سے غفلت نہ کیجئے۔ الحاق و امداد مالی نے مسلمانوں کو تباہ کیا ہے نہ آئندہ کی تباہی کا ان سے خطرہ بلکہ تحصیل تعلیم و تعلم سے بے پردائی کا یہ نتیجہ ہے جو پیش نظر ہے۔

لیڈران موسمی جو ترک الحاق و امداد مالی پر اپنا زور صرف کر رہے ہیں اس کی یہ غفلت نہیں کہ ان دونوں امور کو وہ سنگ راہ مقاصد تعلیم یقین کرتے ہیں بلکہ انہیں تو مسلمانوں کا گمراہ کر کے ہندوؤں سے غفلت آشریف پانا ہی۔

ان کی تباہ طلب لگائیں ہوں نے جب یہ دیکھ لیا کہ سلطنت برطانیہ کی روز افزوں

پیش منایت ہندوؤں کو اس قابل بنادیا کہ اب ہر مہل اور سواراج کا مطالبہ ان کی  
 زبان سے ایک صحیح پہنچتی تھا انکا انکار ہے تو وہ اشخاص جن کی طبیعت میں حکومت کی  
 غاشیہ برداری خیر متی انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ سماعت و اور نہیں جب کہ انگریز  
 ہندوؤں کو ان کا منہ مانگا سواراج دے کر خود اپنے ملک و وطن کو بے جا نہیں  
 ہندوؤں کی اطاعت و فرمان برداری منظر اری و بے اختیار ہو گی جس کی آشتی  
 سواراج پر نہ کوئی قیمت ہو گی نہ کسی طرح کی قدر دانی۔

لہذا یہی مناسب ہے کہ قبل اس کے کہ ہندوؤں کو حکومت مل جائے اور انگریز  
 حکومت ہند سے دست کش ہوں نئی ہونے والی حکومت کے ساتھ اسی سے لداوت  
 مندی و عقیدت کیشی کی سلسلہ بنانی امید افزا ہے اسی ضمن میں انگریزوں کو ہندوؤں کا  
 بھی اگر انکار کر دیا جائے تو کچھ غیر مناسب نہ ہو گا۔

اسی نقطہ خیال نے پرستان حکومت کو غلامی ہندو پر مجبور کیا یہ خیال جس بہت  
 دجرات کی تصویر پیش کر رہا ہے اور قوت ایمانی کی جیسی شکل دکھا رہا ہے اسے چھوڑ  
 صرف از روئے دیانت و انصاف یہ فیصلہ کیجئے کہ اسلام و مسلمان کی اس میں کیا غلام  
 و جہودہ کی آج انگریزوں کی حکومت ہو کل ہندوؤں کی ہو گی تبدیلی حکومت اور غیر غلام  
 ملت میں کیا ملاوٹ ہے اسے حضرات لیڈر ہی ارشاد فرمائیں۔

ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن اس وقت انجمن شہر اور اہلکستان  
 کی قوت ہندوستان کی بدولت ہے جب انگریزوں کی حکومت ہندوستان میں نہ ہو گی تو  
 اس وقت مسلمانوں کا خلافت کا ترکوں کا سب سے بڑا دشمن کمزور ہو جائے گا یا بعد ازاں  
 کے قبائل نہ رہیں گے اس عجیب و غریب آئینہ منظر کا جواب کیا دیا جائے۔



اس طرح پر ایک نقشہ پیش کرنا ہوں جو عالمی جناب پر ویسے قاضی جلال الدین صاحب فراد آبادی کے قلم کا نتیجہ ہے اسے ملاحظہ فرمائیے مشہد کا نقشہ پہلے ملاحظہ ہو اس کے مقابلہ میں نقشہ ہی اسے دیکھئے جنگ طرابلس کا آغاز سنہ ۱۸۰۷ء میں ہوا اور چھ سالہ میں جنگ یورپ کا آغاز ہے اسی آٹھ برس کی مدت میں ترکی سلطنت کی اسے کیا ہوگئی یورپین طاقتوں نے کس طرح اپنے حصے بخرے کر لئے اسے نقشہ میں پھر ملاحظہ کریئے گئے کہ ارضی کے وہ حصے جس پر صدیوں تک اعدا قدموں کا نام لیا گیا تھا جہاں سے بحیرہ اقیانوس کی صدا بلند ہو کر کفار کے دل کپکپا دیا کرتی تھی آج وہاں خلیفہ کا علم بلند اور کفر کا پاناہ گرم ہے اس خاکدان عالم میں اسلام کو سلطنت کرتے ہوئے چودہ صدیاں گزر گئیں اس اثنا میں متعدد خاندان اسلامی کے ہاتھوں میں شمشیر اسلامی کا قبضہ رہا بہت ملک فتح ہوئے بہت سی قومیں اسلام کی اطاعت میں آئیں لیکن قلب یورپ کو جس کی برہمن شمشیر نے صلیب پرستوں سے قطع کر کے خدا پرستوں کے مقبوضات سے واصل کر دیا وہ ترک ہیں۔

یہی وجہ ہے جو یورپ کا ہر مسائی ترکوں کو دیکھ کر اپنی انسانیت اپنی مذہب اپنی شہادت اپنی تہذیب بھول جاتا ہے ترکوں کی ناپسندیدہ جنموں نے مطالعہ کی ہے ان کو لئے یہ کوئی راز نہیں کہ یورپ میں جس سلطنت نے طاقت و قوت حاصل کی وہی سلطنت ترکوں کی سب سے بڑی دشمن رہی ہے ایک زمانہ روس کی عداوت و بیعت کا تھا اب اگر یورپ کا وقت آیا ہے ایسی قیاسیں کہ ابھی زمانہ نہیں گزرا جراثیمی کا وجود بعض تفسیر کہیں نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن چوں کہ اس نے قوت حاصل کی اپنی حوصلہ آزمائی کے لئے اسے طرابلس کا میدان سب سے پہلے انگنائی دیا۔



(نقشه ایران در زمان صفویه)  
(مطابق با نقشه جهانگیری)

۱- قسطنطنیه  
۲- تبریز  
۳- مشهد  
۴- اصفهان  
۵- شیراز  
۶- یزد  
۷- کاشان  
۸- قزوین  
۹- همدان  
۱۰- کرمان  
۱۱- بروجرد  
۱۲- خراسان  
۱۳- سیستان  
۱۴- بلخ  
۱۵- بخارا  
۱۶- سمرقند  
۱۷- هندوستان  
۱۸- چین  
۱۹- روسیه  
۲۰- اروپا





و کسٹوائے انصاف شرط ہے اس وقت تاہم روس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا ہوگی  
ایک عجیب امید و بیم کے عالم میں ہے لیکن ہم اس کی تباہی سے ترک کہاں سلامتی کے  
برکات پہلے اسی طرح اگر انگریز تباہ ہو گئے تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ ترک کا نظام  
قائم ہو جائے گا و دسیوں کے بعد انگریز خود دار ہوئے تو ان کے بعد کوئی اور دوسرا  
حریف پیدا ہو جائے گا۔

اس حقیقت سے انکار کی تمہیں کیوں کر جرات ہوتی ہے کہ قوم ہو یا شخص اپنی تاب  
توانائی سے قائم و باقی رہ سکتا ہے کہ دشمن کے ضعف و ہلاکت کے کیا ایک مریض و نحیف  
اُس وقت تندرست و قوی ہو جائے گا جب کہ اُس کے دشمنوں میں سے ایک قوی دشمن  
ہلاک ہو جائے اور اپنی نیابت اُس کے دوسرے دشمن کے سپرد کر جائے۔

عزیزان وطن! پاک مذہب اسلام جس کی ساری تعلیمات کا جوہر تو حید مذہب پرستی ہے  
اُس کا دشمن ہم صرف انگریزوں کو کیوں قرار دیتے ہو ہر مذہب باطل جو دنیا میں ہے جو  
ہے یا کسی وقت اختراع کیا جا سکتا ہے وہ اس دینِ قوم اور صراطِ مستقیم کا دشمن جانی رہے  
کفر و اسلام میں جب کہ تضاد ذاتی ہے پس یہ محال عقلی ہے کہ کوئی مذہب کفر و مشرک  
انگوں سے اسلام کو دیکھنا گوارا کرے یا مجبوری معذوری کی اور بات ہے فرقانِ کریم نے  
سیکڑوں جگہ اسی کی خبر دی ہے پس مسلمانوں کو خود اپنے آپ میں توت پیدا کرنے کی  
ضرورت ہے نہ کہ غیر قوم میں جذب و دغم ہونا یہی شریعت کا فتویٰ ہے اور یہی عقل سلیم کا  
ایک دشمن سے نجات پانے کی تدبیر میں ہستکاری سے قبل دوسرے دشمن کے ہاتھوں  
میں گرفتار ہو جانا عقل کا فتویٰ ہے نہ تعمیل حکم شریعت الہی ہے۔

اگر کسی قدر مشرت شور و غوغا اور جنگ و جدال کا موقع پیش انصاف کے ساتھ



اور یہ اس سبب کہ آپ نظام تعلیم میں تبدیلی چاہتے ہیں یہ کوئی نئی تمنا نہیں  
ہوتی ہے اس کی سہی جا رہی ہے بلکہ یونیورسٹی باوجود ان تمام تعلقات کے جو گورنمنٹ سے  
اسے حاصل ہیں اعتبار دیگر یونیورسٹیوں کی بہت زیادہ قوم اور ملک کے حق میں مفید ہوتی  
ہے اور سوشل سروس کے لیے ایسا کام کرکے ملے سے قبل اور اس سے بہتر کہ عیسائی تعلیم کا فائدہ  
ہندوستانی رہا ہے نہ بدست جو برادریوں سے اس حد تک مہولت پیدا کر لی ہے  
کہ عیسائیوں کو یونیورسٹیوں کا نیچہ ایک ہڈ میں اور ٹھکانہ یونیورسٹی کا نیچہ دوسرے ہڈ میں رکھا  
جائے تو پھر یہی ٹھکانہ یونیورسٹی کا ہڈ بھاری رہے گا۔

پس اگر آپ کا مقابل فریق یہ عرض کرتا ہے کہ موجودہ تعلیم لگا ہوں کو تباہ نہ کیجے  
بلکہ اپنے بددست دلائل اور قوی براہین سے انھیں بھی فائدہ بخش جائے چار ہزار  
لاکھ جو اس وقت مصروف تعلیم ہیں انھیں ترک تعلیم کا وعظ نہ فرمائیے۔ ہاں چھ گروہوں کو  
لاکھ چھ ہائیس ہزار مسلمانوں کے لیے ایسی تعلیم کا وہ آپ چاہیں قائم کریں پس یہ اتنا  
کمزور کام نہیں جس کی شرعی کی بنا پر ہے۔

(۷) اگر بری تعلیم یا انگریزی ملازمت یا عمری کونسل مسلمانوں نے تائید و حمایت  
دے تو حکام حکومت انگریزی کے خیال سے نہ اختیار کی تھی نہ اس وقت اس خیال سے  
اس کی تائید کر رہے ہیں بلکہ مقصود اس سے اپنا اور اپنی قوم کا نفع اور قیام تھا ہندوؤں  
کا بھی یہ مقصد تھا لیکن مسلمان اپنی سہل انگاری و تن آسانی کی بدولت مقصد سے غافل  
ہو گئے اور ہندوؤں نے مطلب و غایت کو ایک آن بھی فراموش نہ ہونے دیا پس اس وقت  
مسلمانوں کو صحیح مقصد و مطلب کی طرف متوجہ کرنا مفید ہے یا ہر ایک امر کے ترک کی  
تعمیل و جماعت یہاں تک کہ یہ اتنا کمزور کام نہیں جس کی شرعی کی بنا پر ہے۔



(۳) آپ مسلمانان ہند کو ہر طرح کی قوت و طاقت سے ہر بوجہ تسلیم کرتے ہیں اور فرقہ نشین کے صنف و نسل و ذات و قبیلہ کا بغیر رکھتا ہے اس سے انہیں کہ وہ غرور است یہ ہے کہ اپنے قوت پیدا کیے پھر اسی مقدار کی مناسبت انہیں حمل کا حکم دیتے ہیں یہ التماس کفر و حرام کس دلیل شرعی کی بنا پر ہے۔

(۴) آپ اس پہلو کو بالکل نظر انداز فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے ال و تنجائی کا حقیقی علت کیا ہے اسی لئے اُنہیں جائز ہے چشم پوشی ہے لیکن آپ کا فرقہ مقابل یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کی یہ عقیدہ کی توحید سے بے نفیسی عبادات سے بے تعلق معاملات میں شریعت کی خلاف ورزی کا یہ نتیجہ ہے جو ماننے آیا ہے اس اسلمی مسلمین جس اس پہلو کو نظر انداز فرماتے یہ التماس کفر و حرام کس دلیل شرعی کی بنا پر ہے۔

(۵) آپ دین و مذہب کی حقیقت صرف اس قدر قرار دیتے ہیں کہ دنیا کا سب سے زیادہ موثر آگہ ہے ان کو مطلع فرماں بردار بنانا اور انہیں جوش میں لانے کا نام لے کر بیہوش حاصل ہوتا ہے اسی غرض سے دانشمندیوں نے مذہب کا ایجاد کیا لیکن آپ کا فرقہ مقابل یہ کہتا ہے کہ مذہب کے منتقل ایسا عقیدہ سخت الجاہ و لذت دہ ہے دنیا محض بے حقیقت شے ہے اس جب کہیں اس حق کے پاس یہ آتی ہے تو اس کو منتقل دین کی خدمت گزار ہی ہوتی ہے قیام کو کھنڈ و مسمیٰ نہ صرف تاوانی ہی بلکہ جنوں و دیوانگی ہی یہ التماس کفر و حرام کس دلیل شرعی کی بنا پر ہے۔

(۶) آپ یہ کہتے ہیں کہ دین و مذہب باقی رہے یا مٹ جائے لیکن دنیا کی ساری باتوں کے لئے اسی خیال سے آپ ایک ہندو کا نام محمدی علیہ السلام کا رہتہ دیتے ہیں حدیث نبی غریب کہتے ہیں تفسیر کی نا تمام عبادت نقل فرماتے ہیں لیکن آپ کا فرقہ مقابل یہ کہتا ہے

کوساری دنیا ہی اگر ایمان فردوسی پر لی جائے تو وہ ملعون ہے ہاں دین کی شوکت و  
 ہے اگر دنیا مشرقی طور پر حاصل کی جائے تو وہ دنیا نہیں بلکہ محافظ دین ہے  
 جس طرح ریح جب تک کسی جسم میں باقی ہے تو اس کے لئے ناکل و منار بے سکن  
 و عابس و دیگر ضروریات زندگی کا سامان درکار ہوتا ہے لیکن ایک قاب بیجان جس  
 روح نے مطاوت کر لی ہو تو اس کے لئے صرف لحد کا گوشہ کافی ہے پس اگر مسلمان  
 نے اپنی قومی نفع یعنی مذہب ہی کو دیا تو پھر اس مرد لاش کے لئے پیوند خاک ہی  
 ہونے کا فتویٰ ہے یہ اتنا کفر و حرام کس دین شری کی بنا پر ہو۔

پھر اگر اس تمام شدت و استبداد کا یہ عذر فرما کر لیا جاتا کہ اس وقت التاب  
 اندرونی ہے اگر اسی قدر لیڈروں کو ایسا مضطرب کر دیا ہو کہ آنکھوں سے نیک سہ کی  
 تیز آٹا گئی ہو مضطرب ہے قرار پر الزام کیا لیکن جب اس حقیقت پر نظر پڑتی ہے کہ یہ  
 سارا جوش و خروش طرقت اس لئے ہو کہ کفر کی گرم بازاری اور کفار کی چیرہ دستی ہو  
 تو پھر سارا الفاظ کھل جاتا اور آپ کے خورمانہ مذہب کی حقیقت بالکل ہی بے نقاب ہو جاتی  
 الی بصیرت و ادب باب خبرت سے یہ راز مخفی نہیں کہ بلند بانگ لیڈر کے قلوب  
 آج بھی یرپ و انگریزیت کے محبت لبریز و مالالہ ہیں لیکن باوجود اس کے جو انگریزوں  
 کو اس پابندی و التزام سے ہر روز بڑا کسا جاتا ہے کہ نمازیں ادا ہوں یا قضا نماز  
 کلام مجید سے انھیں سعادت اندوز ہوں یا بے نصیب و محروم مگر یہ ورد قضا نہ ہونے  
 پائے اس کی علت نہ تو انگریزوں سے بیزار ہی و نفرت ہو نہ اسلام کی ورد مندی و  
 خیر خواہی مگر یہ بھی تعلیم الہیہ و کفار میں ادا کی جا رہی ہے۔

ہندوؤں کو انگریزوں سے نفرت ہو بلند بانگ لیڈر بھی نفرت کا اظہار انگریزوں

کرتے ہیں ہندوؤں کو سواراج چاہیے بلند بانگ حضرات بھی سواراج کے لئے صد  
 احتجاج بلند کرتے ہیں ہندوؤں کو انگریزوں سے عداوت ہو اور وہ اس کے واسطے  
 اخراج ہیں بلند بانگ لیڈر بھی اس کی نقل اتارتے ہیں خلاصہ یہ کہ انھیں تو ہندو کی  
 رضا و خوشنودی مطلوب ہے جو وہ کہیں گے یا کریں گے بلند بانگ لیڈر اسی کی عداوت  
 کر دیں گے۔

صلح نامہ ترکی میں اگر تبدیلی نہ ہوئی تو ایشیائیں برٹش گورنمنٹ کا اقتدار خیال  
 سواراج کو باطل کر دے گا اس لئے ہندو متیاب ہیں بلند بانگ لیڈر بھی باتلج ہونا  
 مصروف مرثیہ خوانی ہیں۔

ہاں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ محبوب کا ذکر ایسا باوسلہ ہر طرح لذت بخش ہوتا ہے  
 خاص کر شاعرانہ تخیل معشوق کو قاتل ظالم سفاک بیوفا اور بد عمدہ کے بغیر حق عاشقی سے  
 شکر و شہادت ہی نہیں ہوتا اسی مناسبت سے اچھے قبل انگریزوں کے مناتب وادعات  
 زبان لطف لیتی رہی اب ان کی بھو دزم کی باری ہے شاعرانہ مذاق پر انھیں کیا  
 ہو رہی ہے اور انھیں کے نام کا درد ہے۔

لیڈر کے اقسام اس وقت مسلح لیڈری پر جن کا وجود ہے زیادہ نمایاں ہو رہا ہے دو قسم کے  
 اشخاص ہیں ایک تو وہ ہیں جن کی جہتی اور فو دکا نامہ اسی لیڈری پر ہے مسلمانوں کے  
 سامنے ہتھیال انگریز تحریکیں یکے بعد دیگرے پیش کرتے رہتا ان کی لیڈری کی جان ہے  
 ایک امر تباہ کن کا سامنے لانا اور پھر قبل اس کے کہ مسلمان اس تباہی سے باخبر ہوں  
 دوسری تباہی ان کے سروں پر لاکر پیمان میں ڈال دینا ان کی لیڈری کا جو ہر  
 اسی کے ساتھ جلب مال کا اصول کسی حال میں نہ بھولنا لیڈری کی روح رواں ہے۔



دوسری قسم کے وہ اشخاص ہیں جن کی گرفت میں جب زیادہ تعدادی نمودار ہو  
 وغیرہ کے مواقع پر معمولی اشخاص کے ذیل میں ڈال دیئے گئے تو پھر مجبوراً  
 دیکھا کہ وہ ملتا ہی نہیں کعبہ کو ہوتے

اس میں ایک سریہ بھی تھا کہ شاید حکومت پر ایسی دھمکی پڑ جائے کہ جس سے خائف  
 ہو کر کھانی افلات کرے۔ اسی کے ساتھ اگر دین پر بھی مفت کرم دہشتن کی رسم ادا ہو جائے  
 تو کیا سناٹہ غرض نمایاں لیڈر کی حقیقت ان دو صورتوں سے خالی نہیں رہے ان حضرات  
 سے ماورا ان کے حب حال غالب کا یہ مصرعہ

بے تو خوف ہے کہ جو کچھ کہہ بجا کیے

حضرت لیڈر انصاف شرط ہے موقع جنگ بھقان پر وفد طلب جانے کی تجویز ہوئی  
 اختلاف مسلمان ہندو نے اس تحریک پر بیک کما دل کما دل کر چندہ سے وفد کی انت  
 کی آپ اس کا حساب نہیں لیکن اس قدر بتائیں کہ وفد طلبیہ کے مصارف کا آج کا اس وفد  
 اس سے جوابی لاءہ جابج کی خدمت میں پیش ہوا تھا کیا مقابلہ ہے جب کہ مسلمان  
 ایک موقع پر دم خلیفہ مت خلافت کے لئے پیش کر چکے تھے جب کہ مسلمانوں کے روئے  
 سے سب کا ہونے کے متعلق آپ کو زیارت حرم البیاء لندن کا لطف مل چکا تھا تو پھر اس  
 موقع پر بھی اگر اس خدمت دینی کی سعادت صرف مسلمانوں کے حصہ میں مخصوص نہ کی جاتی  
 تو کیا کفر و حرام ہوتا اگر مسلمان کافی سرمایہ آپ کی مشرت پرستی کے لئے جمع کر لیتے تو آپ کیا  
 اپنے بعض لائقوں کو قربان کر دیتے اور کباب عورات غریبہ ادا مزارت بیجا سے محفوظ بھی  
 رہتے اور ہندوؤں کو مخالفت بھی نہ ہوتی جو محالات حقیقی ہر۔

حضرت لیڈر اہل بن کی آپسے اختلاف کی اصلی وجہ یہ ہے کہ آپ اہل ہنود سے



وہ سارے تعلقات پیدا کر رہے ہیں جنہیں حق سبحانہ سے مراد فرمایا ہو۔ موالات اور وراثت  
اور گونہ یہ تین ایسے امور ہیں جنہیں ایک مومن کسی حال میں بھی کسی کافر کے ساتھ جیتنے  
اور پیدا کرنے کا مجاز نہیں بنایا گیا آپ حضرات انہیں نہیں منہی حد امور کو نہ صرف جائز بلکہ  
واجب و فرض قرار دے رہے ہیں۔ کمال غلو اور امتنائے انہماک سے کفر کی امداد اور  
مسلمانوں کے حقوق مذہبی کا اٹکات کر رہے ہیں اگر یہ ضوابط تو آپ کے کچھ ہی اختلاف تھا  
آپ جائز تعلقات کو انگریزوں سے موالات کہتے تھے ضعف کو قوت سمجھتے تھے  
فصلت کو تیار ہی جانتے تھے اہل حق آپ کے ان خیالات کو جوش مضطرب پر معمول کر لیتے  
پھر آپ مخلصانہ عرض کرتے کہ جائز امور کو موالات کہنا شایع علیہ السلام اور شریعت  
الزام ہی انعام موالات کا استعمال نہ کیجئے ضعف کو قوت سمجھنے میں مسلمانوں کی تباہی ہے  
فصلت کو تیار ہی سمجھنا دشمن کے ہاتھوں میں گرفتار ہونا ہے امید تھی کہ آپ گرامی قدر  
حضرات بھی سمجھ جاتے اور باہمی مفاہم و تبادلہ خیال سے اصلاح مسلمین کی کوئی صورت  
پیدا ہو جاتی۔

لیکن ستم تو یہ ہے کہ آپ گمانہ می کو اپنا امام بناتے ہیں اور مسلمانوں کو اس کی  
اقتدار پر مجبور کرتے ہیں آپ کفر کی حمایت کرتے ہیں اور مسلمانوں پر امانت کفر کے لئے  
دور ڈالتے ہیں زبردستی کرتے ہیں اہل حق قرآن کریم کا منہ می مٹاتے ہیں آیت کریمہ  
کی تلاوت کیجئے۔

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ ۚ سَلَفُ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْغُضُونَ ۚ  
مَنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۗ  
مسلمانوں کو نہیں پہنچنا کہ وہ مومنین کے سوا کافروں  
کو اپنا دوست نہ لے۔ دیکھ رہا تھا۔

موالات کی تفسیر گز چکی ہندوؤں کے کافر ہونے آپ کو بھی انھیں پھر نہ صرف یہ کہ

آپ اپنے دینی امور میں ان سے مدد لے رہے ہیں بلکہ خود ان کے دین کی آپ مدد کر رہے ہیں یہ حوالات نہیں تو کیا دیں۔

ہندو گائے کی قربانی اٹھاتا چاہتے تھے حضرات لیڈر نے اس غلو کے ساتھ ہندوؤں کی تائید میں اپنی آواز بلند کی کہ حدیث شریف میں تحریف تک کر گزرے علماء سیاسی نے بھی اس تحریف سے چشم پوشی کی اور یہی فتویٰ دیا کہ مسلمان بکرے یا مینڈھی کی قربانی کریں گائے کی قربانی سے باز آئیں۔

رائوں کی پوجا میں مسلمان شریک ہوئے گا لکچر دیوڑیاں مسلمانوں نے پڑھائیں رام لچمن کو قلع مسلمانوں نے پٹنایا سنگھ و پریاگ کو مقدس مسجد مسلمانوں نے کہا یہ مذہب ہندو کی معاونت نہیں تو کیا یہ تنگنہی ہے۔ کعبہ یہ کہ جس نے ان اعمال خبیثہ سے منع کیا شریعت اسلام کا حکم سنایا تو حضرات لیڈر نے اس مخلص ناصح کو کافر منافق و خیر خواہ لکھریزہ و رمبہب فردش کیا سچ ہے ہندو مسلمانوں کے ملچھ جانتے ہیں اس لئے وہ فرقہ جو اب ہندوؤں میں شمال اور ان کے دین میں داخل ہوا ہے اگر کہتے اور سچو مسلمانوں کو کافر نہ کہے تو خود کافر ہو جائے۔

(۴) ہندوؤں سے آپ و داد رکھتے ہیں اور اسی کی تلقین مسلمانوں کو کرتے ہیں اہل حق و داد کفار کے ساتھ حرام جاتے ہیں قرآن کریم کا فتویٰ پیش کرتے ہیں آیت کریمہ کی تلاوت کیجئے۔

لا تجعل قوماً يؤمنون بالله واليوم الآخر وادوا دينهم  
تؤدوا دينهم قوماً يؤمنون بالله واليوم الآخر وادوا دينهم  
حاشا لله ورسوله ولولا فوا  
ان سے جنہوں نے مقابلہ کیا اللہ کا اور اُس کے

ایسا ہمارا واجبہ اور واجبہ رسول کا کریم وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی  
ادعائے تھمہ الخ

یا رشتہ دار ہی کیوں ہوں۔

آیت کریمہ پچا کر کر کہہ رہی ہے کہ مخالفین اسلام سے وہ دشمن اور اہل ایمان  
نہیں جس قلب میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہو وہاں کسی کافر کی محبت کا جہز  
محال ہے حضرات لیڈر! آپ نہ صرف گاندھی کے نشہ الفت میں سرشار ہیں بلکہ اس کے  
بادۂ غفلت سے آپ کے قلوب یہ مست ہو رہے ہیں۔

حبیب کبریا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیع و اعلیٰ جناب میں گنجل گایاں  
دینے والا حق سبحانہ کی طرف کذب بیسے نتیجہ امر کا منسوب کرنے والا آپ کی آنکھوں  
کا نور اور دل کا سرور ہے لیکن اگر کوئی گاندھی کو کافر کے جو محض واقعہ ہے تو آپ شہید  
تاب شننے کی نہیں رہتی۔

دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس وقت گاندھی کی غفلت و محبت لیڈر حضرات کس کس  
نوعیت سے مسلمانوں کے دل میں پیدا کر رہے ہیں یہ صریح خلاف و دوزی حکم الہی  
نہیں تو کیا ہے۔

(۴) آپ حضرات نے ہندوؤں کا سارا پکڑا ہے اہل حق اس سے منع کرتے  
ہیں اور قرآن کریم کا فتویٰ جاری پیش کرتے ہیں۔ آیت کریمہ کی تلاوت کیجئے۔  
وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا  
فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ  
مسلمانوں فالوں (کافروں) کی طرف نہ بھڑک  
وہ نہ تمہیں الگ پکڑے گی۔

امام رافضی صغیانی رکن کے معنی یہ بتاتے ہیں۔

رکن التی جاسبہ الذی لیکن کسی شے کا رکن نہ کہیں گے جس کی طرف



الیه و استعاضا باللقوقۃ شے اگر ٹیپے اور استعاضی اس کی قوت کے ہیں۔  
 آپ نے ہندوؤں کا ہمارا کپڑا ان کی قوت کو اپنی قوت سمجھا ابتدا میں جبر قہر  
 سلطان ہاشم شریع ہوئے ان میں یہ جوتا تھا کہ مولانا عبدالباری صاحب کافری  
 اور عاتقا گاندھی کا حکم لیکن اب تو صرف گاندھی صاحب کا حکم ہی حکم رہ گیا فرمان گاندھی  
 نے اب جیسی قوت حاصل کر لی کہ اس کی خدیشہ برداری کے لئے مولانا صاحب کے  
 قہر کے کیسی عابت نہ رہی اس وقت گاندھی نہ صرف آپ کا رکن چھو کہ مار لیڈری  
 ہے اگر گاندھی آپ کا ساتھ چھوڑ دے تو آپ کی لیڈری کی عمارت دسم سے زمین پر  
 آویں گی۔

سچے مسلمانوں کے مزید ایمان کی غرض سے چند احادیث شریفہ نقل کرتا ہوں  
 تاکہ انھیں اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ دینی امور میں جب کہ کفار سے مدد لینا مکروہ ہے  
 تو دین کا فرقہ و مسلمان کے لئے کب جائز ہو سکتی ہے۔

۱۔ احسن حبیب بن اسحاق قال ایتنا  
 ورجل من قومی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم وھو یزید بن عرقہ فقلت یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم انا فاسق ان یشھد  
 قوما یشھد الانستعین معہم فقال  
 المسلما قتلنا لا قال فاما لا نستعین  
 بالشرکین قال فاما لہما و شھدنا معہ  
 الی آخر الحدیث رواہ الحاکم وصححہ  
 حضرت حبیب بن اسحاق کہتے ہیں کہ کسی غزوہ پر  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے میں  
 اور ایک شخص امیری قوم کا حاضر نہ رہا جو کہ کلمہ شہید  
 کہ میں شرم آتی جو کہ ہماری قوم ایک معرکہ پر  
 جا رہی ہو اور ہماری مدد انھیں کے شامل نہ ہو۔  
 ارشاد ہوا کہ کیا تم دونوں اسلام لائے حبیب  
 کہتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ  
 ارشاد ہوا ہم مشرک کی مدد نہیں لیتے حبیب کہتے  
 ہیں پھر ہم دونوں مسلمان ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ساتھ شریک غزوہ ہوئے۔



(۲) ان جادۃ بن الصامت کان لد  
حلفاء من اليهود فقال یوم الاحزاب  
یا رسول الله ان معی خمسائة من الیهود  
وقد ساربت ان استظهرتم علی العدة  
فنزلت هذه الایة لا یتخذ المؤمنون  
الساکرین اولیاء ۛ

مبارک بن صامت کے بیعت ہماری تھے غزوہ  
خندق کے موقع پر جادہ نے عرض کیا کہ یا رسول  
میرے ساتھ پانچ سو یودی ہیں میری رائے ہے  
کہ دشمن کے مقابلہ پر اس سے مدد ملے تو اس وقت  
یہ آیت نازل ہوئی کہ مومنین کو یہ نہیں چاہیے کہ  
وہ کافروں کو اپنا مددگار بنائیں۔

(۳) امام مسلم صحیح مسلم شریف میں ایک باب منقذ فرماتے ہیں باب کذا تھا  
فی الغزو بکافر یعنی اس باب کے تحت میں وہ حدیث بیان ہوئی جس سے یہ ثابت ہو گیا  
کہ غزوات میں کافر سے مدد لینا مکروہ ہے۔

عن عائشة نروج البقی صلی اللہ  
علیہ وسلم انها قالت خرج رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم قبل بدر فلما  
کان بجرة الوبر ادرکہ رجل  
قد کان یدکر منہ جرة وغد  
ففرح اصحاب رسول اللہ صلی  
علیہ وسلم حین راؤہ فلما  
ادرکہ قال لمرسول اللہ صلی  
علیہ وسلم۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جنگ بدر  
کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مقام حرة الوبر  
پر پہنچے تو ایک ایسا شخص حاضر ہوا جس کی ہمدردی مسلم تھی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے دیکھ کر خوش ہوئے جب وہ یوں  
کے پاس پہنچا تو اس نے حضور عرض کیا کہ میں اس غرض سے حاضر  
ہوا ہوں کہ اس کام میں آپ کی اتباع کروں اور آپ کے ہمراہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا اللہ اور  
اس کے رسول پر تو ایمان لانا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے  
ارشاد فرمایا کہ ہٹ جا میں ہرگز مشرک مومنوں کا  
پھر جب ہم مقام حجرہ پر پہنچے تو اس نے اپنی

جنت لا یتبعک و اصیب معک قال لا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو منی  
 باللہ ورسولہ قال لا قتال ما رجع  
 قلن استعین مشرک قالت ثم منی سنی  
 اذ انکاب النبیۃ ادبرکہ الیہل فقال لہ  
 کما قال اول مرۃ فقال لہ النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کما قال اول مرۃ قال فارجع  
 قلن استعین مشرک قال ثم جع فاعادہ  
 بالیساء فقال لہ کما قال اول مرۃ من  
 باللہ ورسولہ قال ثم فقال لہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فاضطج (اسلم)

اہم فی الدین ما رمی تفسیر میں تحت آیتہ کریمہ لا یخذوا الیہود والنصارا  
 اولیاء علیہم اولیاء کی تفسیر میں اللہ فرماتے ہیں اکتی لا تعملوا داعی الی استنصارہم  
 ولا متودد الیہم یعنی ان کے مدد کرنے پر اعتماد و بھروسہ نہ کرو اور ان کی دوستی  
 پیدا نہ کرو۔

فاروق اعظم کا ایک فتویٰ نقل فرماتے ہیں۔

اس موقع پر اسے بھی سن لیجئے بصرہ پر حکومت مسلمانوں کی قائم ہو چکی تھی ابو موسیٰ  
 اشعری وہاں کے مالِ مینی گورنر تھے وہ اپنا دیوان جسے اُس وقت کا بجے لقب کے خطاب  
 کرتے ایک نصرانی کو متعارف کرتے ہیں فاروق اعظم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے اُسی  
 سے فرمایا کہ اُسے معزول کر کے کسی مسلمان کے پسر پر عہدہ کرو مسلمانوں کے کام میں

ایک نصرانی سواغات نہ لینا چاہیے۔ ابو موسیٰ نے کہا لہذا میں نے دلی کتابتہ یعنی دلی  
 مذہب اُسے مبارک ہو مجھے تو اس کے فن سے مطلب و غرض ابو امیر المومنینؑ فرمایا  
 لا اکرہم اذا احاطهم الله ولا احزهم اذا اذلهم الله ولا احببهم اذا حبب  
 لهم الله یعنی میں اُس کی توقیر نہیں کرتے جس کی خدا نے توہین کر دی ہو میں اُسے عزت  
 نہیں دیتا جسے خدا نے ذلیل کیا ہو میں اُسے قریب نہیں کرتا جسے خدا نے دور کیا  
 ہو ابو موسیٰ کہتے ہیں مجھ پر یہ ہرگز مسلماؤں میں کوئی اس کام سے واقف نہیں بغیر  
 اُس نصرانی کے بصرہ کا کام چل نہیں سکتا ابو موسیٰ کے خاص الفاظ یہ ہیں لا یتهم  
 احدا البصرۃ الا بیدہ یعنی بصرہ کا کام نہیں پورا ہو گا مگر اُسی نصرانی سے فاروق اعظم  
 فرماتے ہیں مات النصرانی والاسلام یعنی فرما کر لو کہ وہ نصرانی مر گیا اُس کے  
 مرنے کے بعد آخر گو ریزی کے دفتر کا کچھ انتظام ہو گا وہی انتظام جو اُس وقت کیا جا  
 اب کر لیا جائے۔

فاروق اعظم پر یہ امر تمام تھا کہ دفتر کے کام میں کوئی مسلمان ماہر نہیں نصرانی  
 کی واقفیت و مہارت بھی معلوم نہ تھی لیکن ایک کافر کا تسلط اسلامی گورنری میں غیرت  
 فاروقی کے برداشت میں نہ تھا۔

نصرانی محکوم تھا مصلح اسلام تھا ابو موسیٰ کا ماتحت تھا لیکن دیوان ہو کر سامنے  
 دفتر پر حاوی ہوا جاتا تھا کافر کا ایسا مستند علیہ ہونا فاروق اعظم کو گوارہ نہ تھا احتمال تھا  
 کہ جب قلم اُس کے ہاتھ میں ہو تو اپنے فن کو اگر مضرت رسائی میں مسلمانوں کے استعمال  
 کو تو کچھ بعید نہیں۔

نصرانی کا کمال اور مسلمانوں کا اس فن سے نا آشنا ہونا ابو موسیٰ کو اس پر مال کرتا



تاکہ نصرانی عدو کثابت پر برقرار رہے امیر المومنین کو اسی وجہ سے اُن کے معزول کرنے پر اسرار تھا کیسا کام میں پر مسلمانوں کو دسترس کامل نہیں اور کافر میں اُن کی صلابت کامل موجود مسلمانوں کے ضرر و نقصان کا اندیشہ رکھتا۔

ابو موسیٰ اپنے میاں کی بنا پر کہتے تھے۔ لایتم احرار البصیرۃ الا بالبدیع یعنی بصیرہ کا کام بیڑا اُن نصرانی کے پورا نہ تھا۔ فاروق اعظم نے اپنے خیال کی بنا پر فیصلہ صادر فرمایا۔ سات نصرانی و اسلام نصرانی مر گیا اور اُن کا کمال دفن ہو گیا۔

اس عمل فاروقی نے یہ نکتہ بھی حل کر دیا کہ جب تک اپنا کام آپ نہ سمجھا لائے گا اُن وقت تک نہ تو کام کرنا آئے گا نہ تن آسانی چھوٹے گی دو مسروں کی محنت پر بھروسہ کرنے کا ہی تو یہ نتیجہ ہے جو آج مسلمان ہر چیز میں محتاج اختیار ہیں انتہایہ کہ دین بھی ایک لافز سے سیکھتے ہیں۔

(۱۱) فاروق اعظم کے فتنے نے یہ ثابت کیا کہ کافر اگر فریق محارب نہ ہو جب بھی اُن پر ایسا اتھار نہ کیا جائے کہ مسلمانوں کے کاموں کی کفالت اُن کے سپرد کر دی جائے کیا کوئی قدح حضرت سنت فاروقی پر عمل آ رہا ہوں گے مات الکافر کفر اپنی جمعیت اہل اسلام ابھلے خلافت کو گاندھی سے پاک کریں گے۔

(۱۲) احادیث ثقت نہیں فتویٰ فاروقی سے قبل نکلا گیا ہے اُن سے یہ معلوم ہوا کہ لافز کی وہ امور دینی خصوصاً بنیادیں قبول کرنے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے باصرہ تمام الکافر یا یہ ہے کیا گرا ہی تھو حضرات اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل آ رہا ہو کہ یہ کہیں گے کہ اُن تفسیقین بشری ہرگز مشرک سے مدد نہ لیں گے۔

(۱۳) آیات ایسے صاف و صریح الفاظ میں ظاہر کر دیا کہ موالات و داد و اور

مطلقاً کفار کے ساتھ حرام ہے خواہ لائٹ جا بچ ہو یا مشرک گندمی کیا گرامی تہہ حضرات  
تعمیل حکم قرآن پر آمادہ ہیں۔

گرامی تہہ حضرات کفار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رد قبول فرمائی ہے  
مثلاً جنگ خنین کے موقع پر صفوان بن امیہ سے مجاہدین کے لئے زمین عاریت لی گئی تھی  
آپ کو بھی اختیار ہے کہ کفار سے اٹھو وغیرہ عاریت کیجئے۔

یا جنگ خیبر میں یودیوں بنو قینقل کو داخل لشکر فرمایا تھا بنو قینقل کے یہودی  
اسلام سے مغلوب اور اس کے محکوم ہو چکے تھے مسلمان ان پر غاب و دستہ لی تھے خدا کا  
انڈیشہ تھا آپ بھی کفار ہند پر غلبہ حاصل کیجئے پھر انہیں داخل لشکر کیجئے۔

فتح القدیر اور مبسوط علامہ سرخسی میں کتاب الشیر ملاحظہ ہو نہایت صاف الفاظ میں  
یہ مسئلہ مبطل رہی اگر کافر اپنی رضا و رغبت سے داخل لشکر اسلام ہوا اور مسلمانوں کا عقائد  
کفار سے ہو کا فر حکم اسلامی میں اپنا اختصاصی و اختیاری علم نہ رکھے بلکہ مسلمانوں کے  
جھنڈے کے نیچے رو کر دشمنان اسلام سے مقابلہ کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں  
مال غنیمت میں کافر کا حصہ منوچا ہاں کچھ باتہ اٹھا کر حاکم کر دیا جائے تو اس کی اجازت ہے  
لیکن غالب گروہ کفار کو اپنی معیت میں ہیں طرح لیتا کہ کفر کا علم غنیمت اور مسلمان  
اُس کے تحت میں لڑ رہی ہوں یہ نقلی حرام ہے۔

نصوص صریحہ کے بعد کسی صاحب ایمان کے لئے فریاد بحث و گفتگو کی حاجت نہیں  
رہتی اگر علماء سیاسی و جلیلین لکھ کر دعویٰ ایمان ہو تو وہ کفار و مشرکین کی معیت اور مشیت  
میں ترک کریں اور نہ ہی کفر کی اعانت و تائید سے جو صریحاً حرام ہے تو بجا کریں۔  
مشرک گندمی اور ان کی پارٹی کے ساتھ عداوت افضل معروفہ اور اہل اسلام و شفقت

کچھ ضروریات زندگی میں اُن کی مدد کیجئے اگر اُن میں سے کوئی بیمار ہو تو بیمار پرستری کیجئے اور وہ علاج سے بہتر دوا فرمائیے حیاتِ تقدیٰ اور محاطاتِ دنیوی میں خرید و فروخت سچ و سچ ہیں اور اجارہ وغیرہ بے دخلہ بشر و طہا جاری رکھئے اس لئے کہ یہ امور نہ مہلات ہیں نہ دوا و درکون بلکہ جائز و مرضی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نصیحتیں ان امور کو عزتِ عمل عطا فرمائی ہے۔

لیکن خدا کے لئے یہ مصیبت مسلمانوں پر نہ لائیے کہ جلسہ جمعیتہ العلماء کا منعقد ہوا اور مشرکانہی اس میں خطیبِ مذکر بن کر علماء اور عامہ مسلمین سے خطاب کرے جلسہ عداوت و اہاکن مقدسہ ہو اور مشرکانہی اس کی صدارت کریں علماء زیرِ صدارت گاندھی تحریک شرمی پیش کریں ہندو مسلمانوں کی دینی مجالس کو کفار و مشرکین سے پاک کیجئے۔ اس سے بڑھ کر مصیبت علمی یہ ہے کہ آپ اسلامی خصائصِ مثارہے ہیں تشنہ پوچھا حلِ جنازہ مشرک وغیرہ سے عوام بے علم بہت کچھ گمراہ ہو چکے اب بھی انہیں توبہ و انابت کی طرف متوجہ کیجئے ہیں ایک قبر بے نوابوں کسی طرح کی بضاعت اپنے پاس نہیں رکھتا ایک گوشہ تنہائی ہے اور محنت کی زندگی نہ تولیڈری کا ساز و سامان رکھتا ہوں نہ رسمی پیری و مریدی کا ڈھب جانتا ہوں نہ مریدوں کی کوئی فرد اپنے پاس ہو نہ تلامذہ کی کوئی جماعت اگر نیری مدارس میں شادی و شاگردی ع

ہے یہ وہ لفظ کہ مشر مندہ معنی نہ ہوا

پھر آپ مجھے گرامی قدر اشخاص کا کیا مقابلہ کر سکتا ہوں لیکن ہاں یہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ حق و صداقت میرے ساتھ ہو لیڈری کا فرد اگر چند لمحات کی فرصت آپ حضرات کو ملے تو فقیر کی معروضات پر توجہ فرمائیں۔



آج سے دس برس قبل فقیر نے جو کچھ عرض کیا تھا آپ حضرات نے اس وقت قبول  
فرمایا لیکن بات حق تھی اور وہی راہ سیدھی تھی اب اگر آپ حضرات نے انھیں باتوں کو  
کہا اور انھیں کاموں کو کیا لیکن حمایت اسلام و خلیفہ المسلمین کے لئے نہیں بلکہ سوادِ ارج اور  
گاندھی کے لئے پس ان نیک کاموں کی بھی صورت آپ کے طرزِ عمل سے مسخ ہو گئی۔  
انا للہ غم انا للہ ۛ

(۱) فقیر نے اتنا سوچا تھا کہ ہر مسلمان سالانہ اپنی آمدنی کا ایک سہ حصہ الزام  
خدماتِ اسلامیہ کے لئے نکال کر دے اور ایک جگہ تجویز کر لی جاسے جہاں سب کے مرسلہ روپے  
جمع ہو کر سب ایک صندِ مجلس ہو جس کے تحت میں تمام تقصبات و دیونیات کی مجلسِ کام  
کرتی ہوں پنج کے قواعد امنوں اور کارکنوں کے اختیار و خصوصیات مقرر کر کے جائیں  
اُس روپے میں سے ایک مینہ رقم سلطان کی خدمت میں مصارفِ مرین کے لئے بھیجی  
جائے باقی دیگر ضروریات مذہبی کے لئے محفوظ رہے۔

کیا خلافت کیسی آج اپنا یہی مقصد نہیں بتاتی ہے لیکن افسوس آٹھ نو برس بعد  
قائم بھی ہوئی تو ہندو کی سرپرستی میں نہ پنج کے قواعد نہ مصارف کا حساب اس بیدار  
سے مسلمانوں کا روپیہ عیش پرستی اور ہواؤ ہوس میں البتہ حضرات اُڑا رہے ہیں کہ کسی کافر  
نے بھی مسلمانوں کا گھروٹ کر اس طرح دادِ عشرت نہ دی ہوگی۔

(۲) فقیر نے اتنا سوچا تھا کہ مصلحینِ اُمت میں سے بعض افراد بلاِ وعرب کا دورہ  
فرمائیں اعلانِ نظر سے یہ اندازہ کریں کہ کس خطہِ عرب میں کس طرح کی تعلیم مفید ہوگی بعد  
خود و فکرِ تعلیم کا ہیں قائم کریں نیز عربوں کو اپنی طرح سمجھا دیں ۛ  
پائے مدِ پنجہ پریش دہستان ۛ یہ کہ بابیچا بھان دو برس تھیں



جانتا رہی مگر دنیا ہمیں ضرور ملے گی۔ یہ حضرات بھائی یہ بتا رہے ہیں کہ مہرِ مظلوم  
حضرات کا کیا ہی مذہب کی حقیقت اور وقت ان کے نزدیک کس قدر ہی دینی ہے۔  
کا نام کیوں لیا جاتا ہے وہاں یہ بھی بتاتے ہیں کہ ہندو کے ساتھ انھیں کسی حقیقت  
داراوت ہی۔ چنانچہ جلسہ جمعیتہ العلماء میں جس کا انعقاد بلا توجہ و تامل میں ہوا۔ سرکاری  
نے صاف الفاظ میں یہ کہا کہ ائمہ ہم سے ایک نیک کام ہو گیا ہے کہ میں اور مہرِ مظلوم  
کا مذہبی یقینی بھائی ہو گئے ہیں۔ (فتح دہلی ۲۴ نومبر ۱۹۴۷ء) پھر ایک عالم نے یہ کہا  
خدا نے ان کو (گاندھی کو) ہمارے واسطے ذکر بنا کر بھیجا ہے۔ قدرت نے ان کو سبق  
پڑھانے والا دے کر بنا کر بھیجا ہے۔ (فتح دہلی ۲۴ نومبر ۱۹۴۷ء) ایمان سے کہتے یہ  
جمعیتہ العلماء دست یا اُمت گاندھی کا حلقہ یہ اسلام اور تمام علیہ السلام کی طرف اُمت  
بندوں کو دعوت دے رہی ہے یا گاندھی کی نبوت تسلیم کر رہی ہے یہ حضرات اسلام  
کی دروندی میں انگریزوں سے لڑنا چاہتے ہیں یا دینِ گاندھی کے حمایت میں ہر  
اگر کسی نے ان کی بات نہ سنی تو کافر منافق، زیدیدی، ملعون اور جہنمی کیوں کر بچا۔  
لیڈران قوم آج اس بارہ جزائے شہادے ہاتھوں میں ہیں جسے چاہو گالیان  
مکافہ کو حق کو باطل اور باطل کو حق کہو اور چھاپ کر شعل کر دے اس وقت تو شہادی بات  
بن آئی ہے مخلوق اندھی ہو گئی ہے لیکن ایک وقت آجیگا اور ساری حقیقت مرہاں  
ہو جائے گی۔

میدان کر بلا میں یزیدیوں نے بعد شہادت شہزادہ کو زمین سیدنا امام حسین علیہ السلام  
فتح کے شہادے بھائے دو دو ہاں نبوت کو جس طرح چاہا اسی طرح کیا لیکن آج دنیا دیکھ رہی  
ہے کہ یزیدیوں پر خدا نے ایسی لعنت بھیجی کہ ان کا حلقہ نہ منقطع ہو نہ قیامت تک منقطع ہو



اس وقت اہل حق کے مقابلہ میں تمیں اپنے انہو پر نادر ہے چاہتے ہو حوام سے  
فیض و رسوا کر لیتے ہو اہل حق فقیر جمیل کھڑے ضبط کر جاتے ہیں۔

اہل حق کے مقابلہ میں مثل یزید و عویٰ اجماع پیش کرتے ہو صریح نص قرآن اور  
نص حدیث کی مخالفت اور پھر اجماع کا دعویٰ کیا احکام قرآن کا نسخ اہل سے جائز  
ہے اور پھر اجماع بھی ایسے علماء کا جن کے پاس خدا نے گامذی کو نہ کر بنا کر بھیجا ہے  
جو حوام ہیں گامذی ہیں جس طرح قرآن مجید تو میرت و انجیل کا نسخ ہر اسی طرح گامذی کا  
فرمان آیات الہیہ کا نسخ ان مدعیان علم و اجتہاد کے عقیدہ میں ہو۔

ایسے نجس و ناپاک عقیدہ کا انکار کرتے ہوئے کچھ تو شریائے الحیاء شعبۂ  
منی الامتحان۔

یزیدیوں نے جب یزید کی امامت و خلافت کا علم بلند کیا تو اہل حق کے مقابل  
میں انہوں نے یہی دلیل پیش کی تھی کہ سامعے حکمت یزید کی امامت تسلیم کر لیں اجماع ہو گیا  
صرف چار شخص ہیں جو اس کی امامت تسلیم نہیں کرتے یعنی عبدالرحمن بن ابی بکر عبداللہ  
ابن ابیہر عبداللہ ابن عمر اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین۔

دیکھتے ہو وہ اجماع جو یزید کی امامت پر ہوا تھا کیسا عجیب و غریب ہوا عبرت پکڑو  
اور اہل حق کو گالیاں دینے سے باز آؤ ان کی تحلیف و اذیت و سانی سے اپنے ہاتھ  
اور زبان کو منہ کر رہا رہا دشنام دہی کی یہ ہمہ گیری ہو کہ جہاں تم نے ایک رکن دین طہی  
شرع میں امام اہل سنت مجتہد عاصرہ مویذ ملتہ ظاہرہ پر سب و شتم کیا وہاں اس  
فقیر مینو کو بھی بار بار رشدد جبرائیل میں تم نے گالیاں سنائیں میں نے تمہارا کیا بھلا خدا  
جنگ یہ تصور ہوا کہ جس وقت ساری زبانیں گنگ تھیں مجھ گنگار کی زبان کلر حق کہہ رہی

مئی جس وقت سارے اقلام خشک تھے، مجھے بے بساخت کا قلم صدقہ تحریر تھا جس پر  
سارے پاؤں مفلوج تھے مجھ ضعیف کا پاؤں منزل دہاں راستہ پر تھا نقصان کر رہا  
اس میں میری کیا فضا ہوئی یہ تو اللہ کا فضل تھا قلم ہال اس کے نام سے ہندو خیمیل کہتے  
تھے اور دوا و عیش و نشاط دیتے تھے زر گئی کے لئے جس طرح کے مضامین ضروری تھے  
تم انہی کو کہتے انہی کو کہتے تھے لیکن اس خیر کو خلافت کی روٹی تھی اس لئے ترکوں کی  
مختصر تاریخ پھر ان کی خلافت ان کی اطاعت اور ان کے حقوق دلیل و برہان کے ساتھ  
لکھ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کر دو اور دیکھو خیر کا رسالہ البلاغ

میں مسئلہ خلافت کی اب آکر جو دین بھی بندھی تو ایک کا فرقہ نکلیا تو فقیر سے  
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کی جگہ سوارانہ تھی، غلیفۃ المسلمین کے پس ارفع و اعلیٰ مقام کا بیجا  
نے اور شیخ الاسلام کا لقب شیخ المسلمین نے لیا۔

حقیقت یہ ہے کہ غرق ہو کر طوفان اور جہانم کے تباہی کا عظیم مایہ و اعلیٰ سمجھی کو ہر جا  
ہے لیکن جہاز کا ناخدا طوفان کو بہت پہلے اور بہت دور سے دیکھ لیتا ہے جن کے دماغ میں علم و  
تجربہ سے غالی ہوتے ہیں وہ ناخدا کے تہ اسیر و اضطراب پر ہستے ہیں لیکن وہی فقہان و زکوا  
نالہ کشیوں ہو جاتا ہے۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ کا ہزارہا سان اور اس کے اس خاص کرم کا ہزار ہزار شکر کہ  
میں چیز کو آج آپ قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں فقیر کو دس برس قبل قوم کے سامنے  
پیش کرنے کی ہدایت فرمائی گئی۔

جس جگہ آج لیڈروں کے اٹھام جانا چاہتے ہیں وہاں کی سیر بریوں نے اس  
مسکین عاجز کو دکھائی گئی جس راہ پر آپ لیڈروں کو کچھ دھڑل کر رحمت ہو گئی اللہ شکر

اسی واسطے مرنے والے شخص کو یہ بے بضاعت چاہیۃ اور استقامت کے لطائف سے  
ساعت اندازہ ہوگا۔

گرمی قدر حضرات احوال نامہ آپ کے سامنے پیش نہ ہو گا نہ صاحب و فیصلہ آپ کے  
انہی میں ہو گا پھر اپنے رب کریم کے ان احسانات و انصاف کو کیوں پیش کر دیں گی  
بدست و بلیغ خدمت دین و ملت کی پائی۔

گزشتہ سال ہمارے ہر سندھ امداد آباد میں ایک عظیم الشان جمع کو خطاب کرتے ہوئے  
جو کہ گدی سے الہ آباد کے انہیں اشخاص سے پوچھے جو اس وقت طاقت گیری کے  
سرگرم ہنگام ہیں۔

مولوی بشیر الدین احمد صاحب اڈیشہ البشیر آباد سندھ کے جلد میں شریک تھوڑے  
ایمانت کیجئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دعوت حق کے کہتے ہیں۔

اگرچہ مجھے اپنی یہ گلیوں کا اقرار ہے کہ کوئی عمل شرکت نفس سے خالی نہیں گویا  
فصل دیا و سمجھ سے صاف نہیں اپنے حسب حال یہ کربا علی ہو رہا۔

لے فق و غور کار ہر روز نماز سے پرزگاہ کا سہ و کوڑہ نما  
ی خند و روزگار و میگر یہ عمر بر طاعت و ہر نماز و ہر روز نما  
لیکن اسی کے ساتھ اس کا شکر کیاں ادا ہو سکتا ہے کہ حق بھانہ نے فضل اپنے  
فضل میں سے بغیر آقا سے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دین فردوسی و گمراہ سازی سے  
مصلحت و گمراہی کا ہی اپنے سوا تعالیٰ سے خواست گاری و تمنا کہ صدقہ تاج دارین  
ہو نصرت و مغفرت اسامی کے ساتھ اتنا او کریم کہ اس دنیاء کی زندگی کا بانی و  
نمای و طاقت میں سرکار ہر سندھ کے ہر چاہئے ہے



دارم دکنے نہیں بیا مژدہ ہیں صدقاتہ در کین بیا مژدہ ہیں

شرمنہ شوم اگر یہ پر سی مسلم یا اکرم الا کر میں بیا مژدہ ہیں

حالات دائرہ کے متعلق فقیر کو جو کچھ عرض کرنا تھا بھونٹتا ہے ان سے خلاص

ہو چکا رہی مہنات حضرات لیڈر یا علماء سیاسی کے ان کا کہاں تک جواب دیا جائے

یہ مسئلہ تو غیر متناہی ہے مجھے اس قدر فرصت کہاں جواب و سوال کے پیچھے پڑوں گی

تقریر کا غایت اس پر کرنا ہوں کہ اگر فقیر کے جواب میں آپ نے اسی دم کہیں دشنام کا

اعادہ فرمایا تو فقیر کی طرف سے سکوت محض ہو گا ہاں جو امور مشورہ کے طور پر پیش کئے

گئے ہیں ان کا اگر آپ رد فرمائیں گے تو یہ فیصلہ اور باب مل وقت پر موقوف کر صبح مشورہ

کس کا ہی لیکن اگر مسائل شرعیہ میں آپ نے کلام کیا تو اس کا فیصلہ ابھی کئے دیتا ہوں عام

بھی سمجھ جائیں گے اور انہیں اس کی دشواری پیش نہ آئے گی کہ کس کی منوں ہر ایک

قرآن و حدیث ہی پیش کرتا ہی۔

(۱) میں نے یہ عرض کیا ہے کہ مطلقاً کفار و مشرکین سے مولات او واد اور رگون

حرام ہے نہ ہی منہ ہو اور ہر ایک کا ثبوت کلام اللہ سے پیش کیا ہو آپ براہ کرم اس آیت

کی تلاوت فرمائیں جس میں حق سبحانہ نے یہ حکم دیا ہو کہ ایسی حالت میں یا اس طرح کے

کافروں کے ساتھ مولات یا واد یا رگون کی مسلمانوں کو اجازت ہو اگر آپ نے

آیت پیش فرمائی اور مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ لفظ تو لوھم یا تو دوھم یا تو کنوا

الیھم کا موجود ہے تو پھر میں بھی تو یہ کہوں گا اور اپنی جمالت کا اعتراف۔

(۲) میں نے عرض کیا ہے کہ کفار و مشرکین سے جمادات میں دو لینا منوع و مکروہ ہے

اں اگر کفار و مسلمانوں سے مخلوب ہوں یا ان کے محکوم ہوں تو ان سے استعانت جائز ہے

اس نے مگر یہ استقامت فی الحقیقت استقامت و خدمت گزاری ہے یا محکوم تو میں نہیں  
مسلمانوں کے جھنڈے کے نیچے رہ کر دشمنانِ دین کا مقابلہ کریں علمِ مسلمانوں کا  
یہ اور لشکر پر حکومت مسلمانوں کی ہو تو ایسی صورت میں بھی کافر کا شریک کرنا جائز ہو  
اس دعویٰ کے ثبوت میں تین حدیثیں پیش کی ہیں فقہائے کرام کی تحقیق

کا حوالہ دیا ہو۔

آپ کوئی حدیث ایسی لکھیں جس میں یہ حکم ہو استعینوا بالکفار و اللشکین  
اسی کفار و مشرکین سے مدد لے لیا فقہائے کرام کا کوئی فتویٰ نقل فرمائیے جس میں  
یہ ہو کہ کافر کو علم بردار اسلام اور فوجی سپہ سالار بننا کر مسلمانوں کو ہمدرد لڑنا جائز ہو۔  
(۳) میں نے یہ عرض کیا ہے کہ آیت لا ینھکم اللہ الخ کو قتادہ نے منسوخ فرمایا  
ہے اور یہی مذہب امام حنابلین ربیع کا ہے آپ کسی مفسر یا محدث یا فقیہ کا ایک قول  
بھی ایسا نقل فرمادیں جس میں یہ ہو کہ آیت لا ینھکم اللہ الخ ان ساری آیتوں کی ناسخ  
ہے جن میں مطلقاً کفار سے موات و داد اور رکون حرام فرمایا گیا ہو۔

(۴) میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اگر آیت لا ینھکم اللہ الخ کو منسوخ نہ بھی مانتے ہیں  
کہ ظالم ابن جریر طبری کا مسلک ہی جب بھی ایسے کفار سے جو مسلمانوں سے دین کے  
معاہدے میں نہ خیال کریں نہ انھیں ان کے گھروں سے نکالیں صرف برواقساط کی اجازت  
پائی جاتی ہے نہ کہ موات و داد کی آپ کسی مفسر یا محدث یا فقیہ کا ایک قول  
ایسا نقل فرمائیے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ برواقساط مراد موات و داد ہے  
یا برواقساط کی اجازت سے موات و داد اور رکون کی بھی اجازت ہو گئی آپ کا  
کفار و فقیہ کا تسلیم کرتا انشاء اللہ علی العزیز ہو گا۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اَعْدَتْ لِكَاْفِرٍ مِّنْكُمْ  
اور عرض کر دوں کہ یہ تحلیف مستغنی عن الالفاظ حکیم حافظ محمد اعلیٰ خان صاحب ٹبریا  
دہلی کو نہ دی جائے ورنہ حدیث و تفسیر دونوں سے ثبوت چشم زدن میں پیش کر دیا جائیگا  
اس لئے کہ وہاں تصنیف کا دروازہ بہت وسیع و کشادہ ہو گا لاں کہ بے فصل دیکھا  
ہے نہ عبارت مصنفہ۔

مشکل قربانی میں حکیم صاحب حدیث تصنیف فرما چکے تھے نو مہر شہزادہ میں جو بعد  
جمعیۃ العلماء کا دہلی میں منقذ ہوا وہاں بحیثیت صدر استقبالیہ کیسی آپ نے اپنا خطبہ صدارت  
پڑھا تفسیر ابن جریر کی اس قدر عبارت پڑھ کر کہ آیتہ لا یمنعکم اللہ ولم یمنعکم اللہ نہیں ہے  
نوراً اس نتیجہ پر حکیم صاحب پہنچ گئے کہ ہندوؤں سے موالات جائز ہو کر مقلی یکہ متخرج  
نتیجہ اس شان سے فرمایا جس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حکیم صاحب کا اجتہاد و استنباط نہیں  
ہی بلکہ ابن جریر کی تحقیق ہی۔

پھر ایک حدیث بیان کرنے کی بھی زحمت گوارہ فرمائیے اور حسب معمول تعریف  
افرا کا ایک دوسرا نمونہ آپ نے پیش فرمایا ارشاد ہوتا ہے۔

”احد کی لڑائی میں قرمان جو ایک مشرک تھے رسول مقبول کی طرف سے لڑے  
اور انھوں نے بنی عبد الدار کے ان تین آدمیوں کو قتل کیا جو فریق مخالف کے علم بردار  
تھے یہاں تک کہ رسول مقبول نے خوش ہو کر فرمایا۔ ان اللہ لیا نہر ہذا الدین  
بالہیبل الغابری ربیک اللہ اس دین کی مرد فاجر سے مدد کرتا ہے (رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اس شخص کو فاجر فرمائیں حکیم صاحب مشرک کیس کیا فاجر و مشرک دونوں الفاظ  
مراد ہیں صاحب مسلمان جانتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہے صلوا خلف کل یروف ہر



یعنی بیکار اور بے کار دونوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی عبادت ہے پس اگر  
 قاجار و مشرک یا ہم مراد ہیں تو کل سے گاندھی کے پیچھے آپ نماز پڑھنے  
 کا اجتہاد فرمائیں گے اور کیا جب کہ آپ حضرات نے یہ سادات حاصل کی ہو  
 کس دلیری سے حکیم صاحب یہ فرماتے ہیں کہ قرآن کے مقابلے سے خوش  
 ہو کر آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اللہ اس دین کی مرد قاجار سے مدد فرمائے کہ حکیم صاحب  
 بھی سببت کیا کم تھی کہ ہندوؤں کی محبت آپ کے دل میں جاگزیں ہو گئی اب  
 صریح صاحب لڑاکا میں افترا و تحریف کی بلا کیوں اپنے سر لیتے ہیں۔  
 زیادہ بحث کی گنجائش دہلت نہیں براہ کرم اس کا ثبوت پیش کیجئے کہ قرآن  
 مشرک تھا اور قرآن سے خوش ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا  
 فرمایا تھا۔

حکیم صاحب قرآن منافق تھا اور اس عیار ہی سے اپنے نشان کو اُس نے  
 منی رکھا تھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے مومن صادق جانتے  
 تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ یہ  
 دوزخی ہے صحابہ کرام متوجہ معرکہ قتال میں جب کہ اُس کے سرگرم مقابلہ  
 و مقابلہ کی خبر ہوئی اُس وقت بھی آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ دوزخی ہے۔  
 قرآن مجرب ہوا زخم کی تلخیات برداشت نہ کر سکا آخر اُس نے خود کش  
 کر لی اور اس طرح اپنے دوزخی ہونے کو پہچان کر دکھایا اُس وقت جب کہ اُس کی

خودکشی کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور آقاؐ نے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی تب ارشاد ہوا کہ اللہ اپنے دین کی مدد مرد فاجر سے فرماتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ منافقین کے ساتھ برتاؤ مثل مسکین جاری تھا وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوتے تھے نمازیں پڑھتے تھے غزوات میں ملوث ہوا کے ہمراہ کاب ہوتے تھے۔

اللہ اللہ کفر کے ساتھ کیسی شیطانی و فریفتگی ہو کہ کذب و افترا کا ارتکاب ایسے سنجیدہ و متین اشخاص کس اطمینان و سکون سے کرتے ہیں۔

جمعۃ العلماء کے پانچ فضلاء کیسے متحرک و متدین عالم ہیں کہ تفسیر میں حدیث میں افترا ہوتا ہو لیکن اصلاح کی قسم ہو۔

مسلمانوں! آنکھیں کھولو علماء سیاسی یہ کہتے ہیں کہ ”خدا نے گاندھی کو مذکر بنا کر بھیجا ہے“ ”پس وہ گاندھی صاحب کا ہوں“ علوم مشرقیہ کا فرد فرید اس طرح تحریف کرتا ہے جنٹلمین لیڈر یہ کہتا ہے کہ اگر ”ہندو بھائیوں کو راضی کر دو گے تو خدا کو راضی کر دو گے“ عوام گاندھی کی جڑ پکارتے ہیں۔ مع تنہا وہ داغ و خال شدہ پنہ کجا کجا نہم

جب دیانت و تقویٰ کا یہ حال ہو کفر کی اس بیباکی سے حمایت کی جا رہی ہو تو پھر یہ خدمت خلافت ہو یا ہلاکت مسلمین ایسی مجلس میں شریک ہونا چندہ دینا ثواب ہی یا گناہ عظیم خدا مسلمانوں کو ہدایت فرمائے یہ فقیر گنگا بھی دل سے اولاد مسلمین کے حق میں دعا و ہدایت کرتا ہے اور لیڈران قوم سے نہایت

نیا زندانہ التماس پیش کرتا رہی کہ دروازہ توبہ کا ہنوز بند نہیں ہوا ہے پاک  
مہربان سلام تم سے کہہ رہی کہ ۵

بمترگان سہ کردی ہزاراں رختہ دہ دینم

بیا کہ چشم بھارت ہزاراں در دہ پرینم

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى  
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَعَلَيْنَا مَعْمُومٌ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

حررہ بقلمہ

فقر محمد سلیمان اشرف عفی عنہ

محلہ میرداد

بہار شریف ضلع پٹنہ



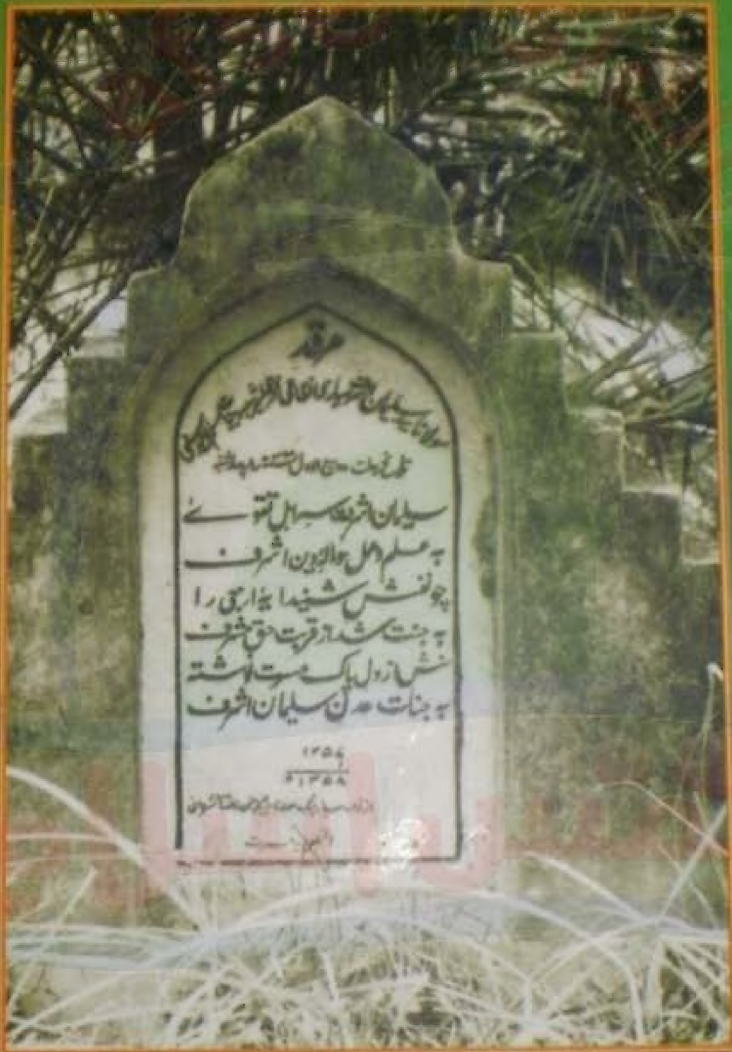
# گزارش

اس سال میں کثیر القسم ادا مولیٰ و فروعی ضروری مباحث ہیں۔ ہر مصل کے  
ما تحت متعدد موضوع ہیں جن صاحب کو جو اصلی یا ضمنی بحث دیکھنی منظور ہو وہ  
نہرست مضامین کی مدد سے مدخلہ فرمائیں

لوح مزار

حضرت پیر فیض محمد سلیمان اشرفی قدس سرہ العزیز

مدفن شہیدان اسلام پشاور



کھجور کا ایک قدیم درخت بعد احترام سایہ فگن ہے۔

ادارہ پاکستان نیشنلسٹی لائو